

فُنُجُ الغَيْبِ

معارف و حقائق الہیت کی الہامی دستاویز

مصنف

حضرت شیخ عبدال قادر جبلانی راحلہ

مترجموں
Nafse Islam

سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے

Nafse Islam

WWW.NAFSEISLAM.COM

تصوف فاؤنڈیشن

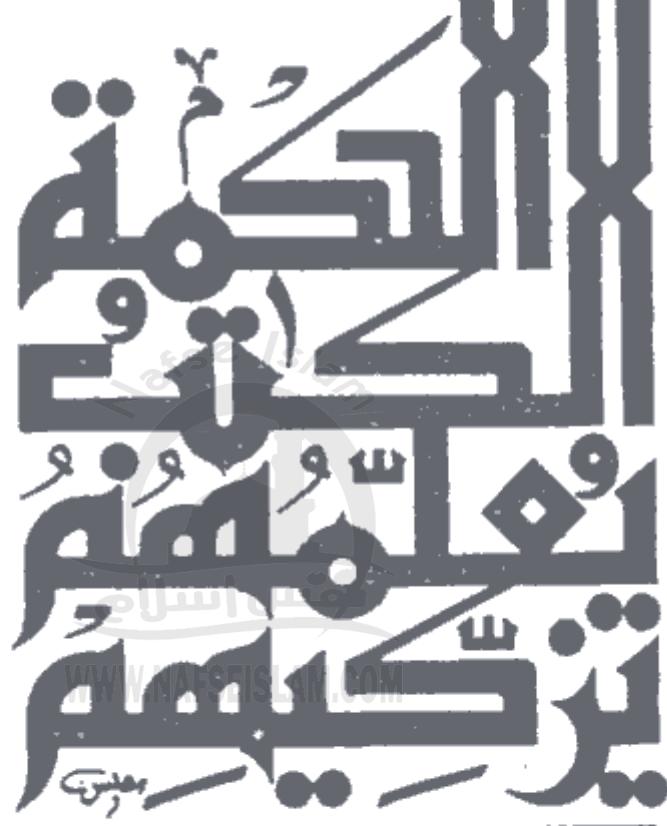
لائری ○ تحقیق و تصنیف و تاییف و ترجمہ ○ مطبوعات
راہین سمن آباد — لاہور — پاکستان ۲۰۹

شوروم : المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

مُوَالِدِنِي بَعَثَ فِي الْأَمَّةِ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتَلَوَّ عَلَيْهِ حِرَايَتُهُ
وَرِزْكُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ قَالَ الْقَرْآنُ (٢٠:١٢)

تِذْكِيرَةِ نَفْسٍ وَرِكَابٍ وَحَكْمَتِ الْعِلْمِ

بِشَّرَتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَمْ مَعَاصِدِ مُظْلِمَاتِهِ
إِنَّ هِيَ مَعَاصِدَ كَمْ كَيْفَيَّةَ تَصْرُّفَ فَاؤَنْدَلُشِينَ وَقَتْفَ بَهْـ



تصوُّفٌ فَاؤَنْدَلُشِينَ

بَانِي: أَبُو جَيْبِ حاجِي مُحَمَّدِ ارْشَادْ قُرَيْشِي

کلائیک کتب تصوف : سلسلہ اردو تراجم

○
جملہ حقوق بحق تصوف فاؤنڈیشن محفوظ ہے © ۱۹۹۸ء

ناشر : ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی
بانی تصوف فاؤنڈیشن - لاہور

طبع : زاہد بیسیر پرنٹرز - لاہور

سال اشاعت : ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸ء

قیمت : ۵۵ روپے

تعداد : پانچ سو

واحد قیمت کار : المعارف بخش روڈ لاہور پاکستان

۹۴۹ - ۵۰۴ - ۰۰۵ - ۶ آئی ایس بی این



WWW.NAFSEISLAM.COM

تصوف فاؤنڈیشن ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیت نے اپنے مرحوم والدین اور لمحات بھر کو ایصال ثواب کے لیے بطور صدقہ جاریہ اور یادگاری کیم محروم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قائم کیا جو کتاب و سُنت اور سلف صالحین و برزگان دین کی تعلیمات بحسب مطابق مسلم دین اور تحقیق و اشاعت کتب تصوف نے یہی تقدیم ہے۔

May Allah Subhanahu Wa Ta'alaa Bless the Parents and Parents in-law of

Mohtram Abu Najeeb Haji Muhammad Arshad

for bringing out such a marvel translation of beautiful writings

from

Qutbul Aqtaab, Syyedus Saadaat, Sheikhul_Mashaikh, Ghous Samadaani,

Mahboob Subhaani, Sulatanul_Aulia, Abu Muhammad, Al-Syed Sheikh

Mohayyuddin Abdul Qadir Al-Gillani, Radhi Allahu Anhu

گیارہ اسماء پاک حضرت غوث الاعظم

سید مجی الدین امر اللہ

شیخ مجی الدین فضل اللہ

اویس مجی الدین امان اللہ

مسکین مجی الدین نور اللہ

غوث مجی الدین قطب اللہ

سلطان مجی الدین سیف اللہ

خواجہ مجی الدین فرمان اللہ

محمد و م مجی الدین برهان اللہ

درویش مجی الدین آیت اللہ

باشا شاہ مجی الدین غوث اللہ

فتییر مجی الدین مشاہد اللہ

ترتیب مقالات

صفحہ	مقالہ	عنوان	صفحہ	مقالہ	عنوان
۴۸	۱۸۔ ممانعتِ شکایت		۵	۱۶	مقدمة از مترجم
۵۱	۱۹۔ ایفا شے عہد		۱۶		۱۔ صفاتِ مومن
۵۳	۲۰۔ شکوک و شبہات		۱۶		۲۔ راہِ نجات
۵۵	۲۱۔ مکالمہ الہیں		۱۸		۳۔ آغاز و انجامِ مومن
۵۶	۲۲۔ آزادشِ مومن		۱۹		۴۔ فنا شے خواہشات کا شہر
۵۶	۲۳۔ مقسوم پر رضامندی		۲۱		۵۔ حقیقتِ دنیا
۵۹	۲۴۔ درِ مولیٰ سے پیشگی		۲۲		۶۔ مخلوق سے بے تعلقی
۶۰	۲۵۔ منازلِ ایمان		۲۵		۷۔ احوالِ معرفت
۶۲	۲۶۔ قربِ الہی اور اس کے آداب		۲۶	۲۶۔ عظمت و بہروت	۸۔
۶۶	۲۷۔ کشف و مشاہدہ		۲۰	۲۷۔ حقیقتِ خیر و شر	۹۔
۷۱	۲۸۔ نفس اور اس کی کیفیات		۲۸	۲۸۔ احوالِ سماک	۱۰۔
۷۲	۲۹۔ معاشی تینگی میں مسلمانوں کا طرزِ عمل		۲۹	۲۹۔ تنگستی اور کفر	۱۱۔
۷۳	۳۰۔ مقامِ صبغہ		۳۰		۱۲۔ مال و دولت
۷۵	۳۱۔ معیارِ محبت و عداوت		۳۰		۱۳۔ تسلیم و رضا
۷۶	۳۲۔ محبتِ الہی کا مقام		۳۱		۱۴۔ مقبولانِ بارگاہ
۷۸	۳۳۔ انسانی مارچ		۳۲		۱۵۔ خوف و رجا
۸۰	۳۴۔ افعالِ خداوندی پر اعتراض کی ممانعت		۳۳		۱۶۔ توکل اور رزقِ ملال
۸۳	۳۵۔ پرہیزگاری کا مقام		۳۴		۱۷۔ واسطہ مرشد

<p>۱۲۱ - مصائب پر صبر اور نعمت پر شکر</p> <p>۱۲۲ - ابتداء و انتہاء</p> <p>۱۲۴ - مرتب ورع و تقویٰ</p> <p>۱۲۸ - محبت اور اس کے آداب</p> <p>۱۲۹ - گروہ اضفیا میں شامل ہونے کے آداب</p> <p>۱۳۰ - قیاد اور اس کی کیفیات</p> <p>۱۳۰ - قبولیت دعائیں تمازیر کی حکمتیں</p> <p>۱۳۲ - غیر اللہ سے سوال کی ممانعت</p> <p>۱۳۳ - عرفان کی بعض دعاوں کی عدم قبولیت کے اسباب</p> <p>۱۳۴ - کل یوم ہونی شان</p> <p>۱۳۵ - بارگاہ خداوندی سے سوال کے آداب</p> <p>۱۳۶ - عبادات توفیق خداوندی کا نتیجہ ہیں</p> <p>۱۳۷ - محب و محبوب</p> <p>۱۳۸ - بازار میں داخل ہونے کے آداب</p> <p>۱۳۹ - اولیاء اللہ بنابر افضل فطرت ہیں</p> <p>۱۴۰ - کائنات کی ہرش توجید خداوندی پر وسیل ہے</p> <p>۱۴۱ - حقیقت فقر و قصور</p> <p>۱۴۲ - وصیت غوشیہ</p> <p>۱۴۳ - تعلق باللہ اور تعلق بالخلائق</p> <p>۱۴۴ - طریقت کے اصول عشرہ</p> <p>۱۴۵ - آخری حکمت آمیز نصیحتیں</p> <p>۱۴۶ - وصال مبارک</p>	<p>۴۵ - دنیا اور آخرت</p> <p>۴۶ - حسد اور اس کے نقصان</p> <p>۴۷ - صدق و نصیحت</p> <p>۴۸ - شفاقت و وفاق و نفاق</p> <p>۴۹ - معرفت کی ایک قسم</p> <p>۵۰ - زندگی جسے موت نہیں</p> <p>۵۱ - حالاتِ نفس</p> <p>۵۲ - غیر اللہ سے سوال کی ممانعت</p> <p>۵۳ - کثرت دعا باعث رحمت ہے</p> <p>۵۴ - جہاد بالنفس</p> <p>۵۵ - نعمت و آزمائش</p> <p>۵۶ - ذکرِ خدا کی فضیلت</p> <p>۵۷ - تقرب الى اللہ</p> <p>۵۸ - مقاماتِ فرائض و سنن</p> <p>۵۹ - غیند اور بیداری</p> <p>۶۰ - قرب اور بعد خداوندی</p> <p>۶۱ - مقامِ زہد</p> <p>۶۲ - نزدِ خلیل را بیش بود یہ رانی</p> <p>۶۳ - رضا و فنا</p> <p>۶۴ - وصول الى اللہ کا طریق</p> <p>۶۵ - ترکِ لذات</p> <p>۶۶ - مرتبِ ثنا</p> <p>۶۷ - قبض و بسط</p> <p>۶۸ - تمام اطراف سے صرف نظر</p>
--	--



پیش لفظ

یوں تو شخصیات کو پرکھنے کے دنیا میں کئی پہانے ہیں مگر شہرتِ عام اور مقبولیتِ امام ایک ایسا پیارہ ہے جس کے ذریعے گردشِ ایام اور اقلیاباتِ عالم کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کسی بھی شخصیت کو بآسانی جانچ سکتے ہیں۔ علماء و مشائخ، ادباء و شعراء، سلاطین و ملک اور رہب فنوں میں سے کئی لوگ آسمانِ شہرت کا ستارہ بن کر چکے اور دنیا پر چاگئے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ آہستہ آہستہ ان کی وہ شہرت گھٹتی چل گئی، البتہ آن میں سے بعض ایسی نامور ہستیاں اور قد اور شخصیتیں ہو گز رہی ہیں کہ اپنے علم و عمل اور گرانقدر خدمات کی بنیا پر لوگوں کے دلوں میں وقت کے ساتھ ساتھ ان کی محبت و عقیدت ٹڑھتی جاتی ہے، اس نکتہ نجاح سے اگر دیکھا جائے تو صوفیا و مشائخ کے تمام سلاسل میں سب سے پہلے جس عظیم سنتی پر نگاہ پڑتی ہے وہ قطب الاقطاب شیخ شیوخ العالم محبوب سجنی غوث صدرا فی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گردی ہے کہ جن کی عظمت اور علام و خواص کے دلوں میں محبت و عقیدت، نوسالہ طویل عرصے کے حادثات اور اقلیابات کے باوجود قائم و دائم ہے، بلاشبہ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جن کی محبت و عظمتوں کے جھنڈے انسانی قلوب میں گڑھے ہوئے ہیں اور جن کی رفتاروں کے افسانے آفتاب و ماہتاب کی زبانوں میں

حضر خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایمانی حالات غوثِ انفلونزا، محروم، محروم سجنی، قطب ربانی اور پیران پیرا یہیں العقبات نذر گزارے جا پنی واقعیت و حقیقت کی بناء پر ایک طرح کا نام ہو گئے، آپ، ۲۰۰۴ء اور ایک روایت میں ۱۹۳۶ء میں طبرستان کے نواحی قبصہ جیلان میں پیدا ہوئے اسی کو گیل اور گیلان بھی کہتے ہیں، بعض تحقیقیں کے مطابق جیلان یا گیلان سارے علاقے کا نام تھے جس میں کئی قبصے شامل ہیں ان کے نزدیک آپ کی پیدائش قصیہ نیعت^۷ میں ہوئی۔^۸

۷۔ بہجۃ الاسرار مولف الشیخ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف الشافعی مطبوع مصر، ۸۸

۸۔ اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محمدث دہلوی مطبوع عجیباً دہلی، ۹۰

۹۔ بہجۃ الاسرار، ۸۹۰۸۸

آپ کا علمی مقام بنداد ہی میں مسند درس و تدریس اور افتاء پر تکمیل ہوئے صبح و شام دونوں وقت تفسیر، حدیث، فہرست اخلاقیات، اصول اور شحو کا درس آپ کا معمول تھا، جلد ہی آپ کے علمی تحریر اور فتویٰ نویسی کی دھاک بیٹھ گئی۔ آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما تکے مسلک پر فتویے دیتے تھے۔ بعض حضرات کے خیال میں ابتداؤ آپ شافعی المذاہ تھے

۷۔ آپ جنگجو اور جما ہتھے اس لیے جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہوئے اپکا اسم گرامی موسیٰ ہے، بعض حفرات سنے پر دو مختلف نام سمجھے میں جو نہ لاحے۔ ۸۔ طبقات اجباری شیخ عبدالراہب الشرانی ص ۱:۱۰۸ مطبوعہ مصر
۹۔ اخبار الایخار شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ معتبرانی ص ۱۶ کے تصریح اسلام پر ناعین احمد جدیر یا باری مطبوعہ الدین ص ۲۰۰

جبکہ آخری عمر میں خبل کتب نظر کی طرف میلان زیادہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ کی ذاتِ گرامی مر جمع الکل اور امام العلماء کی حیثیت اختیار کرنی، اطراف و اکناف کے علاوہ عالمِ اسلام کے دور دراز مقامات سے تنشیخانِ علوم پرچھ پڑے آئے گے، عراق کے علماء تمام مشکل مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے چنانچہ بیسوں ایسے مسائل جن کے حل میں علمائے وقت پریشان تھے آپ کی بارگاہ سے حل ہوئے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے قسمِ احتمالی کہ "اگر میں تنہا ایسی جمادات نہ کروں جو میرے بغیر اس وقت رکھنے زین پر کوئی نہ کر رہا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہو۔" علماء کے سامنے یہ مشکل پیش ہوا تو وہ حیران و پریشان ہوئے بالآخر حضرت غوثِ اعلم کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا آپ نے فرمایا: "وہ شخص ملکہ مکر رہ جائے اور مطافِ خالی کرا کر طافت کرے۔" یہ جواب سُن کر سارے علماء سرگون ہو گئے اور پکاراً شے سبحان من النعم علیہ۔ ایک دفعہ مجلسِ مبارک میں ایک قادری نے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی۔ آپ نے اس آیت کی تفسیر شروع کی چنانچہ آپ نے گیارہ ایسی مختلف تفسیریں بیان فرمائیں جو حاضرین سمجھتے ہے اس کے بعد آپ نے وہ تفسیر شروع کی جسے سامعین سمجھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس آیت کی چالیس مختلف تفسیریں اس انداز سے بیان فرمائیں کہ ہر تفسیر مغلل اور ہر ایک کی اس طرح تشریع کی کہ سامعین عشق کرائے اس کے بعد فرمایا اب ہم تعالیٰ سے حال کی طرف آتے ہیں یہ سنتے ہی مجھ میں آہ دبکا کا دہ شور اٹھا کر کسی کو نہ بدن کا ہوش در دیا۔

آپ کا اپنا بیان ہے کہ "ایک دفعہ میں صحرائے عراق میں جمادات میں مشغول تھا میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک نوچیل گیا ہے یا کہ اس میں سے آواز آئی۔ عبد القادرؑ میں تیرا پور وگا ہوں میں نے ساری حرام چیزیں تیرے لیے حلال کر دی ہیں۔ میں نے لا حول ولا قوّة پڑھ کر کہا، دُور ہو اے لعین! اتنے میں وہ روشنی تاریکی سے بدلتی اور آواز آئی؛ تو اپنے علم کی وجہ سے مجھ سے پچ گیا ہے ورنہ میں اس طرح سترا کا طوی کو گراہ کر چکا ہوں۔"

مندِ رشد وہ آیت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور انوار فیوض کا نزول بھی براو راست

لے تاریخ مشاہیر اسلام قاضی سیفی ای منصود پوری : ۸۱

لے اخبار الانوار : ۱۲

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا تھا تاہم ناظر ہری طور پر آپ نے قاضی ابوسعید مبارک مغربی[ؒ] سے نسبت قائم کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، ان کے علاوہ شیخ حماۃ، شیخ ابو یوسف[ؒ] اور یعقوب بھانی[ؒ] کی صحبت میں بھی رہے شیخ حماۃ شیخ صحبت تھے آپ کاظرا ہری سلسلہ ارشاد اس طرح ہے آپ نے خرقہ مبارک[ؒ] قاضی ابوسعید مبارک مغربی[ؒ] سے انہوں نے شیخ ابوالحسن علی[ؒ] بن محمد القرشی سے انہوں نے ایسا فرج طریقی[ؒ] سے انہوں نے ابوالفضل عبد الواحد المتمی[ؒ] سے انہوں نے ابو بکر الشبلی[ؒ] سے انہوں نے ابوالقاسم خیثہ[ؒ] لیقدادی سے انہوں نے ستری سقطی[ؒ] سے انہوں نے معروف کرنی[ؒ] سے انہوں نے داؤ و طافی[ؒ] سے انہوں نے جیب عجی[ؒ] سے انہوں نے حسن بصری[ؒ] سے انہوں نے امیر المؤمنین علی مرتفعی[ؒ] سے انہوں نے مرشدِ کل آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ حضرت عوثت اعظم سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہی چیز ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الوہیت سے حاصل کیا، اور آگے مشائخ آپ سے حاصل کرتے رہے؟ فرمایا: علم اور ادب۔ ابوالفتح ہرودی کا بیان ہے کہ میں نے پورے چالیس سال حضرت عوثت اعظم کی خدمت میں گزارے آپ یہ سارا وقت عشاء کے وضو سے فخر کی نماز ادا فرماتے رہے۔ آپ کا اپنا بیان ہے کہ میں نے پچیس برس کا طویل عرصہ عراق کے ویرانوں اور بیانوں میں گزارا، نہ لوگ مجھے جانتے تھے اور نہ میں لوگوں کو! معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد پورا قرآن مجید ختم فرماتے، اسی مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد آپ اس مقام پر فائز ہو گئے جو اس راہ کا آخری مقام یعنی "دہر مجبوست"^{۱۵} ہے چنانچہ آپ ارشاد و ملکین، رشد و ہدایت اور وعدہ و نصیحت کے منبر پر جلوہ فنگ ہوئے آپ کے وعظ سلوك و معرفت شریعت و طریقت اور فیض و انوار الوہیت کا مظہر و محرشم ہوتے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان نورانی مجلسوں میں شرکیں ہونے لگے اور حاضرین کی تعداد تقریباً تیز اسک ہوا کرتی تھی، جن میں مشائخ عصر، علماء دین، مفتیانِ کرام اور رجال الغیب بھی شامل ہوتے جب آپ کو رسی پر رونق افراد زبنتے تو آپ کی رسیت کا یہ عالم ہوتا کہ حاضرین میں سے کوئی شخص ادھر اور لیکھنا لعاب دہن پھیلنکا بلکہ نام لوگ محو ہوتے، آپ کی اس پاکیزہ محفل میں بیک وقت چار چار سو قلم دوست آپ کی تقریر لکھ رہے ہوتے تھے اور کوئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی پرواٹے حقائق و معرفت کے

لئے تقدیش اسلام، وہ ملہ المشربی[ؒ] یہ بندواد کے ملکے غریم کی طرف نسبت ہے جہاں یہ بن غفرم کی اولاد میں سے کچھ لوگ پہنچتے

۔ معلوم نہیں عام تابوں میں یہ مغربی کی نکران گیا ہے (سمت) ۹۲۔ تہجیۃ الاسرار۔ شہ اخبار الاحیا : ۱۲

ان روز کی تاب نہ لاتے ہوئے دو راں و عذر جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کے ہر و غذیں جس اس سینکڑوں کی تعداد میں پور، ڈاکو اور دوسرا بے تقاضہ لوگ تائب ہوتے دہاں نہاروں غیر مسلم یہودی، فرانسی اور مجوہ سی کلر طبیب پڑھ کر حلقوں گوش اسلام ہوتے، آپ کی تقاریر کا بنیادی فلسفہ کتاب و سنت کی پیروی، تعلق باللہ، تخلی، مخلوق سے بے نیازی، ذکرِ خدا اور محبوان بارگاہ بالخصوص مرشد کل آقا و مولیٰ حضرت محمد صطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے نسبت کی استواری ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

”بارگاہ اوہیت کی طرف کتاب و سنت کے پروں سے پرواز کرو اور انحضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دوا۔ آپ کی ذات گرامی کو اپنا وزیر اور معلم

بناؤ اور ہی عالم ارواح کے حاکم، مریم وہ کے مرتبی، مراد والوں کی مراد، نیکو کاروں

کے امیر اور احوال و مقامات کے تقسیم کننہ ہیں کیونکہ اللہ نے یہ چیزیں ان کے

حوالے کر کے انھیں سب کا امیر بنادیا ہے۔^{۱۲}

یوں تو تقریباً سب مشائخ کا اس بات پر تفاہق ہے کہ کرامات اور خرق عادات کے لحاظ سے آپ کا کوئی شانی نہیں، امام عبد الشہید یافعی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامات کی تعداد حدوث نہار سے باہر ہے لیکن آپ کی مجلس و عذر تو بالخصوص کرامات کے ظہور کام کرنا اور ایک بہت بڑا ذریعہ تھی، چنانچہ آپ کی مجلس و عذر میں تمام انبیاء کے کرام، ادبیائے عظام کی آمد بلکہ تربیت و تعلیم کے لیے خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آدھی بھی متعدد بار ہوئی۔^{۱۳} روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ و عذر فرمائے تھے کہ چاند کر کر اُنھیں روکا کر ہماری باتیں سُن کر جائیے۔^{۱۴}

آپ کے روحانی مرتبے کے سطی میں یہ بات بجا ہے خود بڑی اہم ہے کہ آپ کے معاصی روحانی مرتبہ اور بعد میں اُنے ولے ہر سلسلے کے مشائخ و صوفیانے آپ کے حضور اپنے مقام پر گھمائے عقیدت پیش کیے ہیں اور آپ کے ساتھ انساب اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھا ہے، آپ صحتی کے اُس مقام پر فائز تھے جہاں انسان فنا فی اللہ ہو کر الامداد ہو جاتا ہے اور دنیا اپنی وسعتوں سمیت

^{۱۲} بہقدالاسرار: ۹۵ ^{۱۳} الفتح الربانی مطبوعہ مصر، ^{۱۴} تصور اسلام: ۶۷، گلے اخبار الانیار: ۱۳، ۵۷ ایضاً

ایک سال میں ذرہ حقیر اور حکوم ہو کر رہ جاتی ہے، اچانچ آپ کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص میرے درستے کے وروائی سے گزرے گا اس پر روزِ محشر عذاب میں تخفیف ہو گی۔“ اسی طرح فرماتے ہیں کہ ”سورج، سال، ماہ اور دن اپنے آغاز میں مجھے سلام کرتے ہیں اور اپنے اندر ہونے والے تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں، میں تمام نیک اور بد لوگوں سے باخبر ہوں، میری آنکھیں وحی محقق ظاہر گئی ہوئی ہیں۔“ شیخ ابو القاسم کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا ”جو شخص مجھے تلکیف میں پکارے میں اس کی تلکیف دُور کرتا ہوں، جو رنج و مصیبہ میں مجھے فریاد کرے اور میرے نام کی دہائی دے میں اس کی دوڑتالوں اور جو شخص بارگاہِ الہی میں میرے داسٹے سے اپنی حاجت طلب کرے اس کی دُو حاجت پُوری ہو جاتی ہے۔“ منتقل ہے کہ جب آپ شہر سے گزرتے تو ہزاروں لوگ وست بستہ اپنی حاجتیں یہ منظر کھڑے ہوتے، یہی وہ عظیم مرتبہ سے جس کی بناء پر آپ نے ایک دفعہ دورانِ عظم فرمایا قدیمی هندو علی سر قبته کل ولی اللہ اس وقت محفلِ مبارک میں عراق کے پس پاس عظیم المرتبہ ولی موجود تھے ان میں چند ایک کے نام یہ ہیں: شیخ علی بن الہیتی، شیخ بقابن بطو، ابو سعید القیلی، ابوالمحبوب السہروردی، الشہداء عمر السہروردی، ابوالبغا البقال، ابوحفص الکیمانی، ابو محمد البیعقوبی، ابو محمد الحرمی۔

شیخ ماجد اکبر دی کا بیان ہے کہ اس فرمان پر روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہیں تھا جس نے اپنی گردان نہ تھکایی ہوئی تحدیث نعمت کے طور پر اپنے مقام کی طرف خود اپنے مشہور تصدیدہ غوشیہ میں یوں اشارہ کرتے ہیں: ۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

و اطلعنى على سِرِّ قَدِيمٍ	وَقَدْنَى دَاعِطَانِي سَوَالِي
فَحَكَمَنِي نَافِذٌ ^۱	وَلَادِنِي عَلَى الْإِقْطَابِ جَمِيعًا
وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أَعْطَى مَثَالِي	فَكُلْ شَيْخٌ
وَشَاؤسِ السَّعَادَةِ فَتَدْبِلَى	طَبَولِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَقَّتْ
فَخَرَدَلَةٌ عَلَى حَكْمِ الْتَّصَالِ	نَظَرَتِي إِلَى بَلَادِ اللَّهِ جَمِيعًا
وَكُلْ دَلِيلٌ لَهُ قَدْمٌ وَّاَفٌ	عَلَى قَدْمِ النَّبِيِّ بَدِيرِ الْكَمَالِ ^۲

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبارِ الائیثار میں آپ کا نام نامی یوں لیا ہے، قطب الوقت، لہٰ تلامذہ الجواہر: دا الشیخ محمد بن سعید اتناوی الحنبلي مطبوعہ مصر میں ایضاً، ۲۶، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۲۱۰، ۳۴۲۱۱، ۳۴۲۱۲، ۳۴۲۱۳، ۳۴۲۱۴، ۳۴۲۱۵، ۳۴۲۱۶، ۳۴۲۱۷، ۳۴۲۱۸، ۳۴۲۱۹، ۳۴۲۲۰، ۳۴۲۲۱، ۳۴۲۲۲، ۳۴۲۲۳، ۳۴۲۲۴، ۳۴۲۲۵، ۳۴۲۲۶، ۳۴۲۲۷، ۳۴۲۲۸، ۳۴۲۲۹، ۳۴۲۳۰، ۳۴۲۳۱، ۳۴۲۳۲، ۳۴۲۳۳، ۳۴۲۳۴، ۳۴۲۳۵، ۳۴۲۳۶، ۳۴۲۳۷، ۳۴۲۳۸، ۳۴۲۳۹، ۳۴۲۳۱۰، ۳۴۲۳۱۱، ۳۴۲۳۱۲، ۳۴۲۳۱۳، ۳۴۲۳۱۴، ۳۴۲۳۱۵، ۳۴۲۳۱۶، ۳۴۲۳۱۷، ۳۴۲۳۱۸، ۳۴۲۳۱۹، ۳۴۲۳۲۰، ۳۴۲۳۲۱، ۳۴۲۳۲۲، ۳۴۲۳۲۳، ۳۴۲۳۲۴، ۳۴۲۳۲۵، ۳۴۲۳۲۶، ۳۴۲۳۲۷، ۳۴۲۳۲۸، ۳۴۲۳۲۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲۳۲۱۶، ۳۴۲۳۲۱۷، ۳۴۲۳۲۱۸، ۳۴۲۳۲۱۹، ۳۴۲۳۲۲۰، ۳۴۲۳۲۲۱، ۳۴۲۳۲۲۲، ۳۴۲۳۲۲۳، ۳۴۲۳۲۲۴، ۳۴۲۳۲۲۵، ۳۴۲۳۲۲۶، ۳۴۲۳۲۲۷، ۳۴۲۳۲۲۸، ۳۴۲۳۲۲۹، ۳۴۲۳۲۳۰، ۳۴۲۳۲۳۱، ۳۴۲۳۲۳۲، ۳۴۲۳۲۳۳، ۳۴۲۳۲۳۴، ۳۴۲۳۲۳۵، ۳۴۲۳۲۳۶، ۳۴۲۳۲۳۷، ۳۴۲۳۲۳۸، ۳۴۲۳۲۳۹، ۳۴۲۳۲۱۰، ۳۴۲۳۲۱۱، ۳۴۲۳۲۱۲، ۳۴۲۳۲۱۳، ۳۴۲۳۲۱۴، ۳۴۲۳۲۱۵، ۳۴۲

سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجۃ العارفین، روح الحرفۃ، قلب الحقيقة، خلیفۃ اللہ فی ارضہ
ووارث کتابہ ونائب رسولہ، الوجود والجہت، والثواب والصرف، سلطان النظری، والمتصرف فی الوجود
علی التحقیق رضی اللہ عنہ۔

آپ کے روحانی مقام اور فضائل و کمالات کی طرف جب نگاہ اٹھتی ہے تو مجبراً یہی فیصلہ
کرنا پڑتا ہے کہ حضرت

لسان النطق عنہ اخرس

آپ کا طریق تصوف کہ حضرت غوث اعظم کی تصنیفات بالخصوص فتوح الغیب کا مطالعہ
کریں اور اندازہ لگائیں کہ اسلامی تصوف اور عجمی تصوف میں کتنا فرق ہے، آپ کا طریق ان امور
پر مشتمل تھا: الفرض و تسليم، قلب و روح کی موافقت، ظاہر و باطن کا اتحاد، صفاتِ بشری سے
چھٹکارا، لفظ و نصان و ارتقب و بعد سے بے نیازی، تمام حالات میں ثبوت مع الشر، تحریک و توحید
اور توحید تقدیر، جس کے ساتھ مقام عبودیت میں حضور ہو، اور عبودیت کمالِ ربوبیت سے مستفید ہو،
ہر لمحے کتاب و سنت کی پابندی، اتباعِ شریعت اور اسرارِ حقیقت کا مشاہدہ۔ آپ کی پاکیزہ زندگی
سنت و سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتنی جاتگی تصویرِ تحقیق فتوح الغیب کی ایک ایک سطر میں
اتباعِ سنت، پروپری شریعت، صبر، اخلاص، زہر، توکل اور تقدیر پر رضا مندی کی دعوت ہے،
آپ کی تصنیفات میں فلسفیاتِ موسکاگیوں کے بر عکس حقائق کو فطری زبان میں بیان کیا گیا ہے،
ان میں دلوں کے لیے اپیل اور دماغوں کے لیے کشش ہے، آپ کی تصنیف میں دلائل نہیں بلکہ
تاریخ کا بیان ہے، آپ نے سماں کے قسم کی کوئی چیز نہیں سُنبی تھی بلکہ ذکرِ خداوندی اور اتباعِ سنت سے
وہی کام یا ہجود سرے مشائخِ سماں وغیرہ سے لیتے ہیں۔

باقیات صالحات معنوی اور روحانی اولاد کا سلسلہ جتنا وسیع ہے صلبی اور نسبی اولاد
بھی اسی طرح پورے عالم اسلام میں پھیلی ہوئی ہے، اسلسلہ عالیہ قادریہ یعنی تمام سلاسل سے بڑا اور

فوقیت رکھتا ہے کہ پروپری کار اسلامی دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں قادر یہ سلسلہ کی خانقاہیں پڑھتے ہیں پر موجود ہیں اسلام کی تبلیغ اور شروا شاعت کے سلسلے میں اس سلسلے کے مشائخ و صوفیا نے اپنے مقیداء و بانی سلسلہ کے نقش قدم پر گران قدر خدمات انجام دی ہیں، اور رہنمی دنیا تک ان کے یہ کارنامے سنبھلی جو دن سے لکھے جائیں گے، چونکہ حضور غوث اعظمؑ کے تقو و تصریحات کی بنیاد اتباع سنت پرشدت کے ساتھ پابندی پر ہے یہی وجہ ہے کہ قادر یہ سلسلے کی خانقاہیوں میں آج بھی نسبتاً زیادہ دینی اور اسلامی ماحول پایا جاتا ہے، آپ نے چار شاہیاں کیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اولاد عطا فرمائی، آپ کے جن صاحبزادوں کے نام ہیں مل کرکے وہ یہ ہیں: (۱) سید عبد الوہابؓ^۱ (۲) شیخ عیسیٰؓ (۳) شیخ ابو بکرؓ (۴) سید عبدالجبارؓ (۵) سید عبدالرزاقؓ (۶) سیدراہیمؓ (۷) سید محمدؓ (۸) سید سعیدؓ (۹) سید عبد اللہؓ (۱۰) سید موسیٰؓ یہ سارے کے سارے عالم باعملِ متقیٰ پر ہیزگار اور اپنے والدگرامی کے نقش قدم پر کاربندر ہے۔ ان کی پاکیزہ زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے مسلم ہوتا ہے کہ شاید یہ محاورہ اپنی نفوس قدر سیہ کے لیے وضع ہوا سالولد سر لابیہ، آگے ان کی نسل پلی جس نے ساری دنیا میں آپ کے فیوض و انوار پہنچائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آثار اور باتیات کے سلسلے میں یہ بات فی الواقع بہت اہم ہے کہ ہر دور میں لاکھوں انسان اس کے فرمودات و فیوضات کو سیہہ لبیسہ محفوظ کر کے آگے منتقل کرتے رہیں، تاہم تصانیف کے میدان میں بھی آپ چیخے نہیں رہے، آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف چھوڑیں:

(۱) نہیۃ الطالبین (۲) فتوح الغیب

(۳) الفتح الربانی (۴) جلاء الخاطر

(۵) الیراقت والحلک (۶) الفیوضات الربانیہ

(۷) حزب بشائر الخیرات (۸) المواہب الرحمنیہ

آپ انتہائی کرم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ کمزور لوگوں کے ساتھ اخلاق و عادات نشت و برخاست پسند فرماتے، فقراء کی تواضع کرتے، چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرتے، ہمیشہ سلام میں پہل کرتے، لوگوں کی غلطیوں اور لغزشوں سے

۱- تلہذہ الجواہر: ۳۲، ۳۳۔ تصور اسلام مولانا عبدالمadjid ریاضی، ۸۰۔ بیوی اسار گولیتھ انسائیکلو پیڈیا آن اسلام

وہ گزرن فرماتے، جو بھی آپ کے سامنے محبوب ہوتا یا غلط بات کرتا اس کی پرده پوشی فرماتے، ہمیشہ خوش رو رہتے، آپ کی بھان نوازی ضرب المثل تھی، ہزاروں لوگ دونوں وقت و سترخوان پر کھانا کھا لیکن خود اپنے گاؤں کی خالص حلال و طیب آمد فی میں سے خود نوکش کا انتظام فرماتے، خلقاً وقت اور امراء کے ان جانے کی ہرگز عادت نہ تھی، بدکار، فاسق، امراء اور ظالم لوگوں کی تعظیم کے لیے بھی نہ اٹھتے، اگر خلیفہ کی آمد ہوتی تو مکان کے اندر تشریف لے جاتے اور خلیفہ کی آمد کے بعد بخلتے تاکہ اسکی تعظیم کے لیے اٹھنا پڑے، اگر خلیفہ یا کسی گورنر کے نام نامہ بدارکی ضرورت پیش آتی تو یون تحریر فرماتے کہ ”عبدالقادر کا تجھ سے ارشاد ہے اور اس کا ارشاد تجوہ پر نافذ ہے“، خلفاء اور حفاظ والانامر کو چونم کر سزا نکھلوں پر جگہ دیتے۔ ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کو چینک آئی تشمیت میں ساری مسجد پر حمد اللہ کی آواز سے گونج اٹھی، خلیفہ مستحب باللہ جو اس وقت مسجد کے محراب میں موجود تھا پریشان ہو گیا اور پوچھنے لگا، یہ کیسی آواز ہے؟ اسے بتایا گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی چینک کے چاب میں لوگ یرحمنک اللہ سے تشمیت کر رہے ہیں۔

باشتا ہوں سے ہر قبول نہیں فرماتے تھے، اس کے علاوہ اگر کوئی تحفہ یا نذر آتا تو اسے قبول کر کے فوراً تقسیم فرمادیتے ایک دفعہ خلیفہ وقت مستحب باللہ نے حاضر ہو کر اشرفیوں کے دس توڑے پیش کیے، حسب مہول انکار فرمایا، اور ہر سے اصرار بڑھا آپ نے ایک توڑا اپنے داہنے ہاتھ اور دوسرا بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دونوں کو رکڑا تو اشرفیوں سے خون بننے لگا، خلیفہ سے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے شرم نہیں آتی انسانوں کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو، راوی کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر خلیفہ سبیوش ہو گیا، منقول ہے کہ ایک دفعہ جو کے لیے روانہ ہوئے پہنداو سے تھوڑے فاصلے پر ہی منزل کی، علاقے بھر کے علماء اور رو ساجح ہو گئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ آپ میرے ہاں قیام فرمائیں لیکن آپ نے فرمایا کہ ایسا گھرانہ دیکھو جس سے زیادہ مفلس اور غریب اور کوئی نہ ہو، چنانچہ ایک ایسی بُڑھی مسکین عورت جس کا ضعیفہ الحرم خاوند اور ایک بچی کے علاوہ کوئی نہ تھا کی کیا میں اترے، نذر انوں اور ہدایا کی فتوحات شروع ہوئیں، صبح تک نقد اور جنس کے ڈیگر لگ گئے اور سینکڑوں جائز رکھتے ہو گئے آپ نے وہ سارا مال و متاع ان

شیعیت المغمیاں یہوی کو عطا کر دیا اور چل دیئے! چونکہ آپ دلوں کے کھنکھوں اور بھیگیدوں پر فوراً مطلع ہو جاتے تھے، اس لیے مجلس مبارک ہدیت و فقار کا مرتفع ہوتی، محفل میں کسی کو سوال کرنے یا کچھ مانیجمنٹ کی نوبت بہت کم آتی اور ہر دل میں خیال آیا، اور حراں پر عمل ہو گیا، وصال مبارک کا منفصل تذکرہ فتوح الغیب کے آخر میں آپ کے صاحبزادے سید عبد الوہاب کی زبانی بیان ہوا ہے اس لیے اس کے دُہرانے کی مزورت نہیں، کسی اہلِ دل نے آپ کی پیدائش مبارک، عمر اور وصال کو اس شعر میں کس خوبی سے سمجھا ہے۔

سینین کامل و عاشق تولد
و ناش داں کر معاشقون الہی

۶۵۴

فتوح الغیب اور اس کے تراجم شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رم ۱۰۵۴ھ) نے روشناس کرایا، کیونکہ حضرت محدث دہلوی سے پڑھا اس طرف لوگ اس نورانی صحیح سے بلے فبرتھے آپ نے اس کا ایک نسخہ مکمل کر دیا میں شیخ عبد الوہاب المحتضن قادری کے پاس دیکھا واپسی پر ہندوستان میں ایک دوسرا نسخہ بھی مل گیا چنانچہ آپ نے ارادہ کیا کہ فتوح الغیب کی فارسی شرح اور ترجمہ لکھوں، خود ان کی زبانی تُسخیئے:

”جب وطن والپ آیا تو اس کتاب کے مطالعہ سے مشرف ہوا اور مدتوں اس کا ورو اور وظیفہ رکھا اس کے الفاظ و معانی اور اشارات کی فہمی سیری قوت اور حوصلے سے بالاتر تھی اور انتساب کتاب کی ہدیت اور ادب مانع تھا کہ میں کچھ غور و فکر کروں ناگاہ رمیں الابداں شاہ ابوالمعالی“ کی جناب سے مجھے پیغام پہنچا کہ فتوح الغیب کا ترجمہ کرو! خوف و ہدیت کی وجہ سے میں اپنے اندر اس کی ہمت نہ پاتا تھا، حتیٰ کہ میں لاہور آپ کی ندرست میں بغرض زیارت حاضر ہوا، تو دوبارہ ترجیح کے لیے حکم ہوا، میں نے عذر کیا کہ یہ میری طاقت سے زیادہ ہے سہ بارہ حکم ہوا، ہمت بندھی، درجات اتنا یہ شعبی شاملِ حال ہوئی اور

میں نے ترجیح کا آغاز کیا۔

ظاہر بات ہے کہ جہاں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ایسے بزرگ ترسان اور سیاست زدہ ہیں تو راقم السطور ایسے ووگ کس شمار و قطار میں ہیں کہ وہ ایسے جلیل القدر سلطان المشائخ کی ترجمانی کا فریضہ انعام دے سکیں! ایں فتوح الغیب پر تبصرہ کرنے کی حیثیت میں نہیں ہوں اب تو اس کے متعلق کچھ جاننا چاہے وہ اسے پڑھے اور بار بار پڑھئے، یہ وہ عظیم کتاب ہے جو انسان کو سینکڑوں کتابوں سے بے نیاز کر کے معارف و حقائق سے مالا مال کر سکتی ہے۔ میرے پاس فتوح الغیب کے چار مختلف نسخے رہے ہیں اور میں نے ایک سال کا پورا عرصہ اس کتاب کے ترجیح میں صرف کیا ہے مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے، غور و فکر اور انتہائی احتیاط کے ساتھ یہ فریضہ انعام دیا ہے ایسی کتابوں کے تراجم میں جو وقتیں پیش آتی ہیں اہل علم ان سے بخوبی واقعہ میں ترجیح میں مقدم رکھ کر اردو زبان و محاورے کی کافی رعایت برقراری کی ہے اس کے باوجود اگر کہیں میں حضرت غوثیت نامہ کی ترجمانی کا فریضہ صحیح انعام نہیں دے سکا یا الغرض لکھا گیا ہوں تو یہ میری اپنی کتنا ہی اور بے علی ہے و ما توفیقی إلا بالله العظیم۔

سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے۔

خانقاہ غوثیہ شاہ آباد شریعت گھریٰ احیان خان

۲۰۔ سبیان ۱۳۹۳ھ
WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ مقدمہ فتوح الغیب مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء۔ مطبوعہ کتبہ مصطفیٰ الہبی الحلبی داولادہ مصر ۱۹۶۰ء
۲۔ مطبوعہ عبدالحید احمد حنفی شارع المشید الحسینی مصر ۱۳۵۶ھ۔ فتوح الغیب مترجم من متن
تہجد سید سکندر شاہ ۱۹۲۹ھ۔ فتوح الغیب مع شرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبع جیبانی



(۱) صفاتِ مومن

ہر مومن کے لیے تمام حالات میں تین چیزوں پر کار بند رہنا ضروری ہے۔ پہلے احکاماتِ خداوندی کی تعییل کرے، دوسرے تمام ناپسندیدہ امور سے اجتناب کرے اور تیسرا جو کچھ بارگاہِ رب الورت سے مقدر ہے اس پر راضی رہے، ایک مومن کی ادنیٰ کیفیت یہ ہے کہ وہ کسی بھی حال میں مذکورہ تینوں امور کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے، اپنے قلب کو پوری طرح اس طرف متوجہ رکھے، اپنے نفس سے انہی باتوں کی گفتگو کرے، اور تمام حالات میں اپنے اعضاء و جوارح کو انہی امور کی بجا آوری میں مشغول رکھے۔

(۲) راہِ نجات

سننِ نبویؐ کی پروپری کرو، بدعات میں نہ پڑو۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ ان کے فرمودات سے باہر قدم نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ایک جانو، اس کے ساتھ شرکیت مبت خہراو، اس کی پاکیزگی پر ایمان رکھو اس پر تھمیں نہ دھرو، اس کی تصدیق کرو اور شک کو راہ نہ رو اصبر اخیار کرو اول برواشتہ مرت بنو۔ ثابت قدم رہو، چیخھے نہ ہٹو۔ اسی سے سوال کرو اور زنجیدہ خاطر ہونے کی بجائے انتظار کرو! وجہتِ خداوندی کے امیدوار رہو، نا امید مرت بنو۔ عبادت میں اکٹھے رہو منتشر نہ ہو جاؤ، باہمی محبت و خلوص رو ارکھو، اور ایکدوسرے کے لیے دل میں غصہ پیدا نہ ہونے دو۔ اپنے دامن کو گناہوں سے داندار ہونے سے بچاؤ اور اپنے رب کی اطاعت سے خود کو اراستہ کرو، اُس کے درفیض سے دوری اخیارتہ کرو، اور

ذہی اس کی طرف متوجہ ہونے سے جی چاہو۔ تارگا خداوندی میں توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی مسافی چاہئے میں رات ہر بادن ہرگز تاخیر نہ کرو، اور نہیں اس سلسلے میں طول ہو، شاید رحمتِ خداوندی کا سایہ تمیس اپنی پناہ میں لے لے، اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے نجات پا کر خوش و ختم جنت کی سرتوں سے شاد کام ہو جاؤ، اور تمیس و صالح خدا حاصل ہو جائے اور اس جائے امن و سکون میں تجھے طرح طرح کی نعمتوں سے نواز دیا جائے اور تمیس یہ العلامات سدا حاصل رہیں وہاں تمیس بہترین سواریاں، خوب صورت ہوئیں، عطریات اور خوش آوازی جیسی نعمتیں میر ہوں گی اور تمیس جنت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ مقام علیین سے مشرف کیا جائیگا۔

(۳) آغاز و انجام مومن

جب بندہ کسی مصیبت میں بدلہ ہو جاتا ہے تو اس سے چیلکارا پانے کے لیے پہلے وہ اپنی سی سمجھی کرتا ہے، اگر اس طرح نجات نہیں پاتا تو دوسروں مثلاً پارشا ہوں، حکام اور دنیاداروں سے مدد طلب کرتا ہے اور اگر پیار ہو تو وکھ درود سے پچھے کی خاطر معا الجلوں سے جو جع کرتا ہے۔ اگر یہ جیسی اس کو نجات نہ دلساکھیں تو وہ اپنے رب ذوالجلال کے حضور میں گزر جاؤ اک دعا کرتا ہے۔ الغرض جب تک وہ خود اپنی مشکل سے نجات پا سکتا ہے، اس وقت تک وہ سرے لوگوں سے مدد طلب نہیں کرتا اور جب تک مخلوق سے اس کی مقصد برآری ہوتی رہے وہ اپنے خالق کی طرف توجہ نہیں کرتا، جب خالق بھی اس کو نجات نہ دے تب وہ اس کے درپر دام پڑا ہوا آہ وزاری کرتا رہتا ہے اور سدا اسی سے امید رحمت باندھے ہوئے خوف و رجاء کی کیفیت سے دوچار رہتا ہے۔ جب اس پر بھی خدائے بزرگ و برتر اس کی دعا کو قبولیت نہیں پہنچتا تو وہ تمام خالبری اسباب سے ناطق توڑ بیٹھتا ہے۔ ایسے میں اس پر قضا و قدر کا عمل جاری ہو جاتا ہے جو اسے تمام اسباب و ملائیق سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ خود مست جاتا ہے اور روح باقی رہ جاتی ہے وہ جو کچھ دیکھتا کرتا ہے، اسے فاعل حقیقی ہی کا عمل سمجھتا ہے اور اس طرح وہ توحید کامل کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے، الغرض وہ یہ یقین کر لیتا ہے کہ فاعل حقیقی صرف ذاتِ خداوندی ہے اور ہر حرکت و سکون اسی کی مشیت کے تابع ہے خیر و شر، سُود و زیان

اور چودوستا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح بست وکشاد، موت و حیات، عزت و ذلت اور غربت و ثروت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے ایسی صورت میں بندہ خود کو دست قضا و قدر میں اس طرح جملہ اختیارات بشری سے عاری پاتا ہے جیسے دایر کے ہاتھوں میں طفل شیر خوار۔ غزال کے ہاتھوں میں میت اور چکان سوار کے سامنے گیند، بالل اسی طرح بندہ اپنے طور پر کوئی حرکت نہیں کر سکتا اور زہی کسی دوسرا چیز کو حرکت میں لاسکتا ہے، بلکہ اُسے تو خود ایک حالت سے دوسرا یہی حالت، ایک صفت سے دوسرا صفت اور ایک وضع سے دوسرا وضع میں تبدیل کیا جاتا ہے وہ تو اپنے مالک حقیقی کے حکم کا تابع اور اپنے آپ سے بلے خبر ہوتا ہے اور اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اپنے رب کے حکم اور ذات کے سوا نہ کچھ اور دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے، وہ دیکھتا ہے تو اسی کی تھلاو قدرت سے اور جو کچھ بھی سنتا یا جانتا ہے وہ اسی کا کلام اور علم ہوتا ہے وہ اس کی نعمت سے سرفراز، اس کی قربت سے سعادت مند، اس کی نزویکی سے آرستہ و مشرف اس کے وعدے پر شاداں، اس سے مطمئن، اس کی گفتگو سے مانوس اور غیر کی باتوں سے بیزار ہوتا ہے، وہ اس کے ذکر کا طالب، اس کی پناہ کا چاہنے والا، اس سے استحکام پانے والا، اس پر توکل کرنے والا، اس کے نورِ معرفت سے ہمایت یافتہ، اس کے جامِ نور میں مبوس، اس کے بیگب وغیرہ علوم کا جاننے والا اور اس کی قدرت کے اسرار و رموز سے باخبر ہوتا ہے۔ بندہ ذاتِ حقِ ایسی سے سنتا اور یا دریکھتا ہے، یہاں تک کہ اپنے رب کی ان عطا کردہ نعمتوں پر اس کی مدد و نیاز کرتا ہے اور شکر سجالاتے ہوئے دعا میں مشغول رہتا ہے۔

(۳) فلمائے خواہشات کا ثمرہ

جب تو مخلوق کے تمام احوال سے اس طرح کٹ جائے کہ گویا تو ان کے لیے مر گیا ہے تو تجھے ذاتِ حق کی جانب سے یہ اقامہ کیا جائے جو کہ خدا نے تجھے اپنی رحمت کی آنکوش میں لے لیا ہے اور تجھے تمام نسانی خواہشات سے بے نیا در کر دیا ہے، جب تو خواہشاتِ نہش سے اپنا رابط منقطع کر لے تو تجھے پر وہ غیب سے یہ الہام ہو گا کہ تیرے رب نے اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے تجھے تیرے ارادے اور آرزو سے بھی مرتزا کر دیا ہے۔ جب تو اپنے ارادے اور

آرزو سے بھی ناطر توڑ میٹھے تو تجھے اپنے رب سے یہ مردہ سنایا جائے گا کہ اس نے تجھے اپنی رحمت سے مشرف کر کے حیاتِ جاوداں بخش دی ہے، الغرض جس وقت (تو) اپنے ارادے و آرزو سے خود کو بالا کر دے تو تجھے ایک الیسی زندگی بخش دی جائے گی کہ جس کے بعد کوئی موت نہیں، تجھے الیسی تو نگری عطا کی جائے گی جس کے بعد کوئی افلاس نہیں ہو گا، تجھے بخشش و عطا کی الیسی دولت سے مالامال کیا جائے جو ہمیشہ باقی رہے گی، تجھے الیسی سرتوں سے بچنا رکیا جائے گا کہ ان کے بعد غم و الم کا ناشان تک باقی نہیں رہے گا، تجھے ایسے نازع نعمت سے مالامال کیا جائے گا کہ اس کے بعد کوئی محنت و سختی نہ ہو گی، تجھے علم کی وہ لازوال دولت بخش دی جائے گی کہ اس کے بعد ساری جہالتیں کافور ہو جائیں گی اور تجھے اس طرح مامون و مصtheon کر دیا جائے گا کہ اس کے بعد خوف کی کوئی تجھش باقی نہیں رہے گی۔ تجھے نیک بخت بنایا جائے گا پر بخت نہیں، تجھے عزت بخشی جائے گی ذلت نہیں، تجھے بارگاہ رب العزت میں قرب حاصل ہو گا دُوری نہیں، تجھے رفت عطا ہو گی پستی نہیں، تیری تعظیم کی جائے گی تحریر نہیں اور تجھے پاکیزہ بنایا جائے گا آؤ وہ نہیں، اس کے بعد لوگوں کی وہ نامہزادیں اور آرزوؤں میں جو وہ تجھے سے چاہیں گے پوری ہوں گی اور لوگ جو کچھ بھی تیری درج و شناسیں کیہیں گے وہ درست ہو گا۔ پس تو (ایسا) اکیرین جائے گا کہ میں خام کو بھی کندن بنادے گا، پھر تو اس قام کو پائے گا کہ کوئی تیرے رُتبے کو نہیں پہنچ پائے گا، اور تو ایسا نیک بخت اور صاحب عظمت ہو گا کہ کوئی تیری مثل نہ ہو گا، اور ایسا یگانہ روزگار ہو گا کہ کوئی تیرا بمسرہ ہو گا، اور ایسا بے نظیر و بے مقابل ہو گا کہ کوئی تجھے جیسا نہیں ہو گا۔ تو یگانوں کا یہاں، تن تھما، مستور سے بھی مستور اور رازوں کا راز ہو جائے گا، الیسی صورت میں تو ہر رسول، نبی اور صدیقی کا وارث بن جائے گا، تجھے ولایت میں درجہ کمال حاصل ہو گا۔ ابدال تجوہ سے کسب فیض کریں گے، تجوہ سے لوگوں کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری ہی اُنہا سے باراں رحمت کا نازول ہو گا۔ تیری برکت سے گھینتوں کو نو حاصل ہو گا، تیری ہی امداد سے ہر خاص و عام، اہل مرحد، رعایا و حکام، قائدین قوم، افرادِ لذت الغرض تمام مخلوقات کی آفات و بیلتیات رفع ہوں گی۔ ایسے میں توشہروں اور ان کے باشندوں کا امیر و مشتمل ہو گا، پس لوگ تجوہ سے فیض حاصل کرنے کے لیے تیری طرف ہو، وہ رہ، وہ رہ ملے ہوں گے۔ اُنکے

ہاتھوں خداوندی سے تیرے آگے علیئے اونڈ رانے پیش کرنے اور خدمت بجا لانے کے لیے دراز ہوئے اور ان کی زبان میں برجگر تیری مدرج و شنا بطری احس کرتی پھریں گی۔ تیرے کمال (ولایت کامل) میں اہل ایمان کو کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ اسے آبادیوں اور ویرانیوں کے باشندوں میں سے بہترین شخص یہ (تمام نعمتیں)، خدا کا فضل ہیں اور اس کی ذات پرے فضل والی ہے۔

(۵) حقیقت دنیا

جب تو دنیا کو اس کے تمام تر ساز و سامانِ آرائش، ول سُجاد یعنے والے مکروہ فریب، زیر و ام لانے والے اسباب، ستم قابل لذات ظاہری گذازی و نرمی، پوشیدہ مفترتوں، اپنے طلبگاروں کو فوری بلاکت میں ڈالنے اور عمدشکنی کے محول کے ساتھ دنیاداروں کے ہاتھوں میں دیکھئے تو ان پیچھے اپکلوں شخص کی طرح جان کو جو تقاضائے حاجت کی جگہ میں گندگی و غلطیت کے ڈھیر پر اس حالت میں بیٹھا ہوا ہے کہ اس کی شرمنگاہ برہنہ اور اس کے چاروں طرف بدبو اور تعقین پھیلا ہوا ہے، ایسے میں توجہ اسے دیکھا ہے تو انہمھوں کو اس کی برہنہ شرمنگاہ دیکھنے سے بند کر لیتا ہے اور تعقین سے پچھنے کے لیے ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے۔ جب تو دنیاداروں کے پاس مال و متراع دنیا دیکھتے تو اسی طرح اس کی زینت و آرائش سے نجاییں اٹھائے اور اس کے شہوات و لذات کی بدبو سے اپنا ناک بند کر لے تاکہ تجھے اس سے اور اس کی آفات سے نجات حاصل ہو، تجھے دنیا میں جس قدر حسر مقدر ہے مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بنی مصطفیٰ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم سے فرمایا دل اتمدن عینیک الی ما متنعابہ ازو اجاجاً منهم ذہرا العینوة الدنيا لغفتهم فيه و سرذق سرتک خیرو ایقائی لہ رائے سنتے والے! اپنی آنکھیں اس مال و متراع پرست نکال جو ہم نے کفار کو اس دنیا میں برستنے اور آرائش کے لیے دی ہیں، ہم نے انھیں یہ مال و متراع اس یئے عطا کیا ہے تاکہ اس کے سبب انھیں فتنے میں الیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور ویرپا ہے)

(۶) مخلوق سے بے تعلقی

خود کو خلق سے اس طرح منقطع کر لے کر کائنات میں جو کچھ ہو تو اسے تقدیر و مشیتِ ایزدی سمجھے، اپنی خواہشات کو امرِ خداوندی و علی اللہ فتوح کلو ان کفتم مومنین کے ذریعے ترک کر دے اور اپنے ارادوں کو افعال و تدبیر خداوندی میں فنا کر دے تو تیرے اندر علمِ خدا کا محل بن جانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ خلق خدا سے فنا ہو جانے کی علامت، ان سے تیراکٹ جانا، ان کے باں آنے جانے سے اجنباب کرنا اور ان کی چیزوں کے حصول سے خود کو مایوس کر دینا ہے، تیرے خواہشات سے فنا ہونے کا مطلب حصولِ نفع اور وفعِ ضرر کے مسئلے میں سبب اور کسب کو چھوڑ دینا ہے، اس کے بعد تیری حالتِ الیسی ہو جانی پاہیزے کرتے تو اپنے یہے کوئی حرکت، اپنے اور کسی قسم کا بھروسہ، خود سے فرک کو دو کر دینے کی کوشش، اور اپنے نفس کی کوئی عذز کرے بلکہ ان تمام امور کو اپنے رب کے حوالے کر دے کیونکہ وہی پستے ہی ان کا ذمہ دار تھا اور اب بھی رہے گا، جیسے کہ یہ نامِ امر را اس وقت بھی اسی کے ذائقے تھے جب کہ تو رحم مادر میں پوشیدہ اور گوارے میں پڑا اور وہ میتا بچت تھا، اپنے ارادے کو فعلِ خداوندی میں فتن کر دینے کا مفہوم یہ ہے کہ قوتِ کسی مراد کا ارادہ کرے اور نہ تیری کوئی غرض ہو، اسی طرح نہ تیری کوئی حاجت باقی رہے اور نہ کوئی آرزو، کیونکہ ایسے ہیں تو ارادہ خدا کے ساتھ متعلق رہتے ہوئے اس کی چاہت کے سوا کچھ بھی نہیں چاہتے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل تجویں میں اس طرح جاری ہو جائیگا کہ تو ارادہ فعلِ خدا کے ساتھ ساکت و جامد، مطمئن، فراخ سینہ، روشن چہرہ، اپنے باطن میں شاد و آباد، خدا سے تعلق میں نامِ چیزوں سے بے پروا ہو جائے گا۔ پھر تراجمان یہ ہو گا کہ وستِ قدرت تجھے خدش میں لائے گا۔ زبانِ ازل تجھے آواز دے گی۔ پروردگارِ عالم تجھے اپنا علم سکھلا کر نورِ معرفت کا خلعت نورانی پہنادے گا، اور وہ تجھے اپنے دلکش زیورات سے آرائستہ کر کے سلفِ صالحین اور عارفین متقدیر میں کے مقامات پر فائز کر دے گا۔

پھر تر انفس ایسا شکست خورده ہو جائے گا کہ اس میں کوئی ارادہ یا خواہش ٹھہرنا سکے گی ، جیسے کسی ٹوٹے ہوئے برتن میں نہ توصاف پانی ٹھہرتا ہے نہ گدلا۔ جب تو تمام علائقہ بشری سے دور ہو جائے تو تیرا باطن خدا کے سوا کسی اور چیز کو نہیں چاہے گا ، اُس وقت تجھے تجوین و کرامات کے تمام پر فائز کر دیا جائے گا جو ظاہری طور پر توجہ سے صادر ہوں گی مگر درحقیقت اس کا تعلق فعل اور ارادہ خداوندی سے ہو گا ، پھر تجھے ان شکستہ دلوں کے گروہ میں شامل کر دیا جائیں گا کہ جن کی تمام تر خواہشات بشر پر شکست اور تمام طبعی میلانات زائل ہو پکے تھے ، پھر ان میں نے سرے سے ارادہ ربی اور خواہشاتِ زندگی پیدا کر دی گئیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حتبہ اللہ من دینا کشم ثلث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلة (تحمیری دنیا میں سے یہ رے لیتے ہیں چیزوں کو پسندیدہ بنایا گیا ہے ، خوشبو ، عورتیں اور غماز کر جسے میری آنکھوں کی شاخیکار بنایا گیا ہے)

حدیث متذکرہ بالا میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت غُسُوب کیا گیا جبکہ وہ ان سے اس حدیث سے اس کے نکل گئے تھے کہ یہ خواہشات ان کا بشری سلطان البرہن تھیں ، اس امر کی طرف ہم پچھے بھی اشارہ کر آئئے ہیں - فرمانِ خداوندی ہے ہے یہیں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میری محبت میں شکستہ ہو چکے ہیں ۔ اس لیے اللہ تعالیٰ تیرے قریب اس وقت تک نہیں ہو گا جنت نک کر تو اپنا سارا وجود ، ارادے اور خواہشات کو اس کی گُفت ویاد میں فنا نہ کر دے ، جب تو تمام کا تمام اس کی راہ ملاش میں اپنے وجود سے ہاتھ دھو بیٹھے تو تیرے اندر کوئی چیز باقی نہیں رہے گی ، اور اپنے رب کے سواتیرے اندر کسی چیز کی طرف متوجہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی تو تجھے اللہ تعالیٰ نئی زندگی عطا فرمائیں گا ۔ وہ تیرے اندر اپنے ارادے کو راست کر دے گا اور تو جو کچھ بھی چاہے گا اس کا باعث یہی ارادہ خداوندی ہو گا ، پھر جب خدا کے عطا کر دے اس نے ارادے میں تیرے نفس کی ادفنی اُمیش بھی ہو گئی تو وہ اسے توڑا لے گا اور تو پھر سے شکستہ دل ہو کر رہ جائے گا ۔ تیرے قلب کی پر شکستگی اب تک جازی رہے گی ۔ تیرا رب تیرے ارادے کی تجدید کرتا رہے گا اور اسے زائل بھی کرتا رہے گا جسی کہ تقدیر کے لمحات تمجیل پالیں گے ، اور تجھے دیدارِ الہی کے فیض سے

مشرف کیا جائے گا، جو کچھ اور بیان کیا گیا یہی انا عنده المنکرۃ قلوبہم لاجلی کا مفہوم ہے اور ہمارے قول عند وجودك فیها سے مراد تیرا ارادہ نو سے مطمئن ہونا اور اس سے استحکام حاصل کرنا ہے۔ حدیث قدسی ہے لا یزال عبدی الموسمن یتقرب الی بالتوافل حتیٰ احیہ فاذا احیتتہ کنت سمعه الذی یسمع به و یصوہ الذی یبصریہ و یدہ التي یبطش بہا و رجله الذی ییشی بہا اور ایک دوسری روایت کے مطابق وہ یسمع وہ یبصر و وہ یبطش و وہ یعقل (میرا بندہ فوافل کے ذریعے مسلسل میرا قرب محاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا دوست بنالیتا ہوں اور حب وہ میری دوستی کے دائرے میں داخل ہو جائے تو میں اس کی سماحت بن جاتا ہوں جس سے وہ سُفتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جس سے وہ پڑتا ہے، اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے، اور ایک روایت میں یوں ہے وہ میرے ہی ذریعے سننا دیکھتا، پڑتا اور سوچتا ہے) اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حالت فنا کے سوا اور کچھ بھی نہیں، جب تو خود اپنی ذات اور مخلوق ہو کر خیر و شر کا مرجح ہیں، اسے بے نیاز ہو کر ان کے خیر و شر سے بے خوف ہو جائے تو اس وقت صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جائے گا جیسا کہ پیدا کرنے سے پہلے تھا، خیر و شر دونوں خدا کے دوست قدرت میں ہیں وہی تجھے شر سے محفوظ کر کے اپنی بے پایاں خیر سے مشرف فرمائے گا جس کے نتیجے میں تو اس کی طرف سے ہر خیر کا محل ہرمت، سرور، مترت، نور، خیاء اور امن و سکون کا سرخشد بن جائے گا، گویا فنا ہی وہ آرزو، خواہش اور منزل ہے کہ بیر او یا کی تان اسی پر ہاگر ٹوٹتی ہے اور یہی وہ ثابت تدمی اور استقامت کی دولت ہے، جس کی طلب میں ماضی کے تمام اویاں کے کرام اور ابدال علیم السلام محور ہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ارادوں کو خدا کے ارادے میں بدل لیا یہاں تک کہ ساری زندگی ارادہ حق جلت جلالہ اسی کے تابع رہے اور اسی لیے وہ ابدال کے نام سے موسوم ہوئے۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں، جو رتب ذو الجلال کے ارادے میں اپنے ارادے کی شرکت گناہ سمجھتے ہیں اور اگر سو وسیان یا غلبہ عمال کے باعث کبھی وہ ایسا کر جی لیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فوراً انہیں اس لغزش پر متنبہ فرمائیتا ہے اور انہیں ہوشیار

کر دیتا ہے، چنانچہ وہ اپنی اس لغزش سے رجوع کر لیتے ہیں، کیونکہ فرشتوں کے سوا ارادہ سے کوئی معصوم نہیں، فرشتے ارادے سے پاک اور انہیاں علیم السلام خواہشِ نفس سے معصوم ہوتے ہیں اور باقی تمام ملکف مختلف خلوقات جنات اور انسان خواہش دارادہ سے معصوم نہیں ہوتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اویساۓ کرام خواہشِ نفس اور ابدال ارادے سے محفوظ ہوتے ہیں، معصوم نہیں، اس لیے کہ ان حضرات کا کسی وقت بھی خواہشِ نفس اور ارادے کی طرف مائل ہونے کا جواز موجود ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ الیسی صورت میں خداوند تعالیٰ ان کو پیدا ری میں اپنی رحمت کاملہ سے مطلع فرمائے رک رک دیتا ہے۔

(۷) احوال معرفت

اپنے نفس کے دائرے سے باہر نکل کر اس سے کنارہ کش ہو جا، اپنی ہستی سے علیحدگی اختیار کر لے، اور اپنے تمام معاملات کو خدا کے پرداز کے اپنے دل کے دروازے پر اس کا دربان بن جا۔ وہ جس چیز کی اجازت دے اُسے دل میں آنے والے اور جس سے روک دے اسے اندر آنے سے باز رکھو اور خواہشات کو دل سے نکال پا بر کرنے کے بعد و بارہ داخل ہونے سے روک دے، خواہشات کا دل سے خارج کر دینا بہر حالت میں ان کی مخالفت اور عدم پردوی سے عبارت ہے جبکہ ان کے داخل کر لیتے سے مُراد خواہشاتِ نفسانی کی اتباع اس بیٹے تجھے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ارادے سے ہی ہر چیز کا ارادہ کرے اور جو کچھ تو اس کے ارادے کے بغیر چاہے گا وہ تو فقط آرزو ہو گی اور آرزو میں رہنا جنتِ الحقا میں رہنے کے مترادف ہے اور یہ تیری موت و ہلاکت، اس کی نظروں سے گرنے اور تیرے لیتے اس سے جواب کا باعث ہے ہمیشہ حکم خداوندی بجا لاتا رہ اور امورِ منور سے بچا رہ! اور جو کچھ اس نے تیرے لیتے مقدار کر رکھا ہے اسے اسی کے پرداز کر دے، اس کی مخلوق میں سے کسی کو اس کا شریک مت نہ ہرا، تیرا ارادہ، تیری خواہش اور تیری انتہی سب اسی کی پیدا کردہ ہیں، اس لیے تجھے چاہیے کہ کوئی ارادہ، خواہش یا امنگ ظاہر نہ کرے تاکہ اس سے تو شرک کا مرکب نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ، فرماتا ہے،

(۷) احوال معرفت

اپنے نفس کے دائرے سے باہر نکل کر اس سے کنارہ کش ہو جا، اپنی ہستی سے علیحدگی اختیار کر لے، اور اپنے تمام معاملات کو خدا کے پروردگر کے دل کے دروازے پر اس کا دربان بن جا۔ وہ جس چیز کی اجازت دے اُسے دل میں آنے دئے اور جس سے روک لے اسے اندر آنے سے باز رکھو اور خواہشات کو دل سے نکال بابر کرنے کے بعد وہ بارہ داخل ہونے سے روک دے، خواہشات کا دل سے خارج کر دینا ہر حالت میں ان کی مخالفت اور عدم پریوی سے عبارت ہے جبکہ ان کے داخل کر لینے سے مُرا و خواہشاتِ نعمانی کی اتباع ہیں اس لیے تجھے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ارادے سے ہی ہر چیز کا ارادہ کرے اور جو کچھ تو اس کے ارادے کے بغیر چاہیے گا وہ تو فقط آرزو ہو گئی اور آرزو میں رہنا جنتِ الْحَمَّامِیں رہنے کے مترادف ہے اور یہ تیرنی موت وِ بلاکت، اس کی نظروں سے گرنے اور تیرے لیے اس سے جواب کا باعث ہے ہمیشہ حکم خداوندی بجالا لاتا رہ اور امورِ معمونہ سے بچا رہا! اور جو کچھ اس نے تیرے لیے مقدار کر رکھا ہے اسے اسی کے پروردگر دے، اس کی مخلوقی میں سے کسی کو اس کا شریک مت نہ ہرا، تیرا ارادہ، تیری خواہش اور تیری امتحانیں سب اسی کی پیدا کردہ ہیں، اس لیے تجھے چاہیے کہ کوئی ارادہ، خواہش یا امتحان کا ہر نہ کر سے تاکہ اس سے تو شرک کا مرکب نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ، فُمَا تَعْمَلُ

فمن كان يرجو القاء ربہ فليعمل عملاً صالحًا ولا يشرك بعبادة ربہ أحداً۔
 (بے اپنے رب سے ملنے کی امید ہوا سے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شرکیہ نہ کرے) شرک فقط صنم پستی ہی کا نام نہیں بلکہ خواہشات نفس کی اتباع اور خدا کے عز و جل کے سروایا و آخرت کی کسی چیز کو بھی چاہنا شرک کے واڑے میں آجاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ اس کا غیر ہے، لہذا حسب تو اس کے سوا غیر کی طرف مائل ہو گا، تو بلاشبہ تو نے غیر کو اللہ تعالیٰ کا شرکیہ مٹھہ ایا، اس لیے اس کے سوا سے احتساب کر، اور آرام و آسانش میں زر پڑ اخدا سے ڈرتا رہا بے خوف زبن! طلب و جستجو میں رہ، غفلت نہ کر! یہ چیز تجھے اطمینان بخشتے گی، اپنے نفس کی طرف کسی حال اور مقام کی نسبت نہ کر! اور نہ ہی ان میں سے کسی کا دعویٰ کر، اگر تجھے حال کی دولت سے مالا مال کر دیا جائے یا کوئی مقام عطا کر دیا جائے تو اسے کسی دوسرے پر برگزطا ہرنہ کرنا، کیونکہ سالات بدلتے کے سلسلے میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی نئی شان ہے اور اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے قلب کے درمیان جلوہ گھرے تو کوئی پتہ نہیں کہ کب وہ تجھے اس مقام یا حال سے مزدول کر دے جس کے بارے میں تو نے دوسروں کو بتا رکھا ہو، اور کیا معلوم کر وہ تجھے اس مقام یا حال سے تبدیل کر دے جس کی پائیاری کا تو نے تصور کر رکھا ہے اور اس طرح تجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندگی الٹھانی پڑے جھنیخنیں تو نے اس بارے میں باخبر کر رکھا تھا لہذا تو اس کے بارے میں کسی سے کچھ مرمت کرہا اور اسے اپنے تکہ ہی محدود و محفوظ رکھ، اگر خدا کا عطا کردہ مقام یا حال عبیثہ کے لیے تجھے حاصل ہو تو اسے اس کی بخشش و عطا سمجھ اور خدا کے حضور توفیق، شکر اور اس میں مزید اضافہ نے کی دعا کر، اگر یہ نعمت مستقل طور پر حاصل نہ ہو تو بھی اس میں اللہ کی جانب سے علم، معرفت، فور، بیداری اور ادب کا اضافہ مطلوب ہو گا فرمانِ خداوندی ہے: مَا نَسْخَ مِنْ آيَةٍ وَّنَسْهَانَاتٌ بَخِيرٌ مِّنْهَا وَمُثْلِهَا الْمُرْتَلُوَانُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (جب کوئی آیت ہم مسروخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس صیبی لے آئیں گے، کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) تو خدا نے لمیزِ ل کو

اس کی قدرت میں عاجز نہ جان! اور نہ ہی اس کی تدبیر و تقدیر پر بخوبی چینی کر، اس کے وندے پر شک نہ کر، اور تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسہ حسنہ ہی تو نہ کرو اور ہونا چاہئے، کئی آیات اور قرآنی سورتیں جن پر علی کیا جاتا رہا محابوں میں تلاوت کی جاتی رہیں اور مصاحف میں بھی ہوئی تھیں کو غسون خ کر کے ان کی جگہ دوسرا آیات نازل کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف متوجہ کیا گیا، یہ تو ظاہری شریعت کی بات تھی اور جہاں تک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان علم باطن اور باطنی حال کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل پر ایک جاپ ساڈاں دیا جاتا ہے تو میں ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ آپ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل یکے جاتے تھے، یہاں تک کہ دوسری حالت پھر ایک اور حالت سے بدلت جاتی تھی، آپ کو غیب کی وادیوں اور قرب کی منزوں کی طرف لے جایا جاتا اور بدلت کر آپ کو نورانی خلعتیں پہنائی جاتی تھیں، اس دوران آپ کو پہلی حالت دوسری سے فوڑا اور تاریک نظر آتی اور پہلی حالت میں حدود و ادب میں آپ کو کمی کا احساس ہوتا تھا، ایسے میں آپ کو قوبہ واستغفار کی تلقین کی جاتی کیونکہ استغفار بندے کے حالات میں سے بہترین حالت اور اس کے معاملات کے لحاظ سے احسن ہے، اس لیے کہ توہہ میں بندے کی طرف سے اعترافِ گناہ اور اعترافِ قصور ہوتا ہے۔ تو بہ دو استغفار بندے کی وہ صفاتیں جو اسے ابوالبشر اد姆 علیہ السلام سے ورثے ہیں ملی ہیں، حب اُن کے حال کی پاکیزگی اور صفائی پر عمد و میاثق بھجوں جانے کی تاریخی چھاگٹی اور انہوں نے جنت میں بھیشہ رہنے، قرب خداوندی، اور اپنے پاس فرشتوں کے موذ باندھاضر ہونے کی خواہش کی تو اس وقت ان کی خواہش نفس اور ارادہ ذات تھی تعالیٰ کے ساتھ تشریک ہو گیا، جس کے باعث ان کے اس ارادے کو زائل کر دیا گیا، اُن کی وہ پہلی حالت باقی نہ رہی اور منزل قرب سے مزول کر دیے گئے اور اُن کی وہ قدر و منزلت نہ رہی، ان کے ازار نسلت سے بدلت گئے اور صفائی باطن پر ٹکر چھا گیا پھر انہیں اس سہو و نیان پر متنبہ کر کے ان سے اس گناہ اور نیان کا اعتراض کرایا گیا، اور انہیں اس قصور و نقصان کے اقرار کی تلقین کی گئی، اس پر اد姆 علیہ السلام نے فرمایا:

سے بنا ظلمنا انسنا و ان لئے تغفر لنا و ترحمنا نکون من الخسرين (اسے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ بُرا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشنے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان پانے والوں میں سے ہوئے)

اس کے بعد انھیں فور ہدایت سے مشرف کیا گیا، انھیں توہہ کے ان معارف ذکرات سے آگاہ کیا گیا جو پہلے ان سے مخفی تھے، اور توہہ ہی سے ان پر مشکفت ہوئے پھر انھیں توہہ کی توفیقی بخشی کی تاکہ وہ توہہ کر لیں، جس کی برکت سے ان کا ارادہ ادا دھتی سے بدل گیا۔ پہلی حالت بدل کر اس کی بگرانھیں اس سے بہتر حالت عطا کی گئی، ولایت گیری کی فتح سے نوازا گیا اور ان کی دنیوی اور آخری زندگی کو دولتِ سکون سے مالا مال کر دیا گیا، دنیا اُن کے اور ان کی اول کے لیے رہنے کا مٹھکا نہ اور عالم آخرت اُن کے لیے دائمی جائے قرار بنا دیا گیا، الغرض تیرے یہ اپنے قصور کے اعتراف، اکسار اور تمام حالات میں استغفار کے سلسلے میں جیبیں مصطفیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پدر بزرگوار حضرت ادم صفحی اللہ علیہ السلام کی ذات قدسیہ کا اُسہ انتیار کرنا ضروری ہے۔

(۸) فرہنگی اور اس کے آداب

جب تجھے کسی حالت پر رکھا جائے تو اس سے اعلیٰ کی آرزو کرنے۔ اس سے ادنیٰ کی خواہش کا ارادہ کر، جب تو کسی باادشاہ کے دروازے پر ہو تو اس میں اپنی مرضی سے مت داخل ہو رہا تھا کرتجھے اس میں غیر اختیاری طور پر جراؤ داخل کیا جائے، یہاں جرسے میری مراد اصرار اور تاکید میں حکم ہے، اور تو شاہی محل میں داخل ہونے کے لیے فقط اجازت پر ہی اکتفا نہ کر کیونکہ مکن ہے کہ یہ باادشاہ کی طرف سے کوئی دھوکہ یا فریب ہو، بلکہ تو اس وقت تک صبر کر جب تک کرتجھے داخل ہونے کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔ اگر تجھے جراؤ داخل کیا جائے گا یہ باادشاہ کے اختیار سے ہو گا نہ کہ تیری خواہش سے، ایسے میں باادشاہ تجھے اپنے فعل کی بنابر

ہرگز نبڑی عتاب نہیں لاتے گا۔ یہ واضح رہے کہ تجھ پر کوئی بھی مصیبت یا سزا تیری اپنی شومی خواہش، حرص، ابے صبری، ابھے اوبی، اور جس مقام پر تو فائز ہے اس پرناخوشی کے سبب ہی آتی ہے، جب تجھے مجبور کر کے قصرِ شاہی میں لے آیا جائے تو سرخچا کیے، آنکھیں جھکائے، مودباز اپنے فرائض اور وظائف اس طرح سرانجام دے کر اس سے کسی بلند رتبے کی خواہش کا انہمار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے:

ولَا تَمْدَنْ عَيْنِيَكَ إِلَى مَا مَتَعَنَّابِهِ إِنْ وَاجَأَ مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتَنَهُمْ
فِيهِ وَذِقَّ رِبَكَ خَيْرٍ وَابْقَىٰ لَهُ (اسے سننے والے اپنی آنکھیں اس مال و متاع پر متکا
جو ہم نے کفار کر اس دنیا میں برستے اور آرام و آسائش کے لیے دی ہیں، ہم نے انھیں یہ مال و
متاع اس لیے عطا کیا ہے تاکہ اس کے سبب انھیں فتنے میں ڈال دیں، اور تیرے رب کارزق
سبکے اچھا اور دیر پا ہے)

اس آیت میں درزقِ ربِک خیر وابقی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حفاظتِ حال اور عطا کردہ نعمت پر راضی رہنے کی تلقین کی ہے، یعنی خدا تعالیٰ اپنے نبی سے یہ فرماتا ہے کہ ”ہم نے تجھے خیر، بہوت، علم، فناعت، صبر، دین کی پیشوائی اور جہاد کی جرود و لعطا کی ہے وہ اس سے کہیں بہتر سے جو ہم نے دوسروں کو عطا کی ہے“ ساری بجلائی حفاظتِ حال، اُس پر رضا مندی، اور اس کے غیر کی طرف النفعات رکرنے میں پوشیدہ ہے کیونکہ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ یا تو تیری قسمت میں ہو گایا کسی اور کی قسمت میں یا وہ کسی کا حصہ نہیں بلکہ اُسے خدا نے فقط بندوں کی آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے، اگر یہ تیرا بہرہ ہے تو تجھے مل کر رہتے گا، چاہے تو چاہے یا نہ چاہے، لہذا تیرے لیے مناسب نہیں کہ تجھ سے اس کی طلب میں لापچ اور بے ادبی کام مظاہرہ ہو کیونکہ علم و دانش کے اعتبار سے یہ ناپسندیدہ امر ہے، اگر وہ تیری قسمت اسی میں نہ ہو تو اس کے حصول کی تباہ دو وکس قدر بے سُود ہے جیکہ وہ تجھے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی، اگر یہ کسی کی قسمت میں نہیں بلکہ ایک فتنہ ہے جس کے ذریعے

اُزمالش مقصود ہے تو ایسے میں ایک دلشنہ انسان کیسے یہ گوارا کرے گا کہ اپنے یہ فتنہ مول لے، الفرض یہ بات ثابت ہو گئی کہ اور سلامتی مکمل طور پر حفاظتِ حال ہی میں ضرر ہے، جب تجھے بالآخر اور وہاں سے چھٹ پر لایا جائے تو اپنے حال کی حفاظت کر، سر جبکاٹ رکھ اور با ادب رہ جیسا کہ ہم تجھے تلقین کر آنے ہیں بلکہ ان امور میں مزید اضافہ کر کیونکہ تو بادشاہ سے تزدیک اور خطرے سے قریب ہے، ایسے مقام سے اعلیٰ یا ادنیٰ مقام کی طرف مستقل ہونے اسکے شبات و بقایا اور تغیر حال کی پر گز نہ کرو اور اس مقام میں اس طرح رکھ تجھے اپنا اختیار حاصل نہ ہو، کیونکہ اس طرح کی تمنا کفران نعمت ہے اور کفران نعمت ناشکرے کے یہے دنیا و آخرت دونوں میں باعثِ ذلت و رسالت ہے۔

محض یہ کہ جس طرح ہم نے بیان کیا ہمیشہ اسی پر عمل پر اپنے یہاں تک کر تجھے ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا جائے کہ اس کے بعد تجھے اس میں مستقل قیام حاصل ہو جس سے تجھے کبھی الگ نہیں کیا جائیگا۔ اس وقت تجھ پر یہ عیاں ہو جائے گا کہ یہ مقام جو علامات و ایات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے دراصل بخشش خداوندی ہے لہذا تو اسے ہر حال میں مضبوطی سے تحامے رکھ اور اس کی حفاظت کر کیونکہ احوال اوریا کے یہے اور مقامات ابدال کا حصہ ہوتے ہیں۔

(۹) کشف و مشاہدہ

کشف اور مشاہدہ افعال کے دوران اور پیام اور ابدال پر افعالِ خدا میں سے ایسے امور مشکلفت ہوتے ہیں جو عقولوں کو مغلوب اور عادات و رسوم کو پارہ کر ڈالتے ہیں۔ یہ امور دو طرح کے ہوتے ہیں، جلائی اور جہنمی، پھر ان میں سے جلال اور عظمت، بے چینی کر دینے والے خوف، متزلزل کر دینے والے ڈر، اور قلب و جسم پر انتہائی غلبہ رکھنے والے خوف کے آثار پیدا کر دیتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ نماز ادا فرماتے تو جلال اور عظمتِ حق کے مشاہدے کی وجہ سے شدتِ خوف کی بنا پر آپ کے یعنی مبارک سے دیکھی کے جوش مارنے کی آوازِ حلقتی تھی، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسی ہی روایات بیان کی گئی ہیں۔

اور مشاہدہ جمال سے مراد ذاتِ کبیر کا وہ جلوہ پر ہمارے جو اپنے دامن میں دلوں کیلئے

نور و سرور، لطف و کرم، گفتگوئے دلپذیر، عنایات عظیم، مراتب بلند اور حق تعالیٰ کے قریب کی خوشخبری جیسے العلامات یہی ہوئے ہے اور یہ اس کی وجہ رحمت ہے جس کی طرف آخوندگار دوستانہ ہے اور ان (العلامات) کے بارے میں فضل رحمت سے تقدیر از ل کا فلم خشک ہو گیا ہے اور یہ خدا نے پاک کی رحمت و فضل اور ان کو دنیا میں ایک خاص وقت تک باقی رکھا ہے تاکہ فرط شوق کے باعث ان کی محبت حدستے گزرنے پر اُن کے جگہ نہ شق ہو جائیں، اور اس سے وہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبارت کی اوائیلی کے سلسلے میں کمزور یا ہلاک نہ جائیں، اور اللہ ان سے یہ (مرہ باقی و عنایت کا) سلک اپنی خاص عنایت، رحمت اور نوازش سے فرماتا ہے تاکہ ان کے دل اس سے اصلاح اور زمی حاصل کریں۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ اپنے مودوں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بلال تمہیں بھیر اقامت کے ذریعے راحت پہنچا، تاکہ ہم نماز میں داخل ہوں" یعنی اپر بیان یکے ساتھ احوال کا مشاہدہ کریں، اسی یہے آپ نے فرمایا کہ نماز میسری آنکھوں کی سختیک ہے:

(۴۰) نفس اور اس کی کیفیات

اس میں شک نہیں کہ ایک توالہ ستار کو تعالیٰ کی ذات ہے اور ایک تیرا ذاتی نفس ہے، نفس اللہ کا دشمن اور مخالف ہے، باقی سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع و فرمانبردار ہیں، اگرچہ نفس بھی حقیقت میں اللہ ہی کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذت و شہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں جیسے توالہ تعالیٰ کی املاحت کرتے ہوئے اپنے نفس کی کرشیوں کی مخالفت کرے گا تو توالہ کا ہو کر نفس کا دشمن ہو جائے گا جیسے خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: اے داؤد! تیرا منہماً مقصود میں ہی ہوں، اس یہے اپنے منہماً مقصود کو مصبوطی سے تحام رکھ۔ عبودیت کا تلقاضا یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کا دشمن ہو جا، اس وقت اللہ تعالیٰ سے تیری دوستی اور عبودیت کا تعلق صحیح معنی میں استوار ہو جائے گا، تجھے انواع و اقسام کی پاکیزہ اور خوشگوار نعمتیں ملیں گی، اور تجھے قرب و اعزاز فضیب ہو گا، پھر تمام اشیاء تیری خدمت

بجا لائیں گی، تیری عظمت اور بدیے کو تسلیم کریں گی، کیونکہ وہ سب کی سب اپنے پروردگار کی فراز بردار اور مطیع ہیں، اس لیے کہ وہ ان کا خالق اور از سرفوپیدا کرنے والا ہے، اور یہ تمام اشیاء اس کے حضور عیوب دیت کا اقرار کرتی ہیں، فرمان ایزو دی ہے وان من شیٰ لا الی سب بحسمه و لکن لا تفقہوں تسبیحہم لہ (اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اسے سراحتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے اس مان کی تسبیح نہیں سمجھتے)۔ اسی طرح دوسری چیز ارشاد ہے:

فَقَالَ لِهَاوَ لِلأَرْضِ اتَّسِعْ أَطْوَعْنَا أَوْ كُوْهًا قَاتَ اتَّسِعْ أَطْعَيْنَا (تواس (آسمان) سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہئے ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے)

عبادتِ کامل مخالفتِ نفس ہی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،
فَلَا تَتَبَعِ الْهُوَى فَيَضْلُكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (او خواہش کے تیکھے ذجانا کہ تیکھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی)

اور واؤ و علیہ السلام سے فرمایا:

"اپنی خواہش کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ خواہش فساد کا باعث ہے۔"

حضرت بازیڈ بسطامیؒ کے بارے میں ایک مشہور حکایت ہے کہ سبب وہ خواب میں بیبارِ اللہ سے شرف ہوئے تو انہوں نے پوچھا، مولیٰ! تیری بارگاہ تک رسائی کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد ہوا، اپنے (خواہشات) نفس کو چھوڑا اور میری طرف آ جا۔ بازیڈ بسطامی کا بیان ہے کہ

لہ بنی اسرائیل : ۳۰ - لا ہر و اسے مطہر نہیں میں اس آیت کے بعد یہ انا فاظ زائد ہیں اسی تذکرہ و تعبد وہ
دقائق اللہ عز و جل -

۳۱ - ہر و اسے نہیں میں "دھواک" کا لفظ زائد ہے۔

لہ حم السجدہ : ۱۱

گہ ص : ۲۶

۳۲ - لا ہر و اسے نہیں کی عبارت یوں ہے واجھ ہوا ک فانہ لامنابع یا نہ عنقی ق ملکی غیروالہوی۔

۳۳ - لا ہر و اسے نہیں میں فتاویٰ ہے۔

اس کے بعد میں اپنے نفس (کی خواہشات) سے اس طرح باہر بھل آیا جیسے سانپ اپنی لسخچی آنارکر اس سے بھل آتا ہے، مختصر پر کوئی مکمل بھلاٹی اسی میں ہے کہ تمام حالات میں نفس سے شعنی رکھی جائے۔ اگر تو پرہیزگار ہے تو نفس کا اس طرح مخالفت ہو جا کہ لوگوں کے حرام اور مشتبہ مال، احسان، بھروسے، اختیار، ان سے خوف، امید اور مزید متعاق دنیا میں سے جو کچھ اُن کے پاس ہے اس سے پوری طرح بے نیاز ہو جائے تو ان کی طرف سے بڑھ رہی اندران، زکوٰۃ اور صدقة وغیرہ کسی بھی چیز کے لئے کمی قوع نہ رکھ، تو لوگوں کے اسباب اور وجہ سے اپنی خواہش دارا وہ مکمل طور پر منقطع کر لے۔ یہاں تک کہ اپنے کسی مالدار عزیز کے مال کی دراثت کے لیے اس کی موت کی خواہش نہ کر۔ خلق سے کاشش کے ساتھ علیحدہ ہو جا انہیں دروازے کی طرح سمجھ کر جو گھٹتا اور بند ہوتا ہے، یا انہیں ایک ایسے درخت کی مانند سمجھو جو کبھی بھی بھیل دیتا ہے اور کبھی نہیں، یہ سب کچھ فاعل (حقیقی) کے فعل اور مانک کا عذالت کی تدبیر سے ہوتا ہے جو کہ اللہ جل شانہ ہے (ان امور پر غور کر) تاکہ تورب کو ایک جانے والے ساتھ ساتھ بندوں کے (اختیار)، کسب کو فرموش نہ کرنا تاکہ تو عقائد جبریہ میں ڈلنے سے بچ جائے، اسی طرح اس بات پر بھی یقین رکھ کر بندوں کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے بغیر پورے نہیں ہوتے تاکہ تو اپنے رب کو بھول کر بندوں کی پریش میں نہ گاک جائے، اور تو ان کے فعل کو صرف انہی کا فعل نہ سمجھ ورنہ تو کافر ہو کر فرقہ قدریہ میں شامل ہو جائے کا، بلکہ یوں کہہ کر وہ افعال پیدا شد و آفرینش کے اعتبار سے خدا کے پیدا کر دے اور کسب کے لحاظ سے بندوں کے لیے ہیں جیسا کہ آخرت میں جزا کے طور پر تواب و عذاب سے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں اور بندوں کے سماں میں خدا کا حکم بجا لاء، اور اس کے حکم کے مطابق اپنا حصہ ان سے جدا کر لے، اور پھر اس سے تباہ زد کر۔ اللہ تعالیٰ کا حکم قائم اور مخلوق اور تجھ پر حاکم ہے لہذا تو خود حاکم مست بن، مخلوق کے ساتھ تیرا رہنا مقدر ہے اور مقدار تایگی ہے اس لئے ظلمت میں چراغ لے کر داخل ہو، اور وہ چراغ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کتاب و سنت کے احکام سے ہرگز باہر نہ بھل۔ اگر تیرے دل میں اچانک کوئی خد شری یا الہام پیدا ہو تو اسے کتاب

لے لاہوری نسخہ میں من حکام الدنیا ہے جبکہ مصری نسخہ میں من احکام الدنیا ہے ہم نے حکام الدنیا کو صحیح سمجھا ہے۔

سنت کی روشنی میں دیکھ! اگر تو کتاب و سنت میں اس کی حرمت پائے جیسے داعیہ زنا، سو
یا فاسق فاجر لوگوں سے میل ملاپ، یا اس کے علاوہ دیگر گناہ تو ایسے دوسروں کو دل سے دُور کر
اور چھوڑ دے تو انھیں قبول کراور نہ ان پر عمل کر، اور یقین جان کر یہ وسو سے اور اندر یہ شیطان
کی جانب سے ہیں، اور اگر وہ خدشے یا الہام ایسے امور سے متعلق ہیں جو کتاب و سنت میں
مباح ہیں مثلاً کھانے، پینے، بابس اور نکاح کی خواہشات تو انھیں بھی ترک کر دے قبول
نہ کر کیونکہ یہ بھی تیرے نفس اور اس کی خواہشات کا الہام ہے اور تجھے تو نفس و خواہشات سے
عداوت و مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور اگر تو اس خدشے یا الہام کی کتاب و سنت میں حدت
پائے اور نہ حرمت بکر وہ ایک ایسی بات ہو جسے تو نہیں سمجھ سکتا جیسے تجھے سے کہا جائے کہ فلاں
چند جاؤ اور فلاں نیک شخص سے ملاقات کرو اما انکہ خدا تعالیٰ نے اپنے علم و معرفت کی نعمت
سے مالا مال کر کے تجھے بے نیازی کی جو دولت عطا کی ہے اس کے پیش نظر وہاں جانے اور
کسی سے ملنے کی تجویز کوئی حاجت نہیں، تو ایسے میں توقف کر اور وہاں جانے میں جلدی نہ کر اور
دل میں سوچ کر آیا یہ الہام ذات باری کی جانب سے ہے اس پر عمل کروں؟ بلکہ اس کے
اختیار کرنے میں مزید انتظار کر، اور یہ الہام فعل خداوندی تب ہو گا جبکہ یہ الہام بار بار دہرا یا
جائے، اور تجھے جلدی جانے کا حکم دیا جائے، یا کوئی ایسی علامت ظاہر ہو جو اہل معرفت پر
ظاہر ہو اکرتی ہے جسے صاحب فہم و فراست اولیاء، اور صفت اور اک سے متصف ابدال
ہی سمجھ پائے ہیں لہذا تجھے اس امر میں عجلت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ اس کا
انجام کیا ہو گا اور مرضی خدا کیا ہے؛ اور نہ ہی تجھے اس بات کا علم ہے کہ آزادگش بے طور پر
اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنہ، ہلاکت اور مکروہ فریب موجود ہے، پس اس وقت تک
صریح رجیب تمک کر خود اللہ تعالیٰ تیرے اندر (اس کام میں) متصرف نہ ہو جائے، اور حب تیرا
عمل مٹ کر خالص فعل حق باقی رہ گیا اور اس صورت میں تجھے وہاں لے بھی جایا گیا تو اس
صورت میں اگر وہاں کوئی فتنہ درپیش آگیا تو تجھے اس سے محفوظ و مصون رکھا جائے گا کیونکہ
اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر تجھے کبھی عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا، کیونکہ عذاب دراصل کسی کام
میں دارا دہ و مرضی مولیٰ کے بغیر تیری و خل اندازی ہی کی وجہ سے آتا ہے، اور اگر توحیقی

حالت یعنی مقام و لایت پر فائز ہو تو اپنی خواہشات کی مخالفت کر اور تمام حالات میں حکم خداوندی کی پابندی کر۔ امرِ الٰہی کی پریوی کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ تو دنیا سے اس تدر (غذا) حاصل کرے جس سے نفس کا حق ہوا ہو جائے اور لذت کو ترک کر کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے اور تمام ظاہر و باطن گناہ چھپوڑے۔ دوسری صورت باطنی امر سے مأمور ہونا ہے اور یہ وہ ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے بندے کو امر و نہی کی تلقین کرتا ہے اور یہ باطنی امر اس مباح میں پایا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے کیونکہ تو قبیل نہی سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اس کا ارابط امر واجب ہے، بلکہ یہ وہ محمل امر ہے کہ اس میں بندے کو اختیار دے دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں اپنے اختیار سے جیسے بھی چاہے تحرف کرے، اس لیے اسے مباح کا نام دیا گیا ہے، اس میں بندہ اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ کرے بلکہ اس میں حکم کا انتظار کرے، جب حکم پائے تو اسے بجا لائے۔ اس وقت اس کی تمام حکمات و سخنان اللہ کے امر سے ہی ہوں گی، جس کا حکم شریعت میں ہو گا اسے از روئے شرع، اور جس کا حکم شریعت میں نہیں ہو گا، اسے از روئے باطن بجا لائے گا، اس کے بندہ پوری طرح اہل حقیقت کے ذمہ میں شامل ہو جائے گا، اور جس میں امرِ باطن موجود ہو تو وہ صرف فعلِ الٰہی (تقدیرِ محض)، ہو گا جسے حالتِ تسليم کہتے ہیں۔ اگر تو حقِ الْحَقِّ یو کہ حالتِ محدود فنا ہے پر فائز ہو، اور یہ حالتِ اللہ کے لیے شکستِ دلوں، موتھوں، عارفوں، اربابِ علم و داشت، سرداروں کے سردار، خلائق کے کوتال اور نگہبانوں، دوستانِ حق اور خاصانِ بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے، تو ان حالات میں امرِ الٰہی کی پریوی بھی ہے کہ تو خود اپنا مخالفت ہو جا، قوت و طاقت سے بیزار اور دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کی طرف پانے ارادے سے بری ہو جا۔ اس کا تجھیہ یہ ہو گا کہ تو دنیا و سلطنت کی بجائے باوشاہ حقیقی کا سچا نلام بن جائیگا امرِ حق کا بندہ ہو گا اپنی خواہش کا نہیں، ایسے میں تو دایہ کے ہاتھوں میں طفلِ شیرخوار، غسل دینے والے کے سامنے نیت اور طبیب کے سامنے بھیوش مریض کی طرح امر و نہی کے علاوہ دیگر تمام امور میں بھیوش اور بے اختیار ہو جائے گا۔

(۱۱) معاشی شنگی میں مسلمانوں کا اظر عمل

اگر تجھے معاشی شنگی کے دوران نکاح کی خواہش پیدا ہو، حالانکہ اس وقت تو اس کا بوجہ اٹھانے کی سخت نہیں رکھتا تو تو اس معاملے کے حل کی اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہوئے انتظار کر کہ جس کی قدرت سے تیرے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی شاید وہ یہ خواہش تیرے دل سے مٹا دے یا وہ اس خواہش کی تکمیل کا سامان اس طرح اپنی بخشش و عطا، نرمی و سہولت اور برکت سے کافی و شافی طور پر مہیا فرمادے گا کہ نہ تو دنیا میں اس کے بو جھوٹے ہائے گا اور نہ یہ آخرت میں تیرے یہی صیبہت کا باعث ہے، پھر اپنی خواہشات پر صبر اور تقدیر پر راضی رہنے کے سبب اللہ تعالیٰ تیرا نام صابر اور شاکر رکھدے گا، اور تجھے گناہ سے بچنے کی عصمت کی قوت میں زیادتی عطا فرمائے گا۔ صبر کے بعد جو نعمت کفایت اور سعادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کی ہے، اس وقت صبر سکر سے بدل جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں پر اپنی نعمت کی زیادتی کا وعدہ تو کر رہی رکھا ہے، ارشاد باری ہے:

لَئِنْ شَكَرُوا لِنَيْدَ ثَكَرُوا لَئِنْ كَفَرُوا مَعَاتِ عَذَابِ لَشَدِيدٍ۔ (اگر احسان مانو گے تو میں تمھیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے)

اور اگر وہ (خواہش) تیرا حصہ نہیں ہے تو اس سے بے نیازی یہی ہے کہ نفس چاہے یا نہ چاہے اُسے دل سے مٹا دیا جانے، صبرا خیار کرو خواہشات کی مخالفت کر، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرو تقدیر خداوندی پر اس کے فضل و عطا کی امید کرتے ہوئے راضی ہو جا۔
اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا يُوفِي الصَّابِرُونَ أَجْرًا هُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (صابر وہی کو ان کا ثواب بھر پور اور بے حساب دیا جائے گا)

(۱۲) مال و دولت

اگر تجھے اللہ تعالیٰ مال و دولت عطا فرمائے اور تو (اس مال و دولت کی وجہ سے، اس کی عبادت سے مرنے پھر لے تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ تیرے یہے جبابات قائم کر دے گا، اور ملکن ہے اللہ تعالیٰ تجھے مال و دولت کی وجہ نعمت بھی چھین لے اور تیری حالت بدل ڈالے اور منعم (حقیقی) سے ممنونہ مولہ کراں کی دی ہوئی نعمت کی طرف مشنوں ہونے کی نزاکتے طور پر وہ تجھے مسکین کر دے، اور اگر تو نے مال و دولت کو عبادتِ اللہ کے فرائض کی بجا آؤ ری میں حاصل نہ ہونے دیا، تو وہ مال دیمیثہ کے یہے، تجھے بخش دیا جائے گا اور اس میں سے ذرہ بھر کی نہ ہوگی۔ مال و دولت تیرے خادوم اور تو اپنے مولیٰ کا خادوم ہو گا، چنانچہ تو دنیا میں ناز و نعمت کی زندگی گزارے گا اور آخرت میں بھی جنت الماؤی میں اعز و اکرام کے ساتھ مدد و نعمتیں، شہداء اور صالحین کی رفاقت میں ہو گا۔

(۱۳) تسیلیم و رضا

نعمتوں کے حصول اور مصائب سے بچنے کی کوشش نہ کر، نعمتیں اگر زیر امقدار ہیں تو وہ تجھے مل کر رہیں گی چاہے تو انہیں طلب کرے یا ناپسند کرے۔ اسی طرح اگر مصیبت تیری قسمت میں ہے اور تیرے یہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے تو خواہ تو اسے ناپسند کرے یا دعا کے ذریعے اسے ہٹانا چاہے یا صبر اور جلدی جلدی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرے تو بھی وہ مصیبت تجھ پر آ کر دیگی بلکہ اپنے تمام امور خدا ہی کے سپرد کر دے تاکہ وہ خود تیرے اندر جلوہ گر ہو۔ اگر تجھے نعمتیں عطا ہوں تو شکر بھالاتا رہ اور اگر آزمائش کا بھائے تو صبر کر کر یا تبلکف صبر پیدا کر، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کی خاطر اس آزمائش کو نعمت سمجھو، یا خداوس میں محدود اور فتا ہو جا، اور یہ محدودیت ان حالات کے اندازے کے مطابق ہو جن سے ٹوڈو چاہے اور جن سے تو اس خدا کے قریب منازل کی طرف

لہ صری نئے جبارت یوں ہے: فالنعماء اليك بحسب درس نئے میں فالنعماء، واصلة اليك ہے، اہم نے اسی کے مطابق ترجیح کیا ہے۔

تعلیم کیا جاتا ہے جبکہ عبادت اور حس سے تعلق کا تجھے حکم دیا گیا ہے؛ نماک" رفیقِ اعلیٰ" سماں تیری رسائی ہو جائے اور اس وقت تجھے سلف صالحین، صدیقین و شہداء کے مقام پر فائز کر دیا جائے اور تو اپنے سے پہلے بارگاہ خداوندی کی طرف گزر جانے والے ان بزرگوں کے منازل اور مقامات کا مشاپدہ کرے، جنہوں نے قربِ خداوندی کی سعادت حاصل کی، اور اس کی بارگاہ سے نعمتیں، مرسیں اور امن و اہواز کے انعامات حاصل کیے، مصائب کو اپنی طرف آنے دے، ان کا راستہ چھوڑ دے، اور وعاؤں کے ذریعے ان کی راہ بند نہ کر۔ مصائب کے آئنے پر کسی قسم کی جزوئی نہ کر کیونکہ ان مصائب و آلام کی تخلیفیں دوزخ کی آگ سے زیادہ تخلیف وہ نہیں ہیں۔ زمین و آسمان میں رہنے والوں میں سب سے عظیم الرحمت ہستی اور مطلق کے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ دوزخِ مومن سے کہے گئی اسے مومن بجلدی گزر جا اکہ تیرے نور کی چمک میرے شعلے کی بھرڑک کو بچا رہی ہے۔ کیا مومن کا دُو نور جو دوزخ کی آگ بچا رہا ہے وہی نور نہیں ہے جسے دنیا میں بھی مومن شادِ کام تھا، اور یہی نورِ مطیع و عاصی کے درمیان باعثِ امتیاز ہے۔ لبیں یہی نور تیرے مصائب و آفات کے شعلوں کو بچانے کا۔ لہذا تجھے چاہیے (ایسا مقام پیدا کر کر رضائی الہی کے حصول اور صبر کی ٹھنڈک سے اپنے مصائب کی حدت اور گرمی بچا دے)، یہ آزمائش تجھے بلاک کرنے کے لیے نہیں بلکہ تجھے آزمائنے، تیرے ایمان کی استقامت کا جائزہ لینے تیرے ایقان کی بنیادیں مضبوط کرنے، اور تجھے تجھ پر اللہ تعالیٰ کے اظہارِ فخر کی خوشخبری رینے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَنْبُلوُنَّكُو حَتَّىٰ نَعْلَمُ الْمُجَاهِدِينَ مُنْكَرٍ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُهُ (اور ضرور

لہ معریٰ نسخے میں عبارت یوں ہے "لَا تَقْعُدُ وَلَا تَخْبُزُ" ہے۔ لاحر واسی نسخے میں "لَا تَقْعُدُ بِدِعَائِكَ" فوجہها ہے۔ ہم نے اسی کے مطابق ترجیح کیا ہے۔

۲۷ لا ۲۸ نسخے کی عبارت "لَا تَقْعُدُ قَاعِدَةً" یقیناً ہے جبکہ معریٰ نسخے میں "لَا تَقْعُدُ عَرْوَةً" یقیناً ہے۔ ہم نے مورخِ الذکر کے مطابق ترجیح کیا ہے۔

ہم تجھے بانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری بخیریں آزمائیں)

پھر حب اللہ کے ساتھ تیرا ایمان پختہ ہو گیا اور اس کی تقدیر پر پورے نصیحت کے ساتھ تو راضی ہو گیا، اور یہ اس کی طرف سے ہی توفیقی ارزانی اور فضل و احسان کے تجھے میں ہوتا ہے، تو تو ہمیشہ کے لیے صابر اور اس کے احکام کے آگے تسلیم ختم کر دے، اپنے لیے اور کسی دوسرے کے لیے کوئی ایسی بات پیدا نہ کرو جامروندی کے دائرے سے باہر نکلی جوئی ہو اور حب اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کا کوئی معاملہ انجانے تو اسے غور سے سُن اور بجا لانے میں جلدی کر حکم سن کر آرام سے نہ میمذہبکار اس کی ادائیگی کے لیے فرما گوشائی ہو جا۔ اس موقع پر فعلِ خداوندی اور تقدیر کا بہانہ زینا بلکہ حکمِ خداوندی کی بڑائیگی کے سلسلے میں اپنی پوری گوشش اور طاقت خرچ کر، اپنی پوری گوشش کے باوجود بھی اگر امرِ الہی کی بجا اوری میں کمی یا کوتا ہی رہ جائے تو عاجزی و وزاری کے ساتھ خدا سے انجام کرنا اور معافی مانگ، اور حکمِ خداوندی کی تعلیل میں گوتا ہی اور عبادتِ الہی کے نزد میں خود می کے اسباب پر غور کر، شاید کہ احکامِ الہی میں یہ گوتا ہی تیرے بلند بانگ دھووں کی نعمت، دورانِ عبادت بے اوبی، تکبیر، اپنی قوت و بڑائی کے فخر، اعمال پر خود بینی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفس اور مخلوق کو شرکیک کرنے کے سبب ہو، اور اللہ نے تجھے اپنے دروازے سے دُور کر دیا ہو، اور اپنی عبادت و خدمت سے معزول کر دیا ہو، اور اس نے اپنی توفیقی کی امداد تجھے سے روک لی ہو، اور تجھے سے اپنی عنایات والطافتِ انعامی ہوں اور نماراضنگی کے سبب تجھے تیری دنیا کی آزمائش، خواہشات اور کرزدُوں امیدوں میں مشغول کر دیا ہو، تھیں علم نہیں کہ یہ ساری چیزیں تجھے اپنے مولیٰ سے غافل کر دیئے والی اور جس نے تجھے پیدا کیا اور پروردش کی

۱۰۔ مصری نسخے میں جارت اس طرح ہے فاذا ثبت مم الحنفی ایمانک اور یہ باصل غلط ہے۔

۱۱۔ مصری نسخے میں یہاں وصدک عن الشوق لطاعتہ ہے جبکہ درسے نسخے میں وصدک عن الشوف لطاعتہ ہے اور یہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۔ مصری نسخے میں لعل ذالک لشوم دعائیک ہے جو عاط ہے صحیح لشوم دعاویک ہے۔

اور پھر دنیوی مال و متاع کا ماہک بنایا اور عنایات کیں اس کی نظرِ کرم سے محروم کر دینے والی ہیں۔ خیال کر: تاکہ یہ چیزیں (غیر اللہ) تجھے اپنے رب سے غافل نہ کر دیں، اللہ کے سماں ہر شے غیر اللہ ہے تو اللہ کے مقابلے میں غیر اللہ کو قبول نہ کر، اس لیے کہ اس نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے؟ غیر اللہ میں مشنویت و محیت کی وجہ سے اللہ سے اعراض کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کر، ورنہ اللہ تجھے ایسی آگ میں جھونک دے گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس وقت تو شرمندہ ہو گا مگر یہ نہادت کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی، اس وقت تمدنرت پیش کرے گا لیکن تیرا کوئی عذر قبول نہ ہو گا، فریاد کرے گا لیکن فریاد رسی نہیں ہو گی، اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے گا مگر خدا راضی نہیں ہو گا، اپنی غلطیوں کی اصلاح اور کوتاہیوں کے ازالے کے لیے تو دنیا میں واپس ہونا چاہے گا لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اپنے آپ پر حم کھا اور شفقت کر، اور عقل و علم ایمان و معرفت کی صورت میں تجھے جو آلاتِ عطا یکے گئے ہیں انھیں اطاعتِ الہی کے کام میں استعمال کر، انہی ہتھیاروں کی مدد سے تقدیرِ الہی کے اندھروں میں (اپنے) مصائب کے بارے میں) نورِ ہدایت طلب کر اور امر و نہی کی پابندی کر، اور ان کے ذریعے سے اپنے ہولی کا قرب حاصل کر، امر و نہی کے علاوہ تمام امور اسی ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا کیا اور وجود نہ کردا، اور جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، پھر پرورش کی، پھر پانی کے قطرے سے ایک مکمل انسان کی صورت میں بنایا، اس کی نافرمانی نہ کر، اس کے حکم کے خلاف کوئی اراذہ کر اور نہ اس کی نہی کے نقیبیہ کسی چیز کو پڑا سمجھو۔ دنیا و آخرت میں احکامِ خداوندی پر اکتفا کر، اور وہ نوں مقامات میں اس کی منح کی ہوئی چیزوں کو بُرا جان، تیری ہر مراد اُسی مراد کے تابع اور ہر کردار اس مکروہ کے ساتھ والستہ ہو، جب تو حکمِ الہی کا پابند ہو جائے گا تو تمام کائنات تیرے حکم کی تابع ہو گی، جب تو اس کی منح کردہ چیزوں کو لے لے جائے گا، تو جماں کہیں بھی ہو گا تمام ناپسندیدہ اشیا تجھے سے دور ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے اولادِ آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس چیز کو کہہ دیتا ہوں مگن وہ ہو جاتی ہے لہذا تو میری اطاعت کرنا کہ تجھے بھی اپنی طرح بناؤں کہ تو جس چیز کے لئے ہوئے کا حکم کرے وہ ہو جائے اور فرمایا کہ اے دنیا! جو میری طلب کرے تو اس کے چچے بھاگ اور جو تیرے چچے بھاگے اے ہمیشہ

پریشان رکھا! جس وقت خدا تعالیٰ کی سنی کی بات آجائے تو اس کے آگے مرتبیم خم، بے بس؛ زخمی دل، داس کے علاوہ تنگ بینہ، مُرودہ جسم، خواہشات اور روایات سے پاک، بشری عوارضات سے مُبڑا، شہوات سے آزاد، گرے ہوئے تاریک خالی مکان کا ساکن، اور معدوم و بے نشان ہو جا، اس وقت گویا تیرے کا ان دامرالہی کے علاوہ نہنے سے) بہرے تیری اسکھیں پی بندھی ہوئی وکھیاری یا مادرزاد اندھی ہو جائیں، اور تیرے ہونٹ (اس کے متعلق کچھ بولنے سے) زخمی یا سوچے ہوئے ہوں، اور تیری زبان کی کیفیت یہ ہو گویا گونگی یا توعلیٰ ہے، اور تیرے دانتوں کی مثال ایسے ہو گویا تخلیف اور درد کی وجہ سے ان کے مسروخوں میں پیپ بھری ہے اور تیرے ہاتھ شل اور کسی چیز کو پکڑنے یا اٹھانے سے عاجزی کی صورت اختیار کئے ہوئے ہوں، تیرے دونوں پاؤں زخمی (امرالہی کی مخالفت میں چلنے سے) اور لرزیدہ وشنل ہوں، تیری نفسی خواہشات ختم ہو کر رہ جائیں اور یوں معلوم ہو کہ یہ قوت اس کے علاوہ کسی اور بات کی طرف لگھی ہوئی ہے لور تیرے پیٹ کی کیفیت یہ ہو کہ گویا سیر ہے اسے کھانے کی کوئی خواہش ہی نہیں ہے، تیری عقل پر جنون اور جسم ایسے مردے کی طرح ہو جائے جسے قبر کی طرف اٹھا کر لایا گیا ہو، صحیح احکام الہی کو غور سے سُن کر اُن کی اوائلی کے لیے جلدی کوشش کرنی پاہیے، اسی طرح قضا و قدر کے سامنے فانی اور معدوم سمجھ کر منیات پس پنے آپ کو روکنا چاہیے، دا پسند مرض میں دوا کے طور پر بھی شربت استعمال کر، اور (بیمار جسم کے لیے)، یہی غذار کھ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حکم سے نفسی خواہشات اور گناہوں کی تام بیماریوں سے صحیح شفا اسے کامل نصیب ہوگی

(۱۲) مقبولان بارگاہ

اسے خواہشات کے پنجاری! مقبولان بارگاہ کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر بلماں اس لیے کہ تو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور وہ اپنے مویٰ کے مطیع دفرمان بدار ہیں، تیرا مطیع نظر دنیا ہے جبکہ ان کا نہتہا و مقصود عقیقی ہے، تیری بھگاہ دنیا پر لگھی ہوئی ہے جبکہ وہ انسان زین کے پرد و گار کے دیدار کی تجلیات سے مشرف ہیں۔ تیرا دلی بھگاہ مخلوق کے ساتھ ہے جبکہ

ان کا روحاںی رشتہ مالکِ عرش کے ساتھ وابستہ ہے تو دنیا (کے ساز و سامان) میں جس چیز کو دیکھا ہے اس کا گرفتار ہو جاتا ہے لیکن ان کی نگاہ متاع دنیا پر نہیں بلکہ ان کے خاتمی پر ہوتی ہے جسے ظاہری آنکھوں سے نہیں (بلکہ دینہ باطن سے) دیکھا جاسکتا۔ وہ (گروہ اصنیاد متاع دنیا سے) نجات حاصل کر کے فائزِ المرام ہو گئے لیکن تو ابھی تک اپنی خواہشات میں گرفتار اور اس بابِ دنیا کا اسیر ہے، وہ مخلوق، خواہشات اور ارادے و آرزوں سے نکل کر خدا نے برتر کے قرب کی ساد حاصل کر گئے اور اللہ نے انھیں مرتباً نے عبادت یعنی طاعت، محمد اور شنا کے بلند مقامات پر فائز کر دیا، یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے، چنانچہ طاعت اور محمد و شنا پر ہمیشہ کے لیے کاربند ہو گئے اور وہ اس میں اللہ کی توفیق اور عنایت سے کسی تکلیف اور مشقت کے بغیر عنایت آسانی کے ساتھ مصروف رہے ایہاں تک کہ عبادت اور طاعت ان کی روح اور غذا بن گئی اور دنیا ان کے لیے نعمت اور سرورِ زمین گئی، گریا دنیا ان کے لیے بہت ہے اس لیے کہ وہ متاعِ دنیا میں سے کسی بھی چیز کو دیکھتے وقت اس کے نابقی اور پیدا کرنے والے کے فعل پر تظریکتے ہیں (بس یہی وہ مبارک لوگ ہیں کہ) ان سے زمین و آسمان کا ثبات اور انہی کے ذمیتے زندوں اور مردوں کا آرام و سکون قائم ہے کیونکہ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کے لیے ایک مرکزِ عنایت ہے، اور یہ ایسے پہاڑ کی طرح ہیں جو اپنی جگہ قائم ہے لہذا جھیں ماں باپ اور آل اولاد بھی اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکی، تو بھی ان کے راستے میں اگر مراحت نہ کر، وہ اپنے رب کی بہترین مخلوق ہیں، جنہیں اس نے پیدا کر کے (فیضان کے لیے) زمین میں پھیلا دیا ہے، جب تک یہ زمین و آسمان قائم ہیں، اللہ کی طرف سے ان پر سلامتی و رحمت کا نزول ہو۔

(۱۵) خوف و رجاء

ایک وغیرہ میں خواب میں دیکھا کہ میں مسجد کی مانند ایک جگہ میں ہوں اور اس میں کچھ

لہ مصري نشی میں جارت اس طرح ہے وصایتِ اندیانا اذناک فی حقهم نعمۃ و حزیناً اپنے سیاق
کے لحاظ نے یہ نظر ہے، صحیح فی حقهم نعمۃ و حزیناً ہے۔

ووگ عالم مخلوق سے الگ تحلیک بیٹھے ہیں، یہیں نے کہا اگر یہاں فلاں بزرگ ہوتا تو وہ انھیں ہدایت کرتا اور ادب سکھاتا، اتنے میں وہ میرے اروگ رو جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک کہنے لگا آپ کو کیا ہے، آپ ہمیں کیوں نہیں سمجھاتے؟ یہیں نے کہا اگر تم حارا خیال ہے تو بسم اللہ! پھر یہیں نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی "اگر تم مخلوق سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر کے حق کی طرف کئے ہو تو پھر اپنی زبان سے بھی دو گوں سے کچھ ناگلو، اور جب تم نے کسی سے سوال نہ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو دل سے بھی سوال نہ کرو، اس لیے کہ دل کا سوال زبان کے سوال کی طرح ہے اور اچھی طرح جان لو کہ تغیر و تبدل اور عزالت و ذلت کے بارے میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی نبی شان ہوتی ہے، ایک جماعت کو مقام علیین کی رفت اعطا فرماتا ہے تو دوسرا کا تھکاڑہ اسفل اسافلین بناتا ہے، پھر علیین والوں کو اسفل اسافلین میں گرانے کی دھمکی دیتا ہے، اس وقت ان کی آرزو اور امید یہ ہوتی ہے کہ انھیں اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے علیین ہی میں رہنے دیا جائے، دوسرا طرف اسفل اسافلین والوں کو ہمیشہ اسی حالت میں رکھنے سے ڈرا کر انھیں اعلیٰ علیین کا اُبیدار بناتا ہے۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

(۱۴) لوكل اور رزق حلال

ٹو دو گوں پر بھروسہ کرنے اور اسیاں کسب و ہنر پر تجھے کرنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بلاد واسطہ اس کی عنایت سے محروم ہوا ہے۔ مخلوق حلال روزی چور کا پتے کسب سے حاصل ہوتی ہے سے تیرے لیے جا ب اور رکاوٹ کا سبب ہے، اس لیے جب تک مخلوق سے تیرا پر رشتہ قائم ہے یعنی تو ان کے دستِ گذشت و عطا پر اپنی نگاہیں لگائے ہوئے ہے اور اپنی ضرورتوں کے لیے ان کے دروازوں کے طاف کر رہا ہے، تو تو انہی کے ساتھ مخلوق کو شریکِ نجہرانے کے جرم کا اڑپخاب کر رہا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے رزقی حلال یعنی اپنے کسب سے روزی نرکاٹ کی وجہ سے نزاوے گا، اگر تو نے اپنے وسائلِ رزق کی مخلوق کے ساتھ وابستگی منقطع کر لی اور اس طرح مخلوق کو اس کا شریک بنانے سے تو ہر کر کے حلال روزی کے کسب میں مشغول ہو گیا اور حلال روزی ہی کو اپنی غذا بنا یا، اور اس پر مطمئن ہو گیا لیکن ان ساری ماقوٰت کے باوجود اتنے

پروردگار کے فضل و عنایت کو بھول گیا، تب بھی تو شرک ہے، مگر یہ شرک پہلے کے مقابلے میں بہت سخی ہے چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے اپنے خاص فضل اور عنایت سے حجاب میں رکھے گا، اور مزادے گا، پھر جب تو نے اس سے بھی تو پر کر لی، اور شرک کو درمیان سے دور کر دیا، اور اپنی قوت، اسباب اور ہنر پر اعتماد کی بجائے تو نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق، مستحب الاصباب، اور (مشکلات میں) آسانی پیدا کرنے والا ہے، اور رزق حلال کی توفیق اسی بلند و بالاذات کی طرف سے ہی ارزانی ہوتی ہے، تمام بحلا میوں کی توفیق وہی عطا کرتا ہے اور رزق کے سارے خزانے اسی کے با تھیں ہیں، کبھی تو وہ محنت اور کسب کے ذریعے اور کبھی بلا و با سلطہ و سبب محض اپنے خصوصی فضل سے عطا فرمادیتا ہے، پس اگر تو سب کچھ چوڑ کر اللہ کی طرف لوٹا، اور اپنے آپ کو اس کے پر و کر دیا، تو اس وقت اللہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان جوابات اٹھائے گا۔ تیرے حسب حال نعمت میں زیادتی عطا فرمائے گا اور اپنی عنایت سے اس طرح ہر مشکل آسان کر دے گا جیسے ایک مہربان اور دوست طبیب مریض کے لیے تدابیر کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص امداد ہے جس کے ذریعے وہ تجھے غیر کی طرف مائل ہونے سے بچاتا ہے اور تجھے اپنے فضل و کرم سے مسرور کرتا ہے، جب تیرے دل سے تمام ارادے، خواہشات اور مطالب مرث بائیں گے تو اللہ کے ارادے کے سوا تیرے دل میں کچھ باقی نہیں رہے گا، اور جب وہ چاہے گا کہ تیرا وہ حضرت جو تیرے لیے مقدر ہو چکا ہے اور جس میں تیرے بغیر کسی دوسرے کا کوئی حصہ نہیں ہے تجھے عطا فرمائے تو وہ تیرے دل میں اس کی طلب اور خواہش پیدا کر دے گا، اور حاجت کے وقت تجھے تیرا وہ حصہ محنت فرمادے گا۔ اس کے بعد شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا، اور جلادے گا کہ یہ نعمت اسی کی طرف سے ہے اور وہی اس کا بھیجنے والا اور عطا کرنے والا ہے۔ اس وقت تو اللہ کا شکر بحالیے گا اور اپنی طرح جانے گا، چنانچہ یہ پیس تجھے لوگوں سے بے تعلق اور دور رہنے اور تیرے دل کے مامسوی اللہ سے خالی

لہ مصری شیخ کی بمارت اس طرح ہے شریوف فقہ و یعرف فک انه منه اس میں شکر کا ذکر نہیں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح کامن یوں ہے شریوف فقہ لشکرہ و یعرف فک انه منه۔

رہنے کا موجب نہیں گی۔ اس کے بعد حب تپراعلم اور تفہین سختہ ہو جائے گا، تیراسینہ کھل جائے گا
قلب منور ہو جائے گا اگر کاہ ایزدی میں تیرا مقام بلند اور قرب زیادہ ہو جائے گا اور تیری بیاقاتِ امانت
اسرارِ الٰہی کی خفاکت کی وجہ سے طردہ جانے گی، تو اس کے فضل و کرم اور عنایت سے تیری شرافت اور
بزرگی کے باعث تیرا حضرت مسٹنے سے پُر ترجیحے بتلو دیا جائے گا کہ تیرا حضرت کب آئے گا، اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَمْمَةً يَمْدُونَ بِأَمْرِنَا التَّاصِدِرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَوْقِنُونَ^{۱۷}

(اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری
آیتوں پر تفہین لائے تھے)

اسی طرح دوسرا بھکارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ رَبِّهِمْ سُبْلًا^{۱۸} دَوْرُهُمُونَ نَे ہماری راہ میں کوشش کی
خود ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمُ كُمُّ الْأَلَّهُ (اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے)
پھر ترجیحے خابرق اجازت کے ساتھ جس میں کسی شک و شبہ کا غبارہ ہو گا، ایسی دلیل کے
ساتھ جو آنفاب کی طرح روشن ہو گی ایسے لذیذ کلام کے ساتھ جو برلنڈ شے سے زیادہ لذیذ ہو گا،
اور ایسے الہام کے ساتھ جو بلاشبہ چاہیے اور نظرات نفسانی اور شیطان لعین کے وسوسوں سے
پاک و صاف ہے عالم میں تصرفات کی قوت سختی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں
میں فرمایا ہے:

يَا ابْنَ آدَمَ إِذَا أَنْتَ لَا إِلَهَ إِلاَّ أَنَا أَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ اطْعَنْتَ تَقُولَ لِلشَّيْءِ كُنْ
فَيَكُونُ۔ اے بنی آدم میں اللہ ہوں، میرے سو اکوئی عبادت کے لائق نہیں، میں جس چیز کو
کہتا ہوں ہو جادہ ہو جاتی ہے، میری فرمانبرداری کرتا کہ ترجیحے بھی ایسا بناؤں کہ تو جس چیز کو

کہ ہو جا وہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اکثر انبیاء و اولیاء اور بنی آدم میں سے اپنے دورے مقبول بندوں کو یہی مقام عطا فرمایا ہے۔

(۱۴)۔ واسطہ مرشد

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے جب تو اس کی بارگاہ تک پہنچ گیا اس کی بارگاہ تک پہنچنے کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق اور اپنے ارادہ و خواہشات یہ سے باہر نکل آئے، اور اس کے ارادہ اور قدرت میں اس طرح فنا ہو جائے کہ نہ تجھما پنے اندر کسی عمل و حرکت کا اختیار ہاتھی رہے اور نہ تیرے ذریعے مخلوق میں دارادہ و فعل ایزدی کے بیڑ، کوئی حرکت ہو، بلکہ ہر حکم اور فعل اللہ ہی کے ارادہ و مشائے عمل میں آئے، یہی وہ فنا کی حالت ہے جسے وصول الی اللہ سے موصوم کیا جاتا ہے اور بارگاہ والوں سیت کا یہ وصول مخلوقات میں سے کسی کی طرف مسروفت طریقوں کے وصول کی طرح نہیں ہے۔ ارشاد ہے:

لیس کشله شی و هو السیع البصیر اللہ جل شانہ کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ اس کی مخلوقات پر قیاس کیا جائے یا ان کے ساتھ اسے تشبیہ دی جائے احمد بارگاہ ایزدی تک رسائی تو اللہ کی توفیق سے اہل وصول کے ہاں معروف ہے۔ اس بارگاہ قدس میں رسائی حاصل کرنے والا ہر واحد دوسرے سے الگ ہے اس میں کوئی کسی کا شرکیہ نہیں، اس سلسلے میں تمام رسول، انبیاء اور اولیاء کے مقامات علیحدہ علیحدہ ہیں، ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے اسرا رے سے الگا نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس راہ میں تو بسا اوقات شیخ اپنے مرید کے مقام سے اُٹنا اور ایسا مرید جس کی روحانی سیرا پنے شیخ کی بلندیوں کی چوڑکٹ کو چھوڑی ہوتی ہے، بھی شیخ کے درتبے کا تعین نہیں کر پتا، چھر جب مرید شیخ کے مقام کو پہنچ جانا ہے تو وہ شیخ سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق سے جدا کر کے اپنی دوستی کے قرب میں لے لیتا ہے اس وقت شیخ کی مثال اس

کھے ہو جا وہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اکثر ان بیانات و ادیਆ اور بنی آدم میں سے اپنے درستے مقبول بندوں کو یہی مقام عطا فرمایا ہے۔

(۱۶). واسطہ مرشد

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے جب تو اس کی بارگاہ تک پہنچ گیا اس کی بارگاہ تک پہنچنے کے منعی یہ ہیں کہ تمام مخلوق اور اپنے ارادہ و خواہشات سے باہر نکل آئے، اور اس کے ارادہ اور قدرت میں اس طرح فنا ہو جائے کرنے تجھما پنے اندر کسی عمل و حرکت کا اختیار ہاتھی رہے اور نہ تیرے ذریعے مخلوق میں (ارادہ و فعل ایزو دی کے بیز) کوئی حرکت ہو، بلکہ ہر حکم اور فعل اللہ ہی کے ارادہ و مشائے عمل میں آئے، یہی وہ فنا کی حالت ہے جسے وصول الی اللہ سے موصوم کیا جاتا ہے اور بارگاہ الوسیط کا یہ وصول مخلوقات میں سے کسی کی طرف معروف طریقوں کے وصول کی طرح نہیں ہے۔ ارتضا وہ ہے:

لَيْسَ كَشْلَهُ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ اللَّهُ جَلَّ شَانَهُ كَيْ شَانَ اسَ سَيْ كَيْ بَنِدَ وَ
بَا لَسَيْ كَمَ اسَ كَيْ مَخْلُوقَاتِ پُرْقِيَاسِ كَيْ جَابَهُ يَا نَ كَيْ سَاتِحَهُ اسَتِ تَشْبِيهِ دَمِيْ جَاءَهُ
اَهَمَ بَارِگَاهِ اِيزُو دِيْ تَكَمَ رَسَانِيْ تَوَالِدُكِيْ تَوْفِيقِ سَيْ اَهَلِ وَصَوْلَ كَمَ هَالِ مَرْوَفَ ہَے۔ اس بَارِگَاهِ
قَدَسِ مَيْسِ رَسَانِيْ حَاصِلَ كَرْنَے وَالاَهْرَوْرَاصِلَ دُوْرَسَيْ سَيْ اَمَكَ بَے اس مَيْسِ كَوْنِيْ كَسِيْ كَا شَرِيكِ
نَهِيْنِ، اَسِسِ سَلَطَنِ مَيْسِ تَنَامِ رَسَلِ، اَنْبِيَا، اُور اَوْلَيَا كَمَ مَقَامَاتِ عَلِيَّوَهُ عَلِيَّوَهُ ہِيْنِ، اَنِ مَيْسِ سَيْ
كَوْنِيْ بَھِيْ دَوْرَسَيْ کَمَ اَسِرَارَسَيْ اَمَگَاهَ نَهِيْنِ ہَوتَا، يِهَانَ تَكَمَ كَمَ اس رَاهِ مَيْسِ تَوْبَسَا اوْقَاتِ
شِیْخِ اپنے مرید کے مقام سے اَشْنَانِ نَهِيْنِ ہَوتَا اَور اِیْسَامِرِیدِ جِسِ کَمَ روْحَانِیَ سِیرَا پنے شِیْخِ کَی
بَلَندِیوْنِ کَلِیْچُوكِتُ کَوْچُوْرَہِیَ ہَوْتَیَ ہَے، بَھِيْ شِیْخِ کَمَ رَتِبَتِ کَمَ تَعِینَ نَهِيْنِ كَرْپَانَا، پَھَرْجَبِ مرِیدِ
شِیْخِ کَمَ مَقَامَ کَوْسَنِچِنَا ہَے تو وہ شِیْخِ سَيْ عَلِيَّوَهُ كَرْدِیا جاتا ہَے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اے
تمام مخلوق سے جُدَارَکَ کے اپنی دوستی کے قُرْبِ مَيْسِ لَے لَیتا ہَے اس وقت شِیْخِ کَمِ مَثَالِ اس

وُو وَحْدَةٌ لِّا سَنَةٌ وَالِّي دَائِرٌ كَيْ كَيْ ہوتی ہے کہ جس کا پچھہ دو سال کے بعد دُو دھر میں اچھوڑ چکا ہوتا ہے ، خواہش دارا دہ کے ختم ہونے کے بعد مخلوق سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ شیخ کی ضرورت اس وقت تک رہتی ہے جب تک خواہش دارا دہ باقی ہے تاکہ کہ شیخ مرید کو خواہش دارا دہ کے چکر سے بچا ل سکے । خواہش دارا دہ کے ختم ہو جانے کے بعد شیخ کی احتیاج باقی نہیں رہتی ، کیونکہ اس وقت مرید میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی باقی نہیں ہوتی ، جب تجھے وصالِ حق نصیب ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو ہمیشہ کے لیے ماسوی اللہ سے بے خوف ہو جاتا ، اس کے بغیر کسی بھی چیز کا وجود حقیقی نہ کہ جاوہ اور اپنے فرع و فرعیان ، منع و عطاء ، اور خوف و رجاء میں اللہ تعالیٰ پر ہی تکیہ رکھ ، پھر تو ہمیشہ دستِ قدرت پر نکلاہ رکھ ، اس کے حکم کا منتظر اور اس کی طاعت میں مشغول رہ ، دنیا و ما فیہا سے علیحدہ رہ اور مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگا اور تمام مخلوق کو اس شخص کی طرح عاجز سمجھ جسے دینے سلطنت کے مالک ، سخت گیر اور بد بے وقت والے بادشاہ نے گردان اور پاؤں میں بڑیاں ڈال کر قید کر لیا ہو ، اور اسے ایک وسیع دو بیض اور تیز بہاڑا و الی نہر کے کنارے صنوبر کے درخت پر سولی پر لٹکا دیا ہو ، اور یہ بادشاہ ایک بلند اور عام لوگوں کی رسائی سے بالا ہخت پر فروکش ہو ، اس کے اوپر گروتیروں ، کمازوں ، نیزوں اور دیگر قسم قسم کے ایسے ہتھیاروں کے انبار لگے ہوں کہ جن کی صحیح مقدار کا علم بھی بادشاہ کے ملاوہ کسی کو نہ ہو ، ایسے میں یہ بادشاہ سولی پر لٹکائے جانے والے معتوب شخص پر اپنی مرضی کے مطابق ان ہتھیاروں میں سے اٹھا اٹھا کر چینیک رہا ہو۔ اس صورت حال میں اس شخص کو کون اچھا سمجھے گا اور بادشاہ سے نظریں پھیر لے اس کی پرواہ کرے اور سولی پر لٹکے ہوئے شخص سے ڈرے بھی سی اور اپنی امیدیں بھی والبستر کرنے چاہیئے اس طرزِ عمل کا مظاہرہ کرے اُخْرُ عَقْلٍ وَخِرْدُكِ دُنْيَا میں اُسے بے عقل ، دیوانہ ، جانور اور بیویوں کے سمجھا جائے گا تو اور کیا سمجھا جائے گا۔ بصیرت کے بعد مجریت ، وصال کے بعد جدائی ، تُرُبَ کے بعد دُوری ، ہدایت کے بعد گراہی اور ایمان کے بعد کفر سے ہم بارگاہ خداوندی میں سے پناہ مانگتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے دنیا ایک بڑی نہر کی مانند ہے ، ہر روز اس کا پانی بڑھ رہا ہے اور پانی انسانوں کی دُو شہوات اور لذتیں ہیں جو انہیں حاصل ہوتی رہتی ہیں ، تیر اور دُورے مختلف ہتھیاروں مصائب ہیں جو تقدیرِ الہی سے انسان پر نازل

ہوتے رہتے ہیں، دنیا میں انسان پر مصائب، آزمائشیں اور سختیاں مقدار ہیں، آرام و راحت اور نعمت و لذت میں سے جو کچھ اسے مقابلہ ہے وہ بھی آفات سے خالی نہیں، اگر کوئی ذمی شعور آدمی ان پر غور کرے تو اس پر حقیقت ملکشف ہو جائے گی کہ آخرت کے سوا کوئی حیات نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا عيش إلا عيش الآخرة (آخری زندگی کے مقابلے میں دنیوی زندگی کا عيش کوئی حقیقت نہیں رکھتا) یہ بالخصوص مؤمنین کے لیے ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الدنیا سجن المؤمنین وجنة الكافر (دنیا مون کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے)

بیز آپ کافر مان ہے:

الشقى مدجوم (پر بیز کارامور دنیا سے روگداں ہوتا ہے)
ان احادیث اور آثار کی روشنی میں دنیا کی اچھی زندگی کی تباہی کیونکر کی جائے؟ حقیقی مررت اور خوشی مخلوق سے آزاد ہو کر بارگاو والوں کی استواری، اطاعت اور اس کے سامنے عاجزی میں ہے، اس طرح تُو دنیاوی بکھیروں سے بے نیاز ہو جائے گا اور تیرے اندر مدد و محبت، لطف و راحت اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل کا ظہور ہو گا۔

(۱۸) ممانعت شکایت

یری و صیت ہے کہ تھیں جو بھی تکلیف پنچے دوست ہو یا دشمن کسی کے آگے اس کا شکوہ نہ کرو اور تیرے پر ودکارنے تیرے ساتھ جو کچھ کیا ہے یا تجھے جس آزمائش میں ڈالا ہے اس کی وجہ سے اس پر نہتیں بڑھ را بکرا اس کی طرف سے احسان اور اس کے حضور شکریے کا اظہار کرنے کے بغیر شکر کرنا تیرے زدیک بظاہر جھوٹ ہے تیرے ظاہری حال کی شکایت کی خبر کے پچ سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کون خالی ہے؟ ارشاد باری ہے:

لَهُ مِنْهُ نَخْنَ كَمْ بَارَتْ اس طرح ہے: مانزل بَكْ مِنْ خَيْرٍ يَغْلِطُ هُنَّ صَرِيرٌ ہے۔

وَإِنْ تَعْدُوا نَعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا۔ (اور اگر اللہ کی نعمتیں گزنو تو شمار نہ کر سکو گے) تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ایسی ہیں جن کا تجھے علم بھی نہیں۔ مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اپنا سکون والبستہ نہ رکھ، ان سے الفت رکھ، اور نہ اپنی حالت پر کسی کو مطلع کر بلکہ تیری محبت اور تیرا آرام اسی سے اور سکون و شکایت بھی اسی کی بارگاہ قدس میں ہو، ماں کب حقیقی کے بغیر کسی کو ناظر میں نہ لے، کیوں نفع و نفعان، عزت و ذلت، بلندی و پتی، محتجاجی اور تو نگری، حرکت اور سکون کسی اور سے نہیں بلکہ خدا کی مخلوق اور اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، اسی کے امر اور اذن سے تحریک ہیں، بر تیری اللہ کے مقرر کردہ وقت تک رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچنے کے لئے ایک اندازہ و اصول کے تحت ہے، جس چیز کو اس نے مُؤخِّر کیا اُسے مقدم اور جسے اس کے مقدم کیا ہے اُسے مُؤخر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

إِنَّ يَمْسَكَ اللَّهُ بِفُضْلِهِ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدُكَ بِخَيْرٍ فَلَا سَرَادَةٌ لِفَضْلِهِ۔ اور اگر تجھے اللہ کوئی تخلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالانے والا نہیں، اس کے سوا، اور اگر تیرا بچلا چاہے تو اس کے فضل کا درود کرنے والا کوئی نہیں

اور اگر فضل و نعمت کے ہوتے ہوئے اس پر اکتفا نہ کرے اور آنکھیں بند کر کے زیادتی کے لیے شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ نار ارض ہو گا اور اپنی عطا کردہ فضل و نعمت بھی چھپیں گے گا، اور تیری شکایت فی الواقع پر کرو کھائے گا، تیرے مصائب دو گناہ کر دے گا، اور اس کی نار ارضی و غصہ تیرے لیے عذاب کامو حب ہو گی، اپنی تظر عنایت سے تجھے محروم کر دے گا۔ اس لیے اگر تیرے بدن کا گوشت قینچپویں سے ملکڑے ملکڑے کر کے کاماباٹے تب بھی حرث شکایت زبان پر نہ لاء، شکوہ و شکایت سے اپنے آپ کو بچا اور محفوظ رکھ، اللہ سے ڈر! اللہ سے ڈر! بچر اللہ سے ڈر! بچ! بچ! اشکایت سے بچ! لوگوں پر طرح طرح کی جو مصیبیتیں نازل ہوتی ہیں وہ اپنے رب کی شکایت کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس پر دردگار سے

کس طرح شکوہ کیا جائے سکتا ہے حالانکہ وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان، بہترین حاکم، حلیم و خیر، عجیب و شفیق، اپنے بندوں کے ساتھ مہربان اور شفیق طبیب کی طرح ہے، انسانوں پر نظم نہیں کرتا، کیا مہربان اور شفیق ماں پر (نچتے کی پورش کے سلسلے میں) کوئی تهمت لگائی جاسکتی ہے؟
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللَّهُ أَرْحَمٌ بِعِبْدٍ مِّنَ الْوَالِدَةِ عَلَى وَلَدِهَا۔ (اللَّهُ تَعَالَى أَنْتَ بِنَبِيٍّ)

سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

اسے مسکین! اچھی طرح ادب کر! آزمائش کے وقت صبر اختیار کر، اگر صبر میں کمی یا کوتاہکی احساس ہو تو بھی صبر کر! اسی طرح اگر رضا اور موافقت میں ضعف محسوس کرے تو بھی خوشنودی اور موافقت طلب کر، اگر بھی تجھے اپنی سہتی کا خیال ہے تو اسے نیست و نابود کر دئے اے کیمیائے وجود! اگر تم کو گم کر دیا جائے تو کہاں ملے! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سننا:
کتب علیکم القتال و هو كرہ لکم و عسى ان تکروا شيئاً و هو خير لکم و عسى ان تعصوا شيئاً و هو شر لکم و الله يعلو و انتم لا تعلمون لکم (تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمھیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ تمھیں کوئی بات بُری لگے اور وہ تمھارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں پسند آئے اور تمھارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے
(تم نہیں جانتے)

حقائق اشیاء کا علم اللہ نے تجھے سے اٹھایا اور تیرے لیے اسے محظوظ بنادیا، اس لیے چیزوں کے بارے میں اپنی پسند و ناپسند کو معیار بنانا کر بے ادبی نہ کر۔ اگر تو حالت تقویٰ میں ہے تو تمام نازل شد و چیزوں میں شریعت کی پروپری کر کیونکہ یہ (راہ سلوک میں) قدم اولیں ہے، اور ولایت کی حالت ہو یا خواہشات کے فنا کی صورت دونوں میں امرِ الہی کی متابعت کر!
اور اس سے مر ہو تجاوز نہ کر، یہ (اس راہ کا) دوسرا قدم ہے، کار خداوندی پر راضی رہ! اور

اُس سے موافق تکرا پھر ابدالیت، خوشیت، قطبیت اور صدقیت ایسے بلند ترین مقامات میں فنا ہو جا! را وقدر سے ہٹ جا اور اس کا استرجھ چھوڑ دے، اپنی خواہشات اور نفس کو پھر لے، شکوہ و شکایت سے اپنی زبان روک لے جب تک طریقہ اختیار کرے گا، تو اگر وہ قادر نہ ہے تو اللہ تعالیٰ تیری زندگی پاکیزہ اور خوشی و مسرت دو بالا کر دے گا، اور اگر وہ تقدیر شر ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی فیما براہی و طامت کی حالت میں تیری خفافیت کرے گا، اور تجوہ سے برقم کی طامت دُور کر دے گا، اور تجوہ اپنی قضا و قدر میں محو کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ گزر جائے اور جس طرح رات گزر نے پر دن نووار ہوتا ہے اور سر دبوں کے موسم کے اختتام پر گرمیاں آجائی ہیں، اسی طرح مدت پُوری ہونے کا وقت گزر جائے، یہ تیرے یہی ایک نومز ہے، اس سے عبرت حاصل کر! انسان میں طرح طرح کی معصیتیں اور خطائیں ہیں، بظاہر ان آلاتشوں کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے ہم شینی کی صلاحیت نہیں رکھتا، جب تک کہ وہ گناہوں، لغزشوں اور نجاستوں سے پاک نہ ہو جائے جو شخص نفس کے دعاویٰ کے میل سے صاف نہیں ہے، وہ اس کے آستانہ نہ کوئی سکتا جیسے کہ نجاستوں اور مختلف قسم کی آلاتشوں سے پاک و صاف ہوئے بغیر با دشہ کی ہم شینی نصیب نہیں ہو سکتی، اس یہی مصائب گناہوں کا کفارہ اور ان سے پاک و صاف کرنے کا ذریعہ ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

حُسْنِ يَوْمِ الْكَفَارَةِ سَنَةٌ (ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱۹) ایفاؤے عمد

اگرچہ تو ضعیف الایمان اور کفر و تقین کا ماں کہ بتے تاہم اپنے کیے ہوئے وعدے کو پُورا کر، قسم نہ اٹھاتا کہ داسے پُورا نہ کر سکنے کی صورت میں) تیرا ایمان اور تقین متزلزل نہ ہو،

لے لا ہو رواںے نسخے کی عبارت یوں ہے اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ویوعدت بوعید و فی بوعدک ولا یخلفت لملأا یزول ایمانک، مصری نسخے میں، یہ عبارت اس طرح ہے اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ووعدت بوعید رفت بوعدک ولا تحلفت کیلا یزول ایمانک۔ ہم نے مولانا ذکر کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

پھر سب تیرے دل میں ایمان و یقین قوی اور ضبوط ہو جائے اور تجھے ہس قول خداوندی سے خطا
کیا جائے اتنے ایام لدینا ممکن امیں لہ و بیک آج آپ ہمارے یہاں محرزِ معمد ہیں) اور
یہ خطاب تجھے بار بار ہواں وقت تو بندگانِ خاص بکر خاص الخاصل میں سے ہو گا، اور اس
وقت تیر کوئی ارادہ باقی رہے گا اور نہ مطلب، اسی طرح نہ کوئی ایسا عمل باقی رہے گا جس پر تو
خوب کر سکے اور نہ کوئی ایسا مرتبہ سے دیکھ کر تزویش ہو! ایسا تیر اول اس کی طرف متوجہ ہو، اس وقت
تیری شال ایسے بڑن کی سی ہو گی جس میں کوئی بہنے والی چیز نہ ٹھہری ہو، اس وقت تیرے اندر
کوئی ارادہ، عادت اور دنیا و آخرت کی کسی بھی چیز کی طرف کوئی توجہ باقی نہیں رہے گی! اور
بارگاہِ الوہیت کے علاوہ تمام علائق سے پاک ہو جائے گا، تجھے رضاۓ الہی عطا کی جائیگی،
اور اللہ کی جنت میں مقام "رضوان" کا وعدہ دیا جائے گا، اور تو خداۓ لمیل کے افعال سے
لذت و فتح حاصل کرتا رہے گا، پھر تجوہ سے وعدہ کیا جائے گا اور جب تو اس وعدہ پر مطمئن ہو جائیگا
اور تیرے اندر کسی ارادے کی علامت پائی جائے گی، تو اس وقت تجھے اس وعدے سے نزیدہ
اعلیٰ وعدے کی طرف منتقل کیا جائے گا، اور اس سے بے نیاز ہونے کی وجہ سے اس سے
بھی بند وحدے کا بد رہ دیا جائے گا، اور تجوہ پر علوم و معرفت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے
اور پھر تجھے وعدہ اول سے وعدہ ثانی کی طرف لوٹائے جانے کی مخفی مصلحتوں، دوسری کی حکمتوں
اور تھانی اسرار سے مطلع کیا جائے گا، پھر تیرے اس مرتبہ میں حال کی حفاظت کی جائے گی،
اس مقام میں تجوہ پر اسرار کی حفاظت کی اہانت، شرح صدر، تنویر قلب، فصاحت زبان،
حکمتِ کاملہ اور محبت میں اضافہ کیا جائے گا، اس وقت تجھے دنیا و آخرت میں تمام مخلوق اور
اس کے مساوا کا محبوب بنایا جائے گا کیونکہ تو اند تھالی کا محبوب بن گیا اور تمام مخلوق خدا کی تابع ہے
اور ان کی محبت خدا کی محبت میں داخل ہے جیسے کہ ان کا بعض خدا کے بعض میں داخل ہے، اسی
طرح جب تو اس مقام میں پہنچا دیا جائے گا جہاں تجھے مطلقاً کسی چیز کا ارادہ نہیں ہو گا تو اس
وقت کسی چیز کا ارادہ تیرے اندر پیدا کر دیا جائے گا، جب تیرا ارادہ اس کے ساتھ نہ ہو جائیگا لہا

تو وہ چیز معدوم کر دی جائے گی اور تیرا را وہ اس سے چھپ دیا جائے گا، چنانچہ دنیا میں تجھے وہ چیز نہیں دی جائے گی لیکن آخرت میں اس کا بد لم تجھے ایسی چیز سے دیا جائے گا جو بارگا و قدس میں تیرا قرب بڑھائے گی، اور فردوس بیس اور جنت الماوی میں اس کے ذریعے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، اور اگر دنیا میں جو کہ فنا کا مگر اور خلیف کا تحکما نہ ہے تو نے وہ چیز طلب کی اور نہ ہی اس کی امید رکھی، اور نہ اس کی طرف مائل ہو اپنکر دنیا میں تیری امید کام کر دے ہی ذات پاک رہی جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ظاہر کیا کسی کو دیا اور کسی کو نہیں دیا، جس نے زین کا فرش بچایا اور آسمان کو بلند کیا، کیونکہ یہی ذات ہی درحقیقت مراد مطلوب اور مقصود حقیقی ہے، لہا اوقات وہ امر چھے ٹو نے نہیں چاہا تیری شکستہ ولی اور مطلوب مراد اور آرزو سے باز رہنے اور آخرت میں اس کا بد لم تقریر کرنے کے بعد دنیا میں ایسی چیز سے اس کا بد لم دیا جائیگا، جو اس سے اونٹی یا اس کے مساوی ہوگی جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

(۲۰) مشکوک و شبہات

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
 قَعْدَةً مَا يُرِيكُ إِلَيْكُ مَا لَا يُرِيكُ (جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ دے اور
 جو شک میں نہ ڈالے اسے اختیار کر)

جب مشتبہ چیز غیر مشتبہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو اس عزمیت کو جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو اختیار کر، اور اس پر کو چھوڑ جو شک میں ڈالتی ہے، لیکن جب صرف مشکوک چیز ہو، جس کی خلاش اور وسو سے سے ول صاف نہ ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے گناہ دلوں کے لیے خلیمان (بے الہیانا فی) ہے تو ایسی صورت میں توقف کر، اور باطنی حکم کا انتظار کر، اگر تجھے اس کے استعمال کرنے کا حکم ہے تو تو اُسے لے لے، اور اگر منع کر دیا جائے تو رُک جا! پھر وہ چیز نہ تیرے لیے ایسی ہو جانی پاہی ہے گویا موجود ہی نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرف رجوع کر، اور رزق اپنے رب سے مانگ! اگر صبر، موافق، رضا اور فنا میں تجھ سے

کوتاہی واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ یادو لائے جانے کا محتاج نہیں ہے، وہ تجھ سے غافل ہتا اور
ذکری دمرے سے، وہ تو اپنی رحمت کا طریقے کفار، منافقین اور طاغوت سے سخوف و گون کو
بھی روزی عطا کرتا ہے، پھر اسے ہمین موحد شہب و روز اس کے احکام پر عمل کرنے والے
مطیع! تجھے وہ کیونکر جھوٹے گا!

اس حدیث کے ایک دوسرے معنی یہ ہیں:

جو یہ مخلوق کے پاس ہے اُسے چھوڑ دے، اسے طلب کر اور نہ اس کے ساتھ دل
لگا! لوگوں سے اُمید رکھو اور نہ ان سے خوف کھا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا بہرہ حاصل کر! اللہ
کا فضل ایسا ہے جو تجھے شک میں نہیں ڈالے گا! مناسب ہے کہ سنو! ایک عطا کرنے والا
ایک اور تیر ارادہ بھی ایک ہی ذات سے والبستہ ہو اور وہ ذات تیرے پر وکار عز وجل گئی
اور اس کی ذات وہ ہے جس کے قبضے میں شاہوں کی باغیں ہیں، اور جسم کے بادشاہ اور متصرف
یعنی دل بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں، مخلوق کے اموال اسی کی ہلک ہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ایمن اور وکیل ہے، تجھے مال و دولت عطا کرنے کے سلسلے میں ان کے ہاتھوں کی جنبش اللہ تعالیٰ
کے حکم، اس کی اجازت اور اسی کی تحریک سے بہت، اور ان کا یہی حال تجھ کچھ نہ دینے کے
بارے میں ہے: فرمانِ خداوندی ہے:

وَاسْتُلُوا إِلَهٗ مِنْ فَضْلِهِ ۚ (اور انہ سے اس کا فضل مانگو)

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَوَرَسِیِّ جَبَرِ ارشاد ہے:

اَنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْكُونُ لَكُمْ دُرْنٌ قَّاءُ فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ
وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوهُ لَهُ ۖ (بے شک و چھپیں تم اللہ کے سوا پورتے ہو تمہاری روزی کے کچھ
مالک نہیں، تم اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو، اور اس کی بندگی کرو، اور اس کا احسان
ما ن تو چھپیں اسی کی طرف پھرنا ہے)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے،
 واذا سألك عبادت عننی فاني قریب احیب دعوة الداع اذ ادعان ^ل (اور جب
 اے محبوب ا تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ، وعات قبول کرتا ہوں پھر
 والے کی جب مجھے پوچھا رہے ہوں)
 اسی طرح ارشاد ہے:
 ان اللہ هوا الرزاق ذوالقوۃ المتین ^ل - (بے شک اللہ ہی بارزق دینے والا، قوت
 والا قدرت والا ہے)
 وُسری بُجُر فرمان ہے،
 ان اللہ يُرْزِقُ مَن يَشَاءُ لَغَيْرِ حِسَابٍ ^ل - (بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے)

(۲۱) مکالمہ الہمیس

میں نے الہمیس لعین کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ میں ایک بڑے مجھ میں ہوں اور میں
 نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس نے کہا آپ مجھے قتل کیوں کرتے ہیں؟ آخر میرا
 گناہ کیا ہے؟ اگر تقدیر خداوندی شر کے متعلق نافذ ہو چکی ہے تو یہی کیا بساط ہے کہ میں اسے
 خیر کے ساتھ بدل دالوں، اور اگر تقدیر ربی خیر کے متعلق جبارتی ہو چکی ہے تو یہی میری یہ طاقت
 کہاں کر میں اسے شر کی طرف پھر سکوں یا اس سے بدال سکوں! آپ بتائیے کہ میرے ہاتھ
 میں کیا ہے؟ اس کی شکل و صورت غنٹی سے ملتی جلتی اور اس کی گفتگو میں زمی تھی، اس کا منہ
 لمبا اور تھڈی کے نیچے سموی بال تھے، مجموعی طور پر وہ حقیر صورت اور بدشکل تھا اور میرے سامنے
 خوف زده اور شرمسار آدمی کی ہنسی ہنس رہا تھا، میں نے یہ خواب ۱۲ اذی المحرر اور ۳ حشیب یکشنبہ دیکھا تھا

لہ الیقرہ : ۱۸۶

لہ الذریت : ۵۸۵

لہ آل عمران : ۲۴



۲۲) آزمائشِ مومن

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ مومن کو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے جس شخص کا ایمان زیادہ تو ہے اس کی آزمائش بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے رسول کی آزمائش بھی کی آزمائش سے بڑی ہے کیونکہ رسول کا ایمان زیادہ تو ہوتا ہے، پھر نبی کی آزمائش ابدال سے زیادہ بڑی ہے اسی طرح ابدال کی آزمائش ولی کی آزمائش سے زیادہ ہے۔ ہر ایک اپنے یقین اور ایمان کے مراتب کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، اس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان "انما عاشرا لانبیاء اشد الناس بلا شم الامثل فلام مثل" (ہم یعنی گروہ انہیار آزمائش کے اعتبار سے دوسرے لوگوں سے سخت تر ہیں، اس کے بعد درجہ بدرجہ) پھر اللہ تعالیٰ اسی مبارک گروہ کو ہمیشہ آزمائش میں رکھتا ہے تاکہ وہ قریب اور حضور کے مقامات میں ہمیشہ محور ہیں، اور ہوشیاری سے غافل نہ بھائیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دوست رکھتا ہے۔ وہ اہل محبت اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور محب اپنے محبوب کی جدائی کبھی گوارا نہیں کرتا۔ پس آزمائش ان کے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرنے والی، اور ان کے نفوس کے لیے قید ہے، ان کو اسی اللہ کی طرف مائل ہونے، اس سے مکون حاصل کرنے، اور اس کے سامنے جھکنے سے روکتی ہے ہمیشہ آزمائشوں کے نزول کے سبب ان کی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں، ان کے نفس مردہ ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے حق و باطل نکھر جاتا ہے، تمام خواہشات اور عزم، اور لذائیز دنیا و آخرت کی تنائیں گوشہ نہیں میں سکر کر رہ جاتی ہیں۔ پھر اسے وعدۃ الہی پڑا ہمیان، اس کی تقدیر پر رضا مندی، اس کی عطا پر تقاضت، اس کی بلا پر صبر اور مخلوق کے شر سے امن حاصل ہو جاتا ہے دل کی شرکت قوی ہو جاتی ہے اور دل کو تمام اعضا پر مکمل شاہی حاصل ہو جاتی ہے اس لیے کہ آزمائش ول اور یقین کو قوی و مستحکم کر دیتی ہے۔ ایمان اور صبر کو مضبوط اور نفس و خواہشات کو کمزور کرتی ہے کیونکہ جب تک خلیفت اور مصیحت کے وقت مومن سے صبر اور رضا و تسیلم اور اللہ تعالیٰ کے فعل پر شکر پایا جائے تو اللہ اس سے راضی ہو جانا ہے اور مومن کو مدد اور عمل کی تقویت مزید حاصل ہوتی ہے، فرمانِ خداوندی ہے:

لئن شکر تحریک لازم ہے تکمیل کرنے والے اور دوں گا) اگر احسان مانو گے تو میں تمیں اور دوں گا) جب دل خواہشات میں سے کسی خواہش اور نفس کی لذتوں میں سے کسی لذت کے طلب کرنے میں حرکت کرتا ہے اور نفس کے مطلب پورا کرنے میں موافقت کرتا ہے اور نفس کے ساتھ دل کی یہ موافقت بلا اذن و حکم خداوندی ہوتی ہے تو اس سے یادِ حق سے غفلت اور شرک و معصیت حاصل ہوتی ہے اس سے وقت اللہ تعالیٰ آذناں اور رسائی اور مخلوق کو مسلط کر دینے اور تکلیف و تشویش اور درد و بیماری کے ساتھ دل اور نفس کی مطلب برآری میں اس کی موافقت نہ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایجاد کو الہام کے ساتھ اور انہیار و رسول کو وحی ظاہر کے ساتھ حکم نہ کیا جائے۔ اور وحی والہام کے منجع و عطا پر عمل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ، تقلب اور نفس کو رحمت، برکت، عافیت، رضا، نور، صرفت اور قُرب و غنا سے نوازے گا اور تمام آنفات سے سلامتی عطا فرمائے گا یہی بات سمجھے اور یاد رکھ، اور نفس و خواہش کی جلد موافقت کرنے میں ضرور آذناں سے بچ بکد اس میں توقف کر اور اذن مولیٰ کا منتظر رہتا کہ تو دنیا و عقبی میں سلامت رہے۔

(۲۳) مقصوم پر رضا مندی

نحوڑی چیز سے خوش رہا اور اس پر قناعت کر بیان تک کرنو شد تقدیر پر اپنے جائے، اور تمدن اور نفیس مارچ پر پہنچا دیا جائے اور ان مقامات پر فائز ہونے کی تجھے مبارکباد دی جائے۔ چھر تجھے دنیا و آخرت کی سختی، بد ناجامی اور حسد سے تجاوز کے بغیر اس حال میں باقی اور محظوظ رکھا جائے، اس کے بعد تجھے اس مقام سے ایسے مقام کی طرف ترقی دی جائے جو آنکھوں کے لیے ٹھنڈک اور خوشگواری کا باعث ہے اور یہ بات اچھی طرح مجھے کہ طلب نہ کرنے کی وجہ سے تیری قسم کے حصے سے تجھے ہرگز خودم نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح جو چیز تیرے مقصوم میں نہیں ہے اسے طلب اور کوشش سے بھی توحصل نہیں کر سکتا اس لیے صبر کر، اور اپنی حالت پر راضی و شاہد رہا! اور

۱۷۰

۲۔ لاہوری نسخے میں بہ تہذیباً ہے اور مصری نسخے میں بہ تہناؤ ہے۔

بہت سک تجھے حکم نہ کوئی چیز نہ اور نہ کچھ دے! اور اسی طرح بلا حکم کوئی حرکت کر اور نہ خاموش رہ!
ورزا پسخ سے بدتر مخلوق کی برائی میں اپنی شامت سے بیٹلا ہو جائے گا، اس سیلے کہ اس حرکت سے
تر اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے اور نظام کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ فرمانِ خداوندی ہے،
وَكُلُّ لَكُّ نُولٰي بَعْضُ الظَّالِمِينَ بَعْضًا -۱-

(اور یعنی ہم نسل الملوک میں ایک گروہ سے پر مسلط کرتے ہیں)

تو یہ ایسے باشاہ کے محل میں ہے جس کا حکم اور وہ بڑا ہے اس کا شکر بماری اور اس کا فرمان
جاری ہے اس کا حکم غالب اور مسلط دائیگی ہے اس کا علم باریک اور اس کی حکمت نادر ہے
اس کا حکم عدل ہے، زمین و آسمان کی کوئی چیز ذرہ بابر جھی اس سے پرشییدہ نہیں ہے اس سے
کسی ظالم کا ظلم مخفی نہیں رہتا، اور تو تو اپنے جرم اور ظلم کے اعتبار سے تمام نسل الملوک اور مجرموں سے
بڑا ہے اس سیلے کہ تو نے اپنے اور مخلوقی خدا میں اپنی خواہش سے تصرف کرنے کے سبب شرک کا
ارتکاب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

انَّ اللَّهَ لَا يَعْفُ عنِ الظَّالِمِينَ وَلَا يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ -۲-

(اللہ سے نہیں بنتا کہ اس کا کوئی شرکیہ ٹھہرا یا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ

ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے)

شرک سے بچے اور اس کے قریب بھی نہ جا۔ اپنی حرکات و سکنات، جلوت و خلوت اور اپنے
رات دن میں شرک سے دور رہ! اپنے اعضا و وجہ اور دل سے بھی الغرض ہر حال میں معصیت
سے بچے! اور ظاہری باطنی گناہ پھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ سے دور نہ جاگ، وہ تجھے پکڑ لے گا۔ اللہ تعالیٰ
سے اس کی قضاء فخر کر لگشت نہیں نہ کر، وہ تجھے کھل ڈالے گا، اور اس کے احکام میں تمہت نہ لگا
وہ تجھے رسوا کر دے گا، اس سے نافل نرہ وہ تجھے نظرِ حست سے گرا دے گا اور آزمائش میں
بتلا کر دے گا۔ اس کے گھر میں کوئی نئی بات پیدا نہ کر وہ تجھے بلاک کر دے گا، اس کے دین میں نہسانی
خواہش سے کوئی بات نہ کر! وہ تجھے بلاک اور تیراول سیاہ کر دے گا، اور تجھ سے ایمان و

بہت سک تجھے حکم نہ کوئی چیز نہ اور نہ کچھ دے! اور اسی طرح بلا حکم کوئی حرکت کر اور نہ خاموش رہ!
ورزا پس سے بدر مخلوق کی برائی میں اپنی شامت سے بیٹلا ہو جائے گا، اس سیلے کہ اس حرکت سے
تر اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے اور ظالم کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ فرمانِ خداوندی ہے،
وَكُلُّ لَكُّ نُولٰي بَعْضُ الظَّالِمِينَ بَعْضًا -۱-

(اور یعنی ہم نملائیوں میں ایک گروہ سے پرستی کرتے ہیں)

تو یہ ایسے باشاہ کے محل میں ہے جس کا حکم اور وہ بڑا ہے اس کا شکر بماری اور اس کا فرمان
جاری ہے اس کا حکم غالب اور سلطنت دائمی ہے اس کا علم باریک اور اس کی حکمت نادر ہے
اس کا حکم عدل ہے، زمین و آسمان کی کوئی چیز ذرہ بابر بھی اس سے پرشیدہ نہیں ہے اس سے
کسی ظالم کا ظلم مخفی نہیں رہتا، اور تو تو اپنے جرم اور ظلم کے اعتبار سے تمام نملائیوں اور مجرموں سے
بڑا ہے اس سیلے کہ تو نے اپنے اور مخلوقی خدا میں اپنی خواہش سے تصرف کرنے کے سبب شرک کا
ارتکاب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

انَّ اللَّهَ لَا يَعْفُ عنِ الظَّالِمِينَ وَلَا يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ -۲-

(اللہ سے نہیں بنتا کہ اس کا کوئی شرکیہ نہ ہے ایسا ہے اور اس سے نیچے جو کچھ

ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے)

شرک سے بچے اور اس کے قریب بھی نہ جا۔ اپنی حرکات و سکنیات، جلوت و خلوت اور اپنے
رات دن میں شرک سے دور رہ! اپنے اعضا و وجہ اور دل سے بھی الغرض ہر حال میں معصیت
سے بچے! اور ظاہری باطنی گناہ پھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ سے دور نہ جاگ، وہ تجھے پکڑ لے گا۔ اللہ تعالیٰ
سے اس کی قضاء فخر کر لگشت نہیں مذکور، وہ تجھے کھل ڈالے گا، اور اس کے احکام میں تمہت نہ لگا
وہ تجھے رسوا کر دے گا، اس سے نافل نرہ وہ تجھے نظرِ حست سے گرا دے گا اور آزمائش میں
بتلا کر دے گا۔ اس کے گھر میں کوئی نئی بات پیدا نہ کر وہ تجھے بلاک کر دے گا، اس کے دین میں نہسانی
خواہش سے کوئی بات نہ کر! وہ تجھے بلاک اور تیراول سیاہ کر دے گا، اور تجھ سے ایمان و

(۲۳) درِ مولیٰ سے پیوستگی

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کر! اور اس کے دردھت کو سچائی سے تھام لے! اس کے حضور عاجزی سے مhydrat چاہتے ہوئے اپنی سماجیت و حکامتے ہوئے فروتنی اور عاجزی کا منظار ہو کرتے ہوئے بنگاہیں جھکاتے ہوئے اس کی مخلوق کی طرف متوجہ نہ ہوتے ہوئے اپنی خواہشات پر قابو پاتے ہوئے دنیا و آخرت میں اپنی عبادت کا بدلہ نہ چاہتے ہوئے اور مقامات بلند اور مراتب عالیہ کی خواہش نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنی طاقت اور کوشش خرچ کر، اور اس بات کا اچھی طرح یقین کر لے کہ تو اس کا بندہ ہے اور بندہ اور اس کی گفتگیت مولیٰ ہی کی ہوتی ہے اس پر کسی قسم کا استحقاق نہ جتا، خوب اوب کر! اور اس پر ستمت نہ بنگا۔ اس کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے کوئی اس کے مقدم کو موفر اور اس کے موخر کو مقدم نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس نے تیرے لیے مقرر کیا ہے وہ اپنے وقت پر تجھے مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے کام سے فراغت پالی اور آخرت میں تجھے بہشت عطا فرمائی اور تجھے اس کا ماہک بنایا، اسی طرح آخرت میں تجھے مزید ایسی نعمتیں بخشنے گا، جن کو کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کسی کان نے شاہے اور نہ ہی کسی کے دل پر ان کا وہم و گان گز رہے۔ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے؛ فلا تعلم نفس مَا أخفى لہو صنْ قَرَأَ عَيْنَ حِزْبَ ابْنَكَ اَنَّا نَوَّا يَعْمَلُونَ۔ وَكُسْيِ جَحِيْ کو نہیں سلام جاؤں کھو کی ٹھنڈا ک ان کے پیلے چھپا رکھی ہے صدائیں کاموں کا)

یعنی دنیا میں اللہ کے احکام کی پابندی کرنے گناہوں کے چھوڑنے اور اس پر صبر کرنے، اپنے امور کو تقدیر کے حوالے کر دینے اور ہر معاملے میں تقدیر خداوندی کی موافقت کرنے کے ساتھ

یہیں ان لوگوں نے جو عمل کیا ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے وافر حصہ عطا فرمایا۔ انھیں ماں کے بنایا اور دنیا میں انھیں صاحبِ نعمت بنایا۔ ان کے ساتھ یہ سب کچھ اسیلے کیا گیا۔ کہ ان کے ایمان کی زمینِ ایسی بخرا درشور ہے کہ اس میں نہ تو پانی ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی درخت اگتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کئی اقسام کی کھاد اور گیر فضولی اجزا اڑا لے تاکہ اس زمین میں بزرے کی پرورش ہو سکے اور داشت رہے کہ یہ کھاد اور اجزا دنیا اور اس کمال دا سباب ہیں تاکہ اس کے ذمیع شہرۃ الایمان جسے اللہ تعالیٰ نے قلبِ مونمن کی زرخیز زمین میں اگایا ہے کی خفالت ہو سکے، اگر لامد تھا ایسی زمین سے کھاد پہاڑے تو درخت اور سبزہ خشک ہو جائیں، میوے سوکھ جاؤں، اور لامک فیران ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ دنیا کی آبادی چاہتا ہے پس دولتند کے ایمان کا گرد و بڑا والا درخت اس چیز سے خالی ہے جس سے اے فقیر! تیرے ایمان کا درخت بھرا ہوا ہے! دولتند کے ایمان کے درخت کی طاقت اور بقا انہی افواح و اقسام کی دنیاوی نعمتوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی عنایت سے ان امور کی توفیقی ارزائی کرے جو اسے محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

(۲۵) منازلِ ایمان

اے تمی دست! اگر تجھے دنیا اور اہل دنیا نے منہ موڑ لیا ہے، اگر تو گنام مجھ کا اور پیارا اگر تو برد، تشنہ بھگا اور ہر گوشہ زمین مسجد و دیرانت سے بھی دھنکارا ہوا ہے، اور اسی طرح اگر تو برد و اڑے پر لوٹایا ہوا ہر مراد سے بلے نصیب، تمام خواہشات و عزادائم سے شکستہ اور محروم ہے تو بھی یہ ہرگز نہ کہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج اور تنگدست بنایا ہے اور دنیا مجھ سے اٹھا لی ہے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اور اس نے مجھے پریشان خاطری دی ہے اطمینان قلب نہیں دیا۔ اس نے مجھے رُسو اکیا ہے دنیا میں سے گزارہ کے لائق بھی نہیں دیا، اس نے مجھے گنام بنایا اور اقران و امثال میں رفت و میلت نہیں بخشی، دوسروں کو اس نے اپنی عظیم نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور وہ رات و دن اس کی نعمتوں میں محو ہیں انہیں مجھ پر اور میرے ہمسایوں پر ترجیح دی ہے حالانکہ ہم دونوں ایمان و اسلام ہیں۔ ہماری والدہ حضرت حوا اور والدہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں! تو نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ یہ معاملہ کیوں اختیار ہے؟ اصل یہ ہے کہ

تیری مٹی ہے ریگ اور عده ہے اور صبر و رضا، علم و تيقین اور موافقۃ کی صورت میں رحمت اللہی کی بارش تھجور پر مسلسل برستے والی ہے، اور تیرے پاس ایمان و توحید کی روشنیاں جمع ہونے والی ہیں تیرے ایمان کا درخت اپنی بنیاد اور بڑو کے اعتبار سے مضبوط، قائم، ثمردار، بڑھنے والا گھنا اور بلند شاخوں والا ہے اس میں ہر روز بالیدگی اور نعموت ہے اسے پرورش کے لیے کسی کھاد وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ کے مقدم کو موخر اور اس کے موخر کو مقدم کرنے والا کوئی نہیں ہے، اللہ نے جو چیز تیرے لیے مقرر کی ہے تو چاہے یا نہ چاہے اپنے وقت پر وہ تجھے مل جائے گی، جو چیز تجھے متقریب ملنے والی ہے تو اس کی لائی اور طلب نہ کر، اور جو چیز ہے ہی غیر کے لیے اس پر افسوس بے معنی ہے جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا وہ چیز تیری ہے، اگر تیری ہے تو تیرے پاس آجائے گی، اور تو بھی کھینچ کر اس تک پہنچا ویا جائے گا اما الفرض وہ جلد ہی تجھے مل جائے گی۔ اب تر اگر وہ چیز غیر کی ہے یعنی تو اس سے چھرا یا گیا ہے اور وہ تجھے سے پھری ہوئی ہے تو وہ تجھے کو نکر مل سکتی ہے لہذا اس مخصوصے کو چھوڑ کر حسن ادب کے ساتھ اپنے عزیز اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بس کر! فخر و تکبر چھوڑ دے، غیر کی طرف ہرگز اتفاقات نہ کر، فرمان خداوندی ہے:

وَلَا تَمْدَقْ عِينِكَ إِلَى مَا مَتَعَايَبَهُ أَنْ وَاحِدَةٌ مِنْهُمْ نَاهِيَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

لِنَفْتَنَهُمْ فِيهِ وَسَارِقٌ مِنْ بَكْ خَيْرٌ وَالْبَقِيَّةُ

www.NAFSIISLAM.COM

و اے سخنے والے اپنی اشکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جزوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کرم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کار زق سب سے اچھا اور سب سے دیر پڑے

اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے اس کے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے اس نے منع فرمایا ہے تجھے اس نے اپنی زندگی کی سعادت سے نوازا ہے اور اپنے ارزق و فضل عطا فرمائکر متنبہ کر دیا کہ اس کے علاوہ فتنہ ہے لہذا اپنی قسمت پر تیرا راضی رہنا ہی مناسب اور بہتر ہے، اور مناسب

کر سبھی تیرا طریقہ، مسلک، ٹھکانا، تیرے ظاہر و باطن کی علامت اور تیرا مقصد و مراد اور خواہش و تمنا بن جائے، اس سے تو ہر مقصود کو حاصل کر لے گا اور اس سے تو ہر نیکی و نعمت، نزد و سرور اور مقاماتِ رفیع پر فائز المرام ہو گا، فرمانِ خداوندی ہے:

فلا تعلم نفس ما أخلي لهم من قرة العين جزاً بما كانوا يعملون ^{لهم}

(کسی جی کو نہیں معلوم ہو آنکھی چندک ان کے پیے چپار کھی ہے صدقہ ان کے امر کا)

فر الف خمسہ کی اوائلی اور ترکِ ذنب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل زیادہ مقبول و محبوب نہیں ہے، اگر اس درخت کی گز دری کے باوجود تمام نعمتیں واپس لے لی جائیں تو درخت خشک ہو جائے گا، اور وہ شخص کافر و منکر ہو کر منافقین و مرتزقین میں مل جائے گا لیکن اگر اللہ تعالیٰ دوست مدد پر صبر و رضا یقین و علم اور معارف کی کرم گتری کرے تو اس کا ایمان مضبوط ہو جائے گا اور اس وقت دولتِ مندی اور نعمت کے سلب ہو جانے کی پرواہیں کرے گا!

(۲۶) عظمت و جبرت

جب تک تو مخلوق سے علیحدگی اختیار نہ کر لے، تمام حالات میں اپنا دل ان سے بچیرے اور تیری ذاتی خواہش و ارادہ علیحدگی اختیار نہ کر لے، تمام حالات میں اپنا دل ان سے بچیرے اور تیری ذاتی خواہش و ارادہ ختم نہ ہو جائے! اور دنیا و آخرت میں اپنی سہتی کو فتنی میں تبدیل نہ کر دے اور تیرا لقب ایسا پاکیزہ شیشہ نہ بن جائے جس میں ارادہ الہی کے علاوہ کچھ ہے، ری نہیں اس وقت تک اپنے چہرے سے بُرقد و پردہ نہ ہٹا، اس وقت تو اپنے رب کے نور سے بھر جائیگا۔ اور تیرے دل میں غیر اللہ کے یہے کوئی جگہ نہیں ہو گی، تجھے اپنے دل کا نگہبان بنادیا جائے گا اور تجھے توحید اور عظمت اور جبروت کی تکرار دی جائے گی، جس کے ذریعے تو سائے سینے سے در دل کے نزدیک آئے والی ہر غیر جنہی کا سراڑا کر کر دے گا، چنانچہ نفس کی خواہشات اور دین و دنیا کی تمام تمنا میں ختم ہو جائیگی، ایسی باتوں کی طرف کوئی دھیان دیا جائے گا اور نہ ہی ان کی پریوی ہو گی، ہاں البتہ احکام الہی کی پابندی، اس کی قضاؤ قدر پر رضامندی، بلکہ اپنے آپ کو تقدیرِ الہی کے سامنے مکمل سریں

لہ السجدہ ۱۷۷

ثُمَّ مَرْءَى شَفَاعَةٍ يَعْلَمُ زَانَدْ نَهَىٰ: إِذَا خَرَجَ النَّرُورُ وَ دَخَلَ النُّورَ -

خُم کر دینے کی کیفیت کی پریوی کی جائے گی، اس وقت تو مخلوق کی پریوی کا بندہ نہیں بلکہ اپنے رب اور اس کے احکام کا غلام ہو جائے گا، جب یہ کیفیت تیرے اندر استقلال حاصل کر لے گی تو تیرے ول کے اس پاس غیرت کے شایانے اور عذالت کے چشمے بجارتی کر دینے جائیں گے، اور بجزت کا غلبہ ہو گا، اور تیرا دل حقیقت اور توحید کے انوار سے گھیر لیا جائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان مقرر یکے جائیں گے تاکہ خواہشات، عزم ائمہ اور طبیعت میں پیدا ہونے والے جھوٹے وسو سے اور بُرا نی و گرا ہی پیدا کرنے والی خواہشات سے نہ فوس اور مخلوق تیری طرف راہ نہ پا سکیں! اگر تقدیر میں ہے تو مخلوق تیرے پاس گردہ در گردہ آئے گی، اور تیرے کمالات میں رطب العسان ہو گی تاکہ روشن فور، اور واضح علامات کا مشاہدہ کر سے اور ظاہر کرامات اور خوارق عادات دیکھ کر اعمالِ تقرب، مجاہدات اور دیگر عبادات الہی میں کوشش کرے۔ ان باتوں کے باوجود تو ہر طرح ان تمام سے محظوظ رہے گا، تجوہ پر خواہشات نفس کا غلبہ ہو سکے گا، اور نہ اس کثرت کو دیکھ کر خود پسندی یا فخر و بُرائی کے طور پر تیرے مزاج میں کوئی خود رپیدا ہو گا، اسی طرح اگر توفیق ایزدی شاملِ حال ہوئی تو تجھے نیک اور خوب صورت بیوی ملے گی اور ساختہ ہی گزارے کے لیے بعدت، کفاوت مال و رزق عطا ہو گا، تو اس کے شر، بوجہ اور اس کے رشتہ داروں کے وجہ سے ہر طرح محفوظ و مصوت رکھا جائے گا بلکہ یہ بیوی تیرے یہی عطیہ الہی، نعمت، مبارک، موافقہ ملیع، پاکینہ اور کلدست خبث دغا کینہ اور تیری خیانت سے پاک و صاف ہو گی، اور اپنے اعزہ و اقریباً سیست وہ تیری مطیع و فرمائ بروار ہو گی اور تجوہ سے معاشی سنگی اور دوسری پریشانیوں کے دفع کرنے کا سبب بنے گی، اور اگر مقدار میں اس سے کوئی فرزند ہے تو وہ صالح اور سُنگھوں کے لیے باعثِ مُحنہ ک ہو گا، اللہ تعالیٰ نے (حضرت زکریا کی شان میں) فرمایا،
و اصلاحنالہ نوجہہ یہ۔

(بُم نے اس کے لیے اس کی بی بی سنواری)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ میں دعا کی تعلیم یوں دی:

لَه لَا ہو رَبِّ نَسْخَى مِنْ وَجْهِ بَعْنَدِ الْحَقِيقَةِ وَالْتَّوْحِيدُ هُوَ جَنَّلَاطَبُ صَحِحٌ وَّحَقُّهُ هُوَ - مَلَكُ انبیاءٍ : ۹۰ -

رِبَّنَا هُبْلَنَا مِنْ أَنْزُلِنَا وَذَرْلِيْلَنَا قَرْأَةً أَعْيَنْ وَاجْعَلْنَا لِلْمَتْسِقِينَ أَمَامًا۔^۱
 (اے ہمارے رب ہیں وہ سماں کی بیویں اور اولاد ہیں سے ہمکوں کی خدمت
 اور ہیں پر ہیزگاروں کا پیشو اپنا)
 ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
 وَاجْعَلْهُ رَبَّ رَضِيَا۔^۲

(اے میرے رب اے پسندیدہ کر)
 یہ دعا ہیں چاہے توبے مانگی ہیں یا نہیں مانگیں تیرے حق میں مقبول اور معمول ہما ہیں ،
 کیونکہ یہ دعا ہیں اصل میں اپنے اہل کے لیے مقبول ہیں اب اس لیے جوان کا اہل اور ہم مرتبہ ہو گا ،
 نہیں بھی اسے ہی عطا ہوں گی ، پس وہی ان کا اہل ہے جو اس مقام کا مالک ہے اور فضل
 خداوند ہی جس کے شامل حال ہے ، اسی طرح اگر کوئی دنیاوی چیز تیرے مقدر میں ہے تو وہ اس
 وقت نقصان وہ نہیں ہوگی ، دنیا کی جس چیز میں تیرے حصہ ہے وہ ضرور تجھے مل کر رہے گی ، چونکہ یہ
 چیز تو اللہ تعالیٰ کے فضل و ارادہ اور اس کے حکم سے حاصل کرے گا ، اس لیے تو اس کے حکم
 مانسے کی وجہ سے اس پر بھی اس طرح ثواب کا مستحق ہو گا جیسے کہ حromo و صلوات کی ادائیگی پر ثواب کا
 حقدار بنتا ہے ، اور جو تیرا مقسم نہیں ہے ، وہ حاجت مندوں اور دوستوں ، ہمایوں اور
 بھائیوں ، میں سے مستحق افراد پر حسب حال صرف کر ، تجویر حلالات منکشت ہو جائیں گے اور تو
 ان میں فرق محسوس کر لے گا۔^۳

شنبیدہ کے بود مانسند دیدہ

اس وقت تو اپنے امریں ایسا صاف اور مضبوط ہو گا کہ اس میں کسی قسم کا میل و نبار اور شک و ثہر
 نہیں ہو گا ، صبر و رضا حفظ حال ، گناہی اور خاموشی انتیار کر ، پر ہیز کر ، اللہ سے ڈر ؛ سر نگوں وہ
 سر نگوں ! انظریں شیخی رکھا جیا کر یہاں تک کہ نو شہنشہ تقدیر پورا ہو ! اس وقت تیرا ما تھک پکڑ کر

تجھے پیشہ بنا دیا جائے گا، اور سختی و مشقت تجھے سے ہٹالی جائے گی، تجھے احسانات اور رحمت الہی کے کلاالت کے سندھر میں خود دیا جائے گا، وہاں سے نکال کر فر، اسرار الہی اور علوم و معرفت کی غلقتوں سے تجھے فواز اجاۓ گا، پھر تجھے بارگاہ و قدس کا قرب بدلے پایاں نصیب ہو گا تجھے سے جو بھی بات ہو گی الہام کے ذریعے ہو گی، تجھ پر عنایات ہوں گی، تو بے نیاز و دلیر بنا دیا جائے گا،
تیر مرتبہ بلدر گردانہ جائے گا اور تجھے سے اس طرح خطاب کیا جائے گا،

انہیں لیوم لدینا میکن امین ۷

(بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز و معتمد ہیں)

اس وقت ذرا حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کا قصر سامنے رکھا ہے اک انہیں اس وقت بادشاہ مصروفون کی طرف سے یہ خطاب کیا گیا تھا، اگرچہ بتاہریہ کلمات بادشاہ کی زبان سے نکلے۔ لیکن اہل معرفت کے زدیک تو یہ الفاظ زبانِ حقیقت ہی سے ادا کئے گئے تھے۔ اس خطاب کے ذریعے حضرت یوسف کو جہاں ظاہری سلطنت عطا کی گئی تھیں وہاں لٹکیں ہاں علم و معرفت ملک
قربِ خصوصیت اور مراتب بلند کا پرواؤ حکومت بھی دلیلت فرمایا گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذَلِكَ مَكَنَا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّءُ مِنْهَا حِيَثُ لِيَشَاءُ نَصِيبٌ بِرَحْمَتِنَا

من نشاء ولا نضيئم اجر المحسنين ۷

(اور یعنی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت سخنی اس میں جہاں چاہے ہے

ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچایں اور ہم یکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے)

اسی طرح سلطنتِ نفس کے بارے میں فرمایا:

وَكَذَلِكَ لِلنَّصْرَوْفِ عَنْهُ السُّوءُ وَالْفَحْشَاءُ إِنَّهُ مِنْ عِبَادَنَا الْمَخَاصِيْنَ ۷

(اور ہم نے یونہی کیا کہ اس سے باری اور بے چیزی کو پھر دیں بے شک وہ ہمارے

پہنچنے ہوئے بندوں میں سے ہے)

علم و معرفت کی شاہی سے متعلق فرمایا:

ذلک امداد علمی سب افی ترکت ملہ قوم لا یو منون ۱۷

(یہ ان علموں میں سے ہے جو بھے یہ رسم نے سمجھایا ہے بلے شک میں نے
ان لوگوں کا دین نہ مانجا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے)

اسے صدیق اکبر! تجھے بھی جب اس طرح خطاب کیا جائے کا تو تجھے علم اعظم سے بہرہ و افر عطا ہو گا
اور تجھے اس کے احسان اور توفیق اور قدرت اور ولایت عالم اور حکم چونکہ نفس اور غیر نفس سب پر
حاوی ہونے والا ہے۔ دنیا میں آخرت سے پہلے اللہ کے حکم سے چیزیں پیدا کرنے کی بہار کباد
دی جائے گی، اور آخرت کی نعمت دار السلام اور بہشت بری ہے۔ ویدا، لہی اس کی نعمتوں میں
اضافہ اور احسان حتی ہے۔ دیدار الہی ایک ایسی آزاد ہے جس کی کوئی حد و نہایت نہیں۔

(۲۶) حقیقتِ خیر و شر

خیر و شر گویا ایک درخت کی دو شاخیں ہیں، ایک شاخ میں میٹھا پھل لگتا ہے اور دوسری
میں کڑوا۔ پس تو ان شہروں، ملکوں اور زمینیں کے حصوں کو چھوڑ دے جہاں جہاں اس درخت کے
پھل بھیجے جاتے ہیں ان سے اور وہاں کے لوگوں سے دور رہ! البتہ درخت کے قریب ہو کر اس کی
حفاظت اور نگہبانی کی خدمت سرانجام دے، دو نوں شاخوں، میروں اور اس پاس کو اچھی
طرح پہچان کر دیکھی شاخ کی طرف ہو جاؤ، اسی میں سے تجھے اپنی نذامیں جائے گی، دوسری ڈالی کی فر
آنے اور اس کے میوے کھانے سے پہ، کیونکہ اس کی تلمیز تیری بلاکت کا باعث بن جائے گی، اگر
تو ہمیشہ اس پر کار بندرا تو بے خوف بسرو، اور تمام آننوں سے سلامت رہے گا، کڑوے پھل
آفات اور طرح طرح کی بلائیں پیدا ہوتی ہیں، اور اگر تو اس درخت سے دور رہے اور ملکوں میں
پریشان پھرے ایسی صورت میں تیرے سامنے ملے جیوے لائے جائیں اور دونوں میں کوئی امتیاز
نہ ہو سکے تو ملک ہے کہ تیرا ہاتھ کلاسے پر پڑ جائے اور اس میں سے کچھ چکھ لے۔ اس کی تلمیز تیرے

(۲۶) حقیقتِ خیر و شر

خیر و شر کو یا ایک درخت کی دو شاخیں ہیں، ایک شاخ میں میٹھا پھل لگتا ہے اور دوسری میں کڑوا۔ پس تران شہروں، ملکوں اور زمین کے حصوں کو چھوڑ دے جہاں جہاں اس درخت کے پھل بھیجے جاتے ہیں ان سے اور وہاں کے لوگوں سے دُور رہ! البتہ درخت کے قریب ہو کر اس کی حفاظت اور نجہانی کی خدمت سرانجام دے، دونوں شاخوں، میڈوں اور آس پاس کو اچھی طرح پہچان کر میٹھی شاخ کی طرف ہو جا، اسی میں سے تجھے اپنی نذارہ جائے گی، دوسرا ڈالی کی طرف آئنے اور اس کے میورے کھانے سے نیچ، کیونکہ اس کی تلخی تیری بلاکت کا باعث بن جائے گی، اگر تو یہیشہ اس پر کار بند رہا تو بے خوف بسرو، اور تمام آنتوں سے سلامت رہے گا، کڑے پھل سے آفات اور طرح طرح کی بلائیں پسیدا ہوتی ہیں، اور اگر تو اس درخت سے دُور رہے اور ملکوں میں پریشان پھرے ایسی صورت میں تیرے سامنے نہ جائے میوے لائے جائیں اور دونوں میں کوئی احتیاز نہ ہو سکے تو ملک ہے کہ تیرا ہاتھ کلاوے پر پڑ جائے اور اس میں سے کچھ چکھ لے۔ اس کی تلخی تیرے

لہ یوسف : ۳۰

تار و حلق، ناک اور دماغ میں سرایت کر جائے، پھر خون کی صورت میں تیر سے جسم کی رگوں میں تحلیل ہو کر تجھے ہلاک کر دے اس وقت مز سے اس کا اُگل یعنی اس کا دھولینا جسم سے اس کی تماشیر کو دفع کرنے کے سلسلے میں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا، اور اگر پیٹے ہی تو نے میٹھا چل کھایا اور اس کی شیر نی تام بدن میں سرایت کر گئی اور تو نے اس سے فائدہ حاصل کر لیا اور خوش ہو گیا تو بھی تیر سے یہ کافی نہیں، بلکہ تجھے دوسرا چل کھانے کی ضرورت پیش آئے گی اور وہی اندریشہ پیدا ہو جائے گا کہ مکن ہے کہ تیرا تند کڑ دے چل پر ڈربا نے اور تیر سے اندر وہ تمنی سرایت کر جائے، غلام کلام یہ کہ رخت سے دُوری اور چل کی عدم معرفت میں کوئی بھروسہ اور بھلانی نہیں ہے اس کے قریب رہنے اور اس سے پرستہ والبستر رہنے میں ہی بھلانی اور خیر ہے، پس خیر و شر و دنوں انعامِ الہی ہیں اور اللہ ہی ان دنوں کا خالق اور جاری کرنے والا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ دَمًا تَعْمَلُونَ^۱

(اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کر)

اُنکفرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَاللَّهُ خَلَقَ الْجَانِسَ وَجْزُوسَةَ وَاعْمَالَ الْعِبَادِ خَلَقَ اللَّهُ وَكَسَبَهُمْ۔

(اللہ تعالیٰ ہی نے ذایح اور اس کے مذبوح کو پیدا کیا اور بندوں کے اعمال اور ان کا کسب اللہ کی مخلوقی ہیں)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ارشاد باری ہے:

وَتَلَاقِ الْجَنَّةِ الَّتِي أُوْرَثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

و اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے)

سبحان اللہ! کیا انعام و رحمت ہے کہ عمل کی نسبت بندوں کی طرف کی، اگرچہ بندے اپنے جن اعمال کے سبب جنت کے مستقی ہوئے ہیں وہ عمل بھی اسی کی توفیق اور رحمت کا نتیجہ ہیں۔

اُنکفرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

طہ و الصافہ : ۹۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ : ۷۲

”کوئی شخص بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل ہیں ہو گا۔
پوچھا گیا، آپ بھی یا رسول اللہ؟“

فرمایا: ”میں بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ سر مبارک پر رکھا، اس حدیث کو امام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے، پھر رب تو اللہ کا فرمانبردار اس کے احکام بجا لایوں والا فواہی سے بچنے والا، اور اس کی تफاوں تدریپ رضا مند ہو گیا تو وہ تجویز تمام برائیوں سے بچانے کا اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا، دنیوی بُرانی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،
کذلک لتصوف عنہ السوء والفحشاء ائمۃ من عبادنا السخلصین ۱۷۹

(اور ہم نے یونہی کیا کہ اس سے بُرانی اور بے یارانی کو پھر دیں بے شک ۱۷۹)

ہمارے پچھے ہوئے بندوں میں سے ہے)

البر وینی بُرانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ما يفعل الله بعد ابكم ان شكر تم و اهتمتم و كان الله شاكراً علياً۔

و اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؛ اگر تم حق مانو اور ایمان لاو اور اللہ ہے
صلوٰۃ وسیطہ والا جانے والا)

موس شاکر کو بلا کیا کے گی وہ بلا کی نسبت غافیت سے زیادہ تریب ہے اس لیے کہ وہ شاکر ہونے کے سبب زیادتی نعمت کے مقام میں ہے۔ ارشاد باری ہے:

لئن شكر تم لاذ بید منکر تے

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور ووں گا)

اگر تیرا ایمان آخرت میں آگ کے اُن شعلوں کو جو ہر گز کارکے لیے بھڑکیں گے بھاد بے گا تو

وینا میں آتشِ بلا کو کیون بخوبی نہیں سمجھائیں گے، اسے میرے اللہ! اگر بندہ مجازیب میں سے ہو جو ولایت اور بزرگی کے لیے پسندیدہ ہے تو اس کے لیے آزمائش ضروری ہے تاکہ وہ اس آزمائش کے ذریعے خواہ چھٹا میلانِ طبع اور نفس اس کی لذتوں سے آرام لینے، مخلوق پر تکمیل کرنے، ان کے قرب میں راضی رہنے، ان سے آرام چاہنے، ان کے ساتھ رہنے ایسے نفاذیں سے پاک صاف کیا جائے لہذا وہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تاکہ یہ ساری خرابیاں دور ہو جائیں، اور ان کے محل جانے سے دل پاک ہو جائے اور توحید و معرفت سنت گوناگون اسرار اور علوم و اذوار کا محل بن کر رہ جائے اس لیے کہ دل ایک ایسا گھر ہے جس میں دو کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ لہ۔

(اللہ نے کسی ادمی کے اندر دو دل نہ رکھے)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

ان السلوک اذا دخدا قریۃ افسدوها وجعلوا اعنۃ اهلها اذلة۔^{۱۷}

دبر شک با دشاد حب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذمیل کرتے ہیں)

دل پر شیطان اور خواہب استِ نفس کی حکومت تھی، اعضا ان کے حکم سے ہر طرح کے گناہ اور براثی میں مبتلا تھے اب وہ حکومت زائل ہو گئی اور اعضا نے آرام پایا، محل شاہی یعنی قلب خالی اور صحن خاک ایعنی سینہ پاکیزہ و منزہ ہو گیا، دل علوم و معرفت اور توحید کی جلوہ گاہ بن گیا اور سینہ واردات اور عجائب اپنی کے زوال کا محل ہو گیا اور یہ سب امنی مصائب اور آزمائشوں کا ثمرہ ہے۔ انھر مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے،

”ہم گروہ انسیاء آزمائش کے اعتبار سے تمام لوگوں سے سخت تر ہیں، اس کے بعد درجہ پدر جبہ۔“

اسی طرح آپ کا فرمان ہے:

اتا امْرُكَمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُكُمْ مِنْهُ خُوفًا۔

(میں تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھنے والا اور سب سے زیادہ اس سے
ٹوڑنے والا ہوں)

جو شخص بادشاہ سے جتنا قریب ہوتا ہے تو غرفت و خطر میں بھی وہ اسی تدریج پر صاحا ہوا ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت بادشاہ کے سامنے ہے اس کی تمام حرکات و سکنات پر بادشاہ کی کڑائی نگاہ ہے، ممکن ہے اس مقام پر تیرے دل میں کھکھا پیدا ہو کر مخلوق ترساری اللہ تعالیٰ کے تزدیک ایک شخص کی طرح ہے جس کی کوئی حرکت و سکون اس سے پوشیدہ نہیں ہے تو اس تمثیل کا کیا فائدہ؟

اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ جب اس کا تبرہ بلند ہو جاتا ہے تو غلو بھی ٹرد جاتا ہے کیونکہ اس پر خدا کی بے پایا نعمت و فضل کا شکریہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر ذات باری کے غیر کی طرف معمولی ساتھات بھی اس کے شکر میں نقصان اور بندگی میں کوتاہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اثر تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا نَبِيَّ مِنْ يَاتِ مِنْكُنْ بِعَاقِبَةٍ مُبَيِّنَةٍ لِيَضْعُفَ لَهَا الْعَذَابُ
ضَعَفَيْنِ يَلْهُ

(اے نبی کی بیوی! جو تم میں صریح ہیا کے خلاف کوئی جڑات کرے اس پر ادویں
سے دُونا عذاب ہوگا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کمال تقریب کی عظیم نعمت کے حصول کے بعد آیا۔ لہذا جو شخص خود ذات باری سے داخل ہے، اس کے تو کئے ہی کیا ہیں! اس کی ذات اس سے بلند و بالا ہے کہ مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اسے تشبیہ دی جائے لیں حکمتہ شی و هو السیمیح البصیر لہ داں جیسا کوئی نہیں اور وہی سننا دیکھتا ہے)

(۲۸) احوالِ سالک

کیا تو راحت و سرور، آسودگی و سرت، امن و سکون اور ناز و نعمت کا خواہاں ہے جاونکہ تو ابھی تک گداشتگی، نفس کشی، خواہشات کے ختم کرنے اور دنیا و آخرت کی جزا اور نزا سبے نکری کی بھٹی میں ہے ابھی تک تیرے اندر ان کا اثر باقی ہے اے جلد باز! ظہرِ محشر کر آئیست پل، اے منتظرِ احیت تک یہ مواعیاتِ زائل نہیں ہوتے راستہ بند ہے اور جب تک ان نیں سے تیرے اندر کوئی ذرہ بھی باقی ہے تیری حیثیت غلام مکاتب کی ہے، چاہے صرف اس پر ایک درم بھی باقی ہو۔ جب تک دنیا کی خواہشات، عوالم، اسباب، دنیا و آخرت میں بدے کے ملے میں تیرے اندر ایک ٹھہر کی گھٹھلی چوپنے اتنی لایچ بھی موجود ہے تو ابھی تک فنا کے دروازے پر ہے انتظار کو ہاتا کر فنا پوری طرح حاصل ہو جائے اور تجھے اس سبھی سے نکلا جائے پھر تجھے آ راستہ دیراست کے خوبیوں میں بسا کر بادشاہِ حقیقی کے خشور پیش کیا جائے اور وہاں تجھے اس طرح خطاب کیا جائے:

انکے ایوم لدینا محسکین امین یہ

(بے شک آج آپ ہمارے یہاں معززِ معتقد ہیں)

اس کے بعد تجھ پر لطف و عنایت کا نزول ہو گا اور اسی کی بارگاہِ قدس سے تجھے طعامِ عطا کیے جائیں گے تجھے قربِ الہی اور فضلِ خداوندی سے نواز جائے گا، مخفی اسرار و رموزِ آشکارا ہو جائیں گے ان مراتب کی بدولت تو تمام دنیوی چیزوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ کیا تو نے سونے کے چھوٹے چھوٹے ملکروں کو نہیں دیکھا کہ وہ صبح و شام عطاؤں، کنہزوں، قضاووں، چڑھے صاف کرنے والوں، تیلیوں، جاروں بکشوں اور ویگرِ محنت بکشوں کے ہاتھوں میں گھوٹتے رہتے ہیں، پھر پر متفرق اجنبیاً جمع کر کے زرگر کی بھٹی میں ڈالے جاتے ہیں، بیڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں انہیں پھکلا جاتا ہے اس کے بعد وہاں سے نکال کر انہیں زرم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کاریگر اپنے فن کے ذریعے انہیں

خونپورت زیورات کی شکل میں ڈھال دیتا ہے اس کے بعد انہیں پاٹش کے دریے مزید چلا دی جاتی ہے۔ خوشبو نگافی جاتی ہے۔ مدد و گبکوں، متفعل خزانوں اور پوشیدہ مقامات میں رکھے جاتے ہیں پھر ان زیورات سے بادشاہوں کی یگمات کو کارستہ کیا جاتا ہے الفرض وہ مکڑے کارگروں کے ہاتھوں گلنے کلنے کے بعد بادشاہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اے مومن! العینہ اسی طرح حب توبی قضاۓ الٰہی پر صابر اور تمام حالات میں راضی رہے گا تو دنیا میں تجھے بادشاہ تحقیقی کا قرب نصیب ہو گا، اور علم و معرفت اور اسرار کی دولت عطا کی جائے گی اور آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت میں اللہ تعالیٰ کے چوار رحمت اور خاص مقاماتِ قرب والائ پر فائز ہو گا، لہذا صبر کر! جلدی ذکر، تقدیرِ خداوندی پر راضی روحی پر تھیں نہ دھر! تجھے اس کی بخشش کی تصدیق اس کی صرفت کی حلاوت اور اس کے کُطف و کرم اور احسانات کی دولت نصیب ہو گی۔

(۲۹) تکمیلی اور گھر

بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اپنے تمام امور کو سونپ دیتا ہے، اسے یقین ہوتا ہے کہ رزق میں فراخی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، اور جو کچھ اس کا مقسوم ہے، وہ اسے ضرور مل کر رہے گا، اور جو اس کے مقسم میں نہیں ہے وہ اسے ہرگز نہیں مل سکتا، اسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پوری طرح ایمان ہوتا ہے کہ:

وَمَنْ يَتَقَبَّلْ لِهِ مِنْ فَحْمَاجَا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَبِبْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ

(اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے دن سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسنا کرے تو وہ اسے کافی ہے لہ)

عافیت کی حالت میں بندہ یہ باتیں کرتا ہے اور ان پر اعتقاد رکھتا ہے۔ پھر اچانک اللہ تعالیٰ

اسے فقر و فاقہ کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے تو وہ عاجزی و زاری کرنے لگ جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے آزمائش سے آزاد نہیں کرتا، اس وقت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کاد الفق ان یکون کفر اُنگستی کفر کے قریب پہنچادیتی ہے ثابت اورستی ہو جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس سے اپنا لطف و کرم فرماتا ہے، اسے فقر و انگستی کی اس آزمائش سے بخال کر رفتہ دو ولت کی نعمت سے نواز دیتا ہے، اور اُسے اپنے شکر اور حمد و شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے، اور بندے کی یہ حالت آخر دم تک تاثیر رہتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ جس کی آزمائش کا ارادہ کرتا ہے اسے ہمیشہ کے لیے انگستی اور مصائب میں جبلکر دیتا ہے، پھر اس سے اس کے ایمان کی مدد منقطع ہو جاتی ہے چنانچہ وہ زبان اعتراض کھولنے، اس پر تمثیل کرانے اور اس کے وعدے میں شک و شبہ کرنے کی وجہ کفر کا مرتبہ ہو جاتا ہے بالآخر تقدیر خداوندی کے خلاف تاریخی اور ایسکی واضح نشانیوں کے انکار کی وجہ سے کفر ہی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

اَن اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاجِلٌ جَمِيعُ اللَّهِ لَهُ بَينَ فَقْرٍ

الدنيا و عذاب الآخرة۔

(قیامت کے دن بدترین عذاب میں وہ شخص ہو گا جسے دنیا میں محتاجی و انگستی

اور آخرت میں عذاب جہنم فصیب ہوا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہم اس سے اللہ کی پناہ پا سئتے ہیں، یہی خدا سے غافل کر دینے والا وہ فقر ہے جس سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا شخص وہ ہے کہ جس کی بزرگی اور مقبولیت کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا، اور اُسے اپنے خواص، اولیاء اور احباب میں سے بنایا، اُسے وارث الانبیاء اور سید الاولیاء کا بلند مرتبہ عطا فرمایا پھر اسے اپنے معزز بندوں علماء، حکماء، شفیع، نگہبان اور فائدین میں سے بنایا اور اسے اپنے مولیٰ کی طرف رہنا، ہدایت کے راستے دکھانے والا، خراب راستوں سے بچانے والا بنایا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا طریقے اسے پھاروں بھر جبر، تقدیر خداوندی پر رضا مندی اور مرا فقت کے سمندر اور افعالِ الہی میں فنا ہو جانے کے بلند مقامات عطا

فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی بودھ عطا میں ڈھانپ لیتا ہے چانپ دن ہو یا رات، جلوت ہو یا خلوت، زندگی بھر رافت و رحمت الہی اس کی ناز برداریاں کرتی رہتی ہے۔

۳۰) مقام صبر

جیلانگی کی باتھ ہے کہ تو پوچھتا ہے کہ کون سے عمل اور کس تدبیر کے ذریعے مجھے اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی؟ اس سلسلہ میں مجھے نصیحت کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے حکم سے تیری یہ حالت قائم ہوتی ہے جب تک کشاوگی پیدا نہ فرمائے تو اپنے مقام پر ٹھہرا رہا اور اپنی حد سے تجاوز نہ کر، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اصبروا وصابر وابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون

(صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو
اور اللہ سے ڈستے رہو اس امید یور کے کامیاب ہو!)

اللہ تعالیٰ نے تجھے صبر و ربط، حفاظتِ حال اور اس پر معاویت کا حکم دیا ہے اور انہیں ترک کرنے سے ڈرایا ہے۔ فرمایا:

وَاتْقُوا اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّكُمْ تَصْنُورُونَ نَفْسَكُمْ سَعَيْدٌ مَّا دَرَأَتْ وَمَا يَحْمِلُ إِلَّا حِصْرَةً وَالصَّابِرُونَ هُمُ الْأَوَّلُونَ

ایمان میں صبر کا وہی مقام ہے جو جسم میں سرکا ہے اور مشورہ ہے کہ ہر چیز کا ثواب اس کے اندازے کے مطابق ہوتا ہے لیکن صبر کا ثواب بے حد و شمار ہے، جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

انما یوفی الصابرین اجرهم بغیر حساب۔

پھر حب توصیر اور نحمد و داللہ کی حفاظت میں خدا سے ڈرے گا تو تجھے وہ نعمتیں عطا ہوں گی جن کا اس نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَقُولُ اللَّهُ يَعْلَمُ لَهُ مُخْرِجٌ وَيَرْزُقُهُ مِنْ حِلْيَتِهِ لَا يَحْتَسِبُ لَهُ
 (اور چون اللہ سے ڈر سے انسان کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے
 وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا مگماں نہ ہو)

صبر کے سلسلے میں تو متکلین کا شیرہ اختیار کرتا کہ تجوہ و سمعت اور کشادگی نفیب ہو۔ ان
 حالات کے لیے کفاریت کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یوں وعدہ فرمایا ہے :

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌ ۝

(رجاہ اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے)

تو صبر اور توکل کے ذریعے مسین کی جماعت میں شامل ہو جا ، اللہ تعالیٰ نیک بد لے کا وعدہ تو فرمایا ہے :

وَكَذَلِكَ تَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ (اور ہم ایسا ہی صلد دیتے ہیں نیکوں کی
 ان پاکیزہ خصال کو اپنانے کی وجہ سے وہ تجوہ اپنا مقرب اور دوست بنائے گا اس کا فرمان ہے :
 اَنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

پس صبر دنیا و آخرت میں ہر نیکی و سلامتی کی بینا ہے اور صبر ہی کی بدولت مومن رضا
 اور موافقت کے مقام کی طرف ترقی کرتا ہے ، پھر تقدیر خداوندی میں اپنے آپ کو فنا کر دینا ہاتھ
 بریست اور غیبت ہے اس مقام کو چھوڑنے سے ڈر ! وزندگی و آخرت کی بجلانی تجوہ سے زائل
 ہو جائے گی اور نہادت کے سوا کچھ پا تھنڈے اے گا۔

(۳۱) معیارِ محبت و عداوت

جب تو اپنے دل میں کسی شخص کی محبت یا عداوت پائے تو اس شخص کے اعمال کتاب
 سنت کی کسوٹی پر پکھا ! اگر وہ اعمال کے لحاظ سے کتاب و سنت کا مخالف ہے ، تو تو انہا اور

لئے الطلاق : ۲

لئے یوسف : ۲۲

لئے الطلاق : ۳

لئے المائدہ : ۱۳

اس کے رسول سے دوستی و محبت پر خوش رہ۔ اور اگر اس کے اعمال تو کتاب و سنت کے مطابق ہیں، لیکن تو اسے دُھن بھتا ہے تو تجھے معلوم ہوتا چاہے کہ تو نفاسی خواہشات کا ایسا ہے اور ذاتی انداز کی وجہ سے اس سے ٹھنپی رکھتا ہے! اس شخص و عداؤت کی وجہ سے تو اس پر نظم کر رہا ہے اور خدا درسول کے فرمان کی مخالفت کا اظکار کر رہا ہے لہذا اپنے اس شخص سے اللہ کے حضور تو بہ کر! اور اللہ تعالیٰ سے خود اس کی اور اس کے نیک بندوں، دوستوں اور صاحبوں کی محبت کا سوال کر! اور محبت کے سلسلے میں سفتِ الہیہ کی پیروی کر! اسی طرح جس شخص سے تو محبت رکھتا ہے اس کے افعال و کردار کتاب و سنت کی روشنی میں بانج - اگر کتاب و سنت کے مطابق اس کے اعمال درست ہیں تو اس سے بے شک محبت کر! اور اگر اس کے اعمال پڑھیں تو اسے دُھن جان! اتنا کہ تیری محبت و عداوت مخفی خواہشاتِ نفس کے تابع ہو کر نہ رہ جانے، خواہشاتِ نفس کی قومخالفت کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَلَا تَتَبَعْ الْهُوَى فَيَضْلُكَ عَنْ مِبْلِ اللَّهِ
(اور خواہش کے دیکھے ز جان کر تجھے اللہ کی راہ سے بہ کا دے گی)

۳۲) محبتِ الہی کا مقام

توبہ ہے کہ تو اکثر کہتا ہے کہ میں جس پریسے محبت کرتا ہوں، وہ عارضی ثابت ہوتی ہے، کیونکہ جلد ہی دریان میں جُدایی، موت یا عداوت کی دیوار حائل ہو جاتی ہے، اگر مال سے محبت ہو تو وہ بھی جلدی ضائع ہو جاتا ہے یا مگر ہو جاتا ہے۔ اسے خدا کے محبوب اور منظرِ نظر! انعام یافتہ اور غیرت کر دہ ایکا تجھے پر نہیں کہ اللہ نے تجھے اپنے یہی پیدا کیا ہے اور تو غیر کی طرف جا رہا ہے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سننا،

يَحْتَمِلُهُمْ وَيَجْتَوْهُمْ
(اللہ ان کو اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں)

دُوسری بُلگرفمان ہے:

وَمَا خلقتُ الْجِنَّ وَالْأَنْسَ الَّذِي يَعْبُدُونَ لِي

(اور میں نے جن اور آدمی سہنس سے بنائے ہیں کہ میری بندگی کریں) کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں رکھا کہ جب اللہ کی بندے کو دوست بناتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے، اگر وہ اس پر صبر اخیار کرے تو اللہ اس کی بُلگہانی کرتا ہے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُلگہانی کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے دل سے مال اور اولاد کی محبت اٹھایتا ہے اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اگر بندہ مال و اولاد کی محبت میں کھو جائے تو خاتم حقیقی سے اس کی محبت بُٹ جائے گی اور اس کے حق تھے پڑے ہو جائیں گے، اور اس کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں مشترک ہو جائے گی جا لامکہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرکت پسند نہیں فرماتا، وہ بڑا غیرت والا ہر شئی پر قادر اور غالب ہے اپنے شرکیے کو بلکہ اونیت کر دیتا ہے تاکہ اپنے بندے کے دل کو غیر کے دخل سے پاک کر کے صرف اپنے شیئے خاص کر دے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان یجہم ویحبونہ کا منظاہرہ ہوتا ہے اور بندے کا دل ہر قسم کے شرکیے، مال و اولاد، نذرات و شروات، طلب امارت و ریاست، مثاہل بہشت اور رجات و مقامات سے پاک ہو جاتا ہے اس کے دل میں کوئی ارادہ اور رکنا باقی نہیں رہتی، اس وقت اس کی مثال اس برلن کی ہو جاتی ہے جس میں کوئی بینے والی چیز نہیں ظہرتی، اس لیے کہ دل کی یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے فعل سے واقع ہوتی ہے۔ اب اگر دل میں کوئی تباہ یا خراہش پیدا ہوگی تو غیرت الہی اپنے عمل سے اسے ختم کر دے گی، اور قلب کے گردنگل توجہ و جبوتوں اور بیعت حق کے پردے لٹکا دیئے جائیں گے، اور عرب و بکریوں کی خد قیم کھود دی جائیں گی، اس وقت دل کی طرف کسی شے کا ارادہ نہیں پہنچ پائے گا۔ چنانچہ یہی وہ تعالم ہے جہاں ہیوی، پنچے، دوست کرامت، عبارات اور مال و اسباب میں سے کوئی چیز بھی دل پر اثر انداز نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ سب چیزیں قلب سے خارج ہیں، چنانچہ ایسی حالت

میں اللہ تعالیٰ سمجھی غیرت نہیں کرتا، بلکہ یہ تمام چیزیں بندے کے لیے اللہ کی طرف سے عزت افزائی لطف و نعمت اور اس کی طرف آنے والوں کے لیے باعث منفعت ہو جائیں گی، اسی وجہ سے اسے بزرگی و شرافت ملتی ہے اور اس کی رحمت و حنائیت سایہ کرتی ہے پھر وہ بندہ دنیا و آخرت میں ان کا محبہان کتوال، جائے پناہ اور شفیع ہو جائے گا۔

(۳۳) انسانی مدارج

لوگ چار قسم کے ہیں، ایک وہ جن کی زبان ہے اور زندگی، یہ عامی ناتاج برکار اور ذلیل شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوکی شمار قطار میں ہے اور زادس میں کوئی محبلانی و بہتری ہے، اس کی مثال بھجو سے کی ہے، ایسے لوگوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں، ہاں البتہ اگر اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرمادے، ان کے قلوب کو اپنے ایمان کے نور سے منزہ کروے، اور ان کے اعضا و جوارح کو اپنی بندگی کی سعادت ارزانی کرے، تو یہ اگر باقی تو اس گروہ میں ہونے سے نیچے اور زہری اپنے پاس انہیں پناہ دے، تو ان سے ڈر اور ان میں شامل ہو، کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غینظ و غضب اور عذاب کا نشانہ ہیں، نام و وزن کے مستحق اور اس کے باسی ہیں۔ (نعموز بالله منهم) تو اللہ تعالیٰ کے علماء، یہیں سکھانے والے دین کی رہنمائی کرنے والے، یہیں کی طرف لانے والے اور اس کے مبلغین کی پاکیزہ جماعت ہیں ہے ہو جا، انہی لوگوں کی صحبت اختیار کر، اور ان کے قریب آ، لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی دعوت دے اور انہیں خدا کی نافرمانی سے ڈرا! اس پر تجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب حاصل ہو گا اور تجھے اپنیاد و رُسل کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ و جہاد سے ارشاد فرمایا کہ ”اگر تیری تعلیم سے اللہ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب فرمادے تو یہ بات تیرے لیے قام دنیا سے افضل ہے“ دوسرا شخص وہ ہے جس کی زبان تو ہے لیکن دل نہیں ہے وہ دنیا اور سکت کی باتیں کرتا ہے لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتا، لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے مگر خود اللہ سے دُور بھاگتا ہے، دوسروں کے عیوب نکالتا رہتا ہے لیکن خود انہی عیوب میں بدل رہتا ہے لوگوں پر اپنے زہد و اتقاد کا رعب ڈالتا ہے حالانکہ خود بکبریوں کا ہوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ

لے مددی شخص میں یہ مقابلہ قدر ملتے ہے!

کے ساتھ کوادہ پیکار رہتا ہے، خلوت میں وہ انسان نما بھیڑ پایا ہوتا ہے، بلاشبہ یہی وہ شخص ہے جس سے ڈراتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”سب بے ہڑی چیز جس سے میں اپنی امت کے لیے ڈرتا ہوں وہ علماء کی بے عملی ہے (الغوف بالله منهم) ایسے شخص سے دور رہ! کہیں اس کی شیریں زبانی تجھے بہلاند لے اور تجھے اس کے گناہوں کی آگ جلانہ ڈالے، اور کہیں اس کے باطن کی گندگی تجھے ہلاک نہ کر ڈالے، تمیرا شخص وہ ہے جس کے پاس دل تو ہے مگر زبان نہیں، یہ مومن ہے اللہ نے اسے مخلوق سے چھاکر اس پر اپنا پروہ ڈال دیا ہے اسے اپنے عیوب پر مینا اور اس کا دل منور کر دیا ہے اسے لوگوں سے کثرت ملاقات کے محاصل اور زیادہ غنیمہ کی خرابیوں سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے یعنی کریما کے خاموشی اور گوشہ نشینی میں سلامتی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔“ اور اسی طرح آپ کا فرمان ہے کہ ”عبادت کے وس اجزا ہیں، ان میں سے نوجہ خاموشی میں یہ شخص اللہ تعالیٰ کا دوست ہے، اور اس کے ساتھ ہی وہ محفوظ“ سلامت، عقائد، صاحبِ نعمت اور خدا کا ہمیشیں ہے۔ تمام بحلاطیاں اسی کے پاس ہیں، ایسے شخص کی صحبت اختیار کر، اور اس کی مصاحبۃ، خدمت اور اس کی ضروریات و حواضح میں تعاون کے ذریعے اس کے ساتھ دوستی پیدا کر، جو چیز بھی اس کے آرام و سکون کا موجب ہو اس سے اس کی دل گیری کر! ان شان اللہ العزیز اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے اپنے قرب میں لے کر عزت بخشنے گا، اور تجھے اپنے محبوب و مقرب بندوں میں شامل کر لے گا! پھر تھا شخص وہ ہے جسے اعزاز و اکام کے ساتھ عالم مکوت میں بلا یا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

”جس نے علم حاصل کیا اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا، اُسے مکوت میں عزت کے ساتھ بُلایا جائے گا۔“

یہی وہ شخص ہے جو ذاتِ الہی اور اس کی آیات کا عارف ہے اور اس کا دل علومِ الہی کا ایمن ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے ایسے اسرار و روزے آگاہی بخشی ہے جو صرف اسی کے لیے مختص ہیں، اسے پر گزیدہ اور مقبول بنایا، مخلوق میں سے چون کراسے ہدایت دی اور اپنی طرف راہ دی، اس کے میں کو اسرار و علوم کے اخذ و قبول کا سرچشمہ بنایا، اسے فائزہ اور مخلوق کیلئے

ہادی، برائی سے ڈرانے والا، ہدایت یافتہ، سفارش کرنے والا، سفارش قبول کردہ، سچا، مصدق اور انیجاد و رسول علیہم السلام کا خلیفہ بنایا، پس بنی آدم میں یہی شخص ایمان کے بلند ترین مقام پر فائز ہے مرتبر بیوت کے علاوہ اس سے بلند کوئی درجہ نہیں ہے ایسے شخص کی صحبت اختیار کر اور اس کی مخالفت کرنے، اس سے نفرت کرنے، اس سے کنارہ کشی اختیار کرنے، اس کی بات نہ مانتے اور اس کی نصیحت پر کان نہ دھرنے سے ڈر بکیوں کے سلامتی کا مرکز تو اس کی ذات اور اس کی باتیں ہیں، اس کے مساوا میں مگر ابھی اور ہلاکت ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ سچائی اور رحمت کا علم کی مدد تو فتنی عنایت کرے یہی نے لوگوں کی ہر چہار اقسام تجھے پیان کر دی ہیں، ترغور و فکر کر! اگر غور و فکر کرنے والا ہے! اور اگر اپنے وجود پر مہربان ہے تو اسے بچا! اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو دنیا و آخرت میں اپنے پسندیدہ امر کی توفیقی ارزانی فرمائے، امین۔

(۳۲) افعالِ خداوندی پر اعتراض کی ممانعت

حیرت ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر ناراضی ہوتا ہے اس پر تھیں دھرتا اور اعتراض کرتا ہے اس کی طرف ظلم کی نسبت کرنے، رزق دینے اور مال و دولت عطا کرنے، مصائب اور سختیوں کے ہٹانے میں اس کی طرف تاثیر جیسے الزامات سے بھی نہیں چُکتا، کیا ججھے پتہ نہیں کہ ہر چیز کے لیے ایک ذشتہ اور ہر صیحت و سختی کے لیے ایک نایت اور انتہا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی، خیال رہے کہ بلا اور مصائب کی گھر بیان عافیت اور امن سے نہیں بدل سکتیں۔ اسی طرح سختی زمی سے اور فقر و ناقہ تو نگری و دولت مندی سے اپنے مقررہ وقت سے پہلے تبدیل نہیں ہو سکتے، تو اب اختیار کر، خاموشی اور صبر و رضا اور اپنے پروردگار کی اطاعت اپنا وظیرو بنا! اللہ تعالیٰ پر ناراضی ہونے اور اس کے فعل پر تھمت لگانے سے تو بُر کر! اللہ تعالیٰ کے ہاں حق کا پورا مطالبہ کرنا، اور گناہ کے بغیر عام انسانی دستور کے مطابق طبیعت کی خواہش پر کسی کا بلا لینا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ازل سے یکتا اور ہر چیز سے پہلے ہے اس نے تمام اشیاء، اور ان کی بھلائیں اور خراپیں کو پسیدا کیا، وہ ہر چیز کے آغاز و انجام لہ را بتداد و انہما کا عالم ہے، اس کے تمام

(۳۳) افعالِ خداوندی پر اغراض کی ممانعت

حیرت ہے کہ توالہ تعالیٰ پر ناراض ہوتا ہے اس پر تھمیں دھرتا اور اعڑا ضن کرتا ہے اس کی طرف نظم کی نسبت کرنے، رزق دینے اور مال و دولت عطا کرنے، مصائب اور سختیوں کے ہٹانے میں اس کی طرف تائیر جیسے الزامات سے بھی نہیں چُکتا، کیا مجھے پتہ نہیں کہ ہر چیز کے لیے ایک فرشتہ اور ہر صیبۃ و سختی کے لیے ایک غایت اور انہما ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی، خیال رہے کہ بلا اور مصائب کی گھر بیان عافیت اور امن سے نہیں بدلتیں۔ اسی طرح سختی زمی سے اور فقر و فاقہ تو ہمگری و دولت مندی سے اپنے مقررہ وقت سے پہلے تبدیل نہیں ہو سکتے، تو ادب اختیار کر، خاموشی اور صبر و رضا اور اپنے پروردگار کی اطاعت اپنا وظیرو بنا! اللہ تعالیٰ پر ناراض ہونے اور اس کے فعل پر تھمت لگانے سے تو بکر! اللہ تعالیٰ کے ہاں حتیٰ کا پورا مطالبہ کرنا، اور گناہ کے بغیر عام انسانی دستور کے مطابق طبیعت کی خواہش پر کسی کا بلاینا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ازل سے کیتا اور ہر چیز سے پہلے ہے اس نے تمام اشیاء، اور ان کی بجلائیوں اور خراپیوں کو سپید کیا، وہ ہر چیز کے آغاز و انجام لہر ابتداء و انہما کا عالم ہے، اس کے تمام

افعال بحکمت پر مبنی اور اس کی ہر صفت مضبوط ہے، اس کے کاموں میں باہم نہ کوئی تفہاد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی کام بے فائدہ ہے۔ اس نے کسی بھی چیز کو بے کار نہیں بنایا، لہذا اس کی ذات کی طرف نہ تو کسی نقص و خامی کی نسبت درست ہے اور نہ ہی اس کے کسی فعل پر انگشت نمائی کی جاسکتی ہے اگر تو اس کی موقوفت و رضا اور اس کے افعال میں فنا ہونے سے قاصر ہے تو کشادگی کا رکا انتظار کر، یہاں تک کہ نو شتر تقدیر پورا ہو جائے اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حالت کسی بہتر حالت سے بدلتے جس طرح سردی کے بعد گرمی اور رات کے بعد دن آتا ہے، اگر تو دن کی روشنی اور چمک سر شام طلب کرے گا تو نہیں پانے کا بعد رات کی تاریکی میں زیادتی ہو گی، یہاں تک کہ رات کی تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی، فجر طلوع ہو گی اور منور دن آجائے گا۔ اس وقت چاہے تو دن کی طلب اور ارادہ کرے چاہے دن کا طلوع ہونا تجھے ناگوار گزرے دن بھر طور ہو کر رہے گا اگر اس وقت تو چاہے کہ یہ دن رات میں بدلتے جائے تو تیری یہ دعا قبول نہ ہو گی کیونکہ تیری یہ نتائجے وقت ہے چنانچہ اس نتیجے سے سوائے حسرت، محرومی، ناخوشی اور شرمندگی کے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا، لہذا یہ تمام باتیں چھوڑ دے اور حق تعالیٰ کی طاعت اس سے حسن ظن اور صبرِ محیل اختیار کر، جو چیز تیرے مقدر میں ہے وہ تجھے سے ہرگز نہیں چھینی جائیگی اور چیز امقدار نہیں ہے وہ تجھے قطعاً نہیں ملے گی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ جب توبعت و ریاضت اور تضرع و عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرمان ادعوں استجابت نہ کرو اور واسطہ اللہ من فضله کے مطابق دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ مقررہ وقت پر تیرے یہی دینی و نیروی صالح کو سپریں نظر رکھتے ہوئے قبول فرماتا ہے۔ دنیا میں تاخیر قبولیت پر اس کی ذات پر اعتماد نہ کھاؤ نہ ہی دعا سے اکتا کیونکہ اگر تجھے خلاہ راؤ دعا سے فائدہ حاصل نہیں ہو تو نقصان بھی نہیں ہو گا۔ اگر دنیا میں تیری دعا قبول نہیں ہوئی تو آخرت میں تجھے ضرور اس کا ثواب ملے گا با حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بندہ اپنے نامہ اعمال میں بعض الیسی نیکیاں دیکھے گا کہ اسے ان کا علم بھی نہیں ہو گا، چنانچہ اس وقت اسے آگاہ کیا جائے گا کہ یہ نیکیاں تیری ان دُعاویں کا بدلہ ہیں، جو تو دنیا

میں برابر مانگتا رہا ہے مگر اس دنیا میں ان کی قبولیت مقدر نہ تھی! یا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ "تیری اوفی حالت یہ ہو کہ توہوقت اپنے مولیٰ سے ولگانے رہے اسے واحد یکجا نہ لے اپنی تمام ضروریات اور حاجتیں اسی کی بارگاہ میں پیش کرے اور اس کے ماسوئی کو خاطر میں نہ لائے، تو اپنے تمام حالات، لیل و نہار، بیماری و صحت اور سختی و زیستی میں عام طور پر دو صورتوں میں سے ایک پر کار بند ہے، یا تو عاسے خاموش تقدیر الہی پر راضی و شاکر، اور اللہ تعالیٰ کے افعال کی موافقت میں اس قدر بے اختیار ہو گا جیسے مردہ غشال کے سامنے، شیرخوار بچہ دایہ کے ہاتھوں یا گیند سوار کے سامنے جسے وہ چوگان سے چھڑا رہتا ہے، اس وقت تقدیر خداوندی جس طرح چاہے گی تجھے چھڑائے گی، پس تیرکامِ حمد اور شکرِ خداوندی ہے اور خدا نے بزرگ و برتر کی طرف سے عطا و بخشش کی فراوانی ہے، جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

لئن شکرا تم لا نرید نکم۔

اور اگر سختی ہے تو بھی تجھے اسی کے فضل و کرم سے صبر اور موافقت کی ضرورت ہے ایسے حالات میں مدد، ثابتِ قدمی اور حمایت و نصرت بھی اسی ذاتِ یکتا سے عنایت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان تن حسرو اللہ ینصرک رویشت اقتداء مکمل۔

(اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرنے کا اور تمہارے قدم
جنادے گا)

جب تو اعراض اور افعالِ الہی پر انگشتِ نمائی چھوڑ دے گا، خواہشاتِ نفس کے مقابلے میں طاعتِ الہی اختیار کرے گا اور جب نفس کفر و شرک کی طرف مائل ہو تو تو محض رخانےِ الہی کی خاطر خواہشاتِ نفس کا دشمن اور کثر مخالفت ہو جائے گا اور صبر، طاعتِ الہی اور تقدیرِ خداوندی پر رضا مندی و طمانتی کے ساتھ نفس کو کچل دے گا تو انشہ تعالیٰ تیرا معین و مددگار ہو جائے گا اپنی رحمتِ کاملہ کے بارے میں اس نے فرمایا ہے:

وَبَشَّرَ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّا
إِلَيْهِ سَاجِدونَ اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وائلئك
هم المهتدون

(اور خوشخبری سن ان حبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہے اللہ
کے مال میں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی
درویں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں)

دوسری صورت یہ ہے کہ دعا اور عاجزی کے ساتھ اس کے احکام کی تعییل کرتے ہوئے
اُسے غیریم جانتے ہوئے اس کے درجت پر گردانے۔ اس کا فرمان ہے: ادعوا سبکو۔ اور یہ
کوئی غیر معقول بات نہیں بلکہ اس کے حکم کی تعییل اور بجا آوری ہے کیونکہ اس نے خود تجھے سوال
کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے یہ سوال تیرے لیے باعث راحت اور
تیری جانب سے اپنی پارگاہ قدس کے لیے واسطہ، وسیدہ اور سبب بنایا ہے، مگر شرط یہ ہے
کہ تبریزت دعا ہمک تو اللہ تعالیٰ پر عجلت میں تھمت دھرے اور نہ ہی چین بھیں ہو۔

دو نوں صورتوں کے باہمی فرق کا اندازہ کر اور ان کی حدود سے تجاوز نہ کر، کیونکہ ان دو
صورتوں کے علاوہ کوئی تیسرا صورت نہیں ہے۔ حد سے تجاوز کرنے، ظالموں میں ہونے سے
ڈر! ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے مٹا کر ختم کر دے گا۔ جس طرح اس نے اگلی اُنمتوں کو دنیا میں سخت مصائب
اور آخرت میں دردناک عذاب سے دوچار کر کے بلاک کر دالا ہے۔

سبحان اللہ العظیم! اسے میرے تمام حالات کے جاننے والے! تجھی پريرا بھروسہ!

(۲۵) پرہیزگاری کا مقام

پرہیزگاری اختیار کر! کیونکہ بلاکت کی رسمی کا چندہ تیرے لگے میں پڑا ہوا ہے جب تک
رحمت خداوندی تجھے اپنی آنکوش میں نہ لے لے ہرگز تیری نجات نہیں ہو سکتی۔ حدیث کی روشنی

میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین کی اصل پر ہیزگاری ہے اور اس کی بربادی لائچ ہے ظاہر بات ہے کہ جو چراگاہ کے گرد تجوئے گا وہ اس میں داخل بھی ہو گا، جس طرح کھیتی کے قریب چڑنے والا جائز کسی بھی وقت اس کی طرف منہ بڑھا سکتا ہے اور اس سے کھیتی محفوظ نہیں رہ سکتی، حضرت علی بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم وسیں حلال چیزوں میں سے فاس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ حرام میں نہ پڑ جائیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ ہم گناہ میں بیٹلا ہو جانے کے خوف سے مباح کے بھی ستر و روازے ترک کر دیتے تھے۔ ان لوگوں نے یہ کمال اختیار حرام کی نزدیکی سے بچنے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے اختیار کی، آپ کا فرمان ہے: خوب اچھی طرح جان لو! کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردا اشیاء ہیں، پرانجھو جو شخص چراگاہ کے ارد گرد پھر گئے ممکن ہے وہ اس میں داخل ہو جائے، مگر جو شخص شاہی قلعہ میں داخل ہو گیا، اور پہلے، دوسرے اور تیسرا دروازے سے گزر کر خاص درشاہی پر پہنچ گیا، وہ اس شخص سے یقیناً بہتر ہے جو ابھی بک ویرانے کے قریب پہلے دروازے پر کھڑا ہے کیونکہ اگر آخری دروازہ بند بھی ہو جائے تو بھی اسے کوئی نقصان نہیں کیونکہ وہ شاہی تکمہ کے دو دروازے عبور کر چکا ہے، اور یہاں اس کے ساتھ شاہی خزانہ اور لشکر ہے، اس کے برعکس اگر وہ پہلے دروازے پر ہوتا اور وہ بھی اس پر بند ہو جاتا تو وہ بیان میں اکیلاہ جاتا، وہم اور جملی پرندے اسے ہلاک کر دلاتے! تھیک اسی طرح جو شخص عنیت پر کار بند ہے اگر بالفرض اس سے توفیق الہی اور رحمائیت منہ مولے تو وہ رخصت پر آجائے گا اور شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں نکلے گا، اگر اس حالت میں اسے موت بھی آجائے تو وہ عبادات اور طاعات پر ہو گی اور اس کے لیے عمل صالح کی گواہی دی جائے گی مگر جو رخصت پر قائم رہا اور عنیت کی طرف اس نے قدم نہ بڑھایا اگر اسے توفیق اور امداد ایزدی منقطع ہو جائے تو اس پر خواہشاتِ نفس کا نلبہ ہو جائے گا وہ حرام کا بر جکب اور صد و شریعت سے تجاوز کر بیٹھے گا اور آخر کار اللہ کے وہمن گراہ شیا طین کی جماعت میں اس کا شمار ہو گا، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم اسے اپنی پناہ میں لے لے تو خیر ورز توبہ سے پہلے موت کی صورت میں اس کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے، حاصل کلام رخصت پر

قائم رہنے میں ہر طرح کا خطرہ اور عویت پر عمل کرنے میں ہر طرح سے سلامتی ہے۔

(۳۶) دُنیا اور آخرت

تو آخرت کا پنا اصل سرمایہ (رأس المال) اور دُنیا کو اس کا نفع بنا، سب سے پہلے تو اپنا وقت حصولِ آخرت پر صرف کر، ہاں اگر اس سے کچھ فاضل وقت پچ جائے تو اسے دُنیا وی امورِ ملاطلہ بِ معاش وغیرہ میں خرچ کر، دُنیا کو رأس المال اور آخرت کو اس کا نفع بنانا، کہ اگر کچھ وقت پچ رہے تو اسے کارِ آخرت میں صرف کرے، نماز پنجگانہ اور دیگر واجبات حضورِ قلب کے بغیر علیت میں ادا کرے یا بار اور تکلیف سمجھتے ہوئے مرے سے ادا ہی نہ کرے اور سو جائے تیری شبِ لہو و لعب میں اور دن خواہشاتِ نفس کی پریوی میں گزر جائے، اور تو شیطان کا پیروکار دُنیا کے بدے آخرت کا بسیجے والا، نفس کا بندہ اور اس کا بے دام غلام ہو کر رہ جائے، حالانکہ تجھے نفس کو مغلوب کرنے، اس کو مطیع بنانے، راہِ خدا میں اُسے ریاست و مشقت کا عادی کرنے اور راستے پر سلامتی کے ساتھ چلانے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ راستے آخرت اور ماںک دخالتِ نفس ہی کے توہین، لیکن تو نے خواہشاتِ نفس کا اتباع کر کے خود اس پر ظلم کیا، اس کی باگ تو نے اسی کو سونپ دی، اس کی خواہشات کی پریوی کی اور شیطان کی موافقت کی، تبھریے خلا کہ تجوہ سے دُنیا و آخرت کی بھلائی خنان ہو گئی اور دُنیا کا انقسان تیرے گلے پڑ گیا۔ ان حالات میں قیامت کے دن تو بہت ہی مغلس اور یعنی اعتبار سے انتہائی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا، حالانکہ اتباعِ نفس کے سبب تو دُنیاوی نفع بھی کچھ زیادہ حاصل نہیں کر سکا اگر تو نفس کو راہِ آخرت پر چلتا اور آخرت کو اپنارا اس المال بناتا تو دُنیاوی عقبی دونوں سے بیش از بیش نفع حاصل کرتا اور تجھے باعثت طور پر دُنیاوی حصہ بھی مل جاتا۔ آخرت صلی اللہ علیہ و آله وسلم کا ارشاد ہے:

“الشَّفَاعَىٰ دُنْيَاٰ أَخْرَتٌ كَمْ نِيَتْ پَرِ عَطَا كَتَمْ بَهْ دُنْيَاٰ كِمْ نِيَتْ پَرِ أَخْرَتْ نَهْيَلْ مِتَمْ”

اور کیونکہ ہو، آخرت کی نیت تو اللہ کی عبادت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نیتِ عبادت کی روح اور اصل ہے، البتہ حب تُرنے زہد و تقویٰ اور طلبِ آخرت کے ذریعے اطاعتِ الہی

قائم رہنے میں ہر طرح کا خطرو اور عزمیت پر عمل کرنے میں ہر طرح سے سلامتی ہے۔

(۳۶) دُنیا اور آخرت

تو آخرت کا پنا اصل سرمایہ (رأس المال) اور دُنیا کو اس کا نفع بنا، سب سے پہلے تو اپنا وقت حصولِ آخرت پر صرف کر، ہاں اگر اس سے کچھ فاضل وقت بچ جائے تو اسے دُنیاوی امور مثلاً طلبِ معاش وغیرہ میں خرچ کر، دُنیا کو رأس المال اور آخرت کو اس کا نفع بنانا، کہ اگر کچھ وقت بچ رہے تو اسے کارِ آخرت میں صرف کرے، نماز پنجگانہ اور دیگر واجبات حضور نَبِّلَ کے بغیر عجلت میں ادا کرے یا بار اور تکلیف سمجھتے ہوئے مرے سے ادا ہی نہ کرے اور مجبوب جائے تیری شب اور وعہ میں اور دُن خواہشاتِ نفس کی پریوی میں گزر جائے، اور تو شیطان کا پیروکار دُنیا کے بد لے آخرت کا بیخنے والا، نفس کا بندہ اور اس کا بے دام غلام ہو کر رہ جائے، حالانکہ تجھے نفس کو مغلوب کرنے، اس کو مطیع بنانے، راہِ خدا میں اُسے ریاست و مشقت کا عادی کرنے اور راستے پر سلامتی کے ساتھ چلانے کا حکم دیا گیا تھا! اور یہ راستے آخرت اور ماکن و خاتمِ نفس ہی کے تو ہیں، لیکن تو نے خواہشاتِ نفس کا اتباع کر کے خود اس پر ظلم کیا، اس کی بाग ترنے اسی کو سونپ دی، اس کی خواہشات کی پریوی کی اور شیطان کی موافقت کی، نتیجہ یہ مکلا کہ تجھے سے دُنیا و آخرت کی محلانی ضائع ہو گئی اور دُنیا کا انقصان تیرے لگے پڑ گیا۔ ان حالات میں قیامت کے دن تو بہت ہی مغلس اور یعنی اعتبار سے انتہائی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا، حالانکہ اتباعِ نفس کے سبب تو دُنیاوی نفع بھی کچھ زیادہ حاصل نہیں کر سکا اگر تو نفس کو راہِ آخرت پر چلتا اور آخرت کو اپنارا اس المال بناتا تو دُنیا و عقبی دونوں سے بیش از بیش نفع حاصل کرتا اور تجھے باعہت طور پر دُنیاوی حصہ بھی مل جاتا۔ آخرت صلی اللہ علیہ و آله وسلم کا ارشاد ہے:

۰ اَنْذِرْنَا لِدُنْيَا اَخْرَتٍ كَمَا نَيَتْ پَرْ عَطَا كَرْتَا هَيْ دُنْيَا كَمَا نَيَتْ پَرْ اَخْرَتٍ نَبِلْ دُنْيَا ۰

اور کیونکہ ہو، آخرت کی نیت تو اللہ کی عبادت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت عبادت کی رُوح اور اصل ہے، البتہ حسب تو نے زہد و تقویٰ اور طلبِ آخرت کے ذریعے اطاعتِ الٰہی

اختیار کی، تو تو اہل طاعت و محبت اور خاٹاں خدا میں سے ہو جائے گا، اور تجھے آخرت یعنی جنت اور تقرب خداوندی حاصل ہو گا، دنیا تیری خادم ہو گی اور دنیا میں سے جو حصہ تیرا مقدر ہے اللہ تعالیٰ وہ پر سے کا پورا تجھے عطا کرے گا! کیونکہ یہ ساری چیزیں اپنے خاتم و ماہک کی تابع اور اس کے حکم کی پابندیں، اور اگر تو دنیوی امور میں ایسا مشغول ہو گیا کہ تجھے آخرت کا خیال نہ رہا، تو تجھ پر غصبِ اللہ نازل ہو گا، تیری اخروی زندگی تباہ ہو جائے گی اور دنیا تیری ناف فانی کرے گی اور تیرا مقدر تجھے ملنے میں رکاوٹ کا باعث بنتے گی کیونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند اور ملوك ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہا سے دلیل کرتی ہے اور جو اس کی اطاعت کرتا ہے دنیا اس کے وچھے جاتکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اسی صورتِ حال کے لیے ہے کہ:

”دنیا اور آخرت دو سکنیں ہیں اگر ایک کو راضی رکھے گا تو دوسرا نی راضی

ہو جائے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

منکر من یرمید الدنیا و منکر من یرمید الآخرۃ۔

(تم میں کوئی دنیا پا ہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت پا ہتا تھا)

بعض لوگ دنیا میں محو اور قفا ہیں، اور بعض میدانِ آخرت کے شہسوار تو غور کر اور اپنی حالت کا جائزہ لے کر کس گروہ میں سے ہے اس دنیا میں رہتے ہوئے تو کون سے گروہ میں سے ہونا پابند گر کر ہے جب تا وہ آخرت کی طرف پڑے گا تو وہاں صاف تجھے دو جماعتیں نظر آئیں گی ایک الٰہ جنت اور دوسرے الٰہ دوزخ! پھر ان میں سے فرقہ شانی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پچاس ہزار برس یکے برابر طویل یوم قیامت میں حساب کے لیے ٹھہرائے گا۔ اور فرقہ اول، عرشِ اللہ کے سامنے میں خواں خداوندی پر انواع و اقسام کے میوه جات اور طعاموں سے لطف اندوڑ ہو گا، حدیث

لہ مصري شفیع میں نہیں من عصاة و نکر م من اطاعه ہے حالاً کو صحیح تہیں من عصاة و نکر م من اطاعه

لہ آل عمران: ۱۵۲

میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے عصر حساب و کتاب میں جنت میں اپنے محلات کو دیکھیں گے، حبیب اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ ہو جائے گا تو یہ لوگ جنت میں اپنے مقامات کی طرف اس طرح پلے جائیں گے جیسے دنیا میں ہر شخص اپنے گھر کی جانب بلا کسی کھلکھلے کے چلا جاتا ہے انہیں یہ مرتبہ طلب آخرت اور راہنمادا اختیار کرنے کے سبب عطا ہوا۔ مگر دوسرا گروہ تو آخرت سے بے نیاز ہو کر دنیوی زندگی میں کھو جانے، روزی قیامت اور قرآن و حدیث کے مطابق آئندہ آئندہ والی زندگی کو جلا دینے کے سبب قسم کی خلائق اور ذات میں گھرا ہوا ہو گا لہذا اپنے آپ پر حکم کرا اور اپر بیان کردہ دو جماعتوں میں سے بہتر جماعت کی رفاقت اختیار کر! اور بُری صحبت انسانوں کی ہو یا جنات کی سے اپنے آپ کو بچا! کتاب و ست کو اپنا رہبر و رہنما بننا! اور ان میں تدبیر اور غور و فکر کے بعد عمل کر، فضول یا وہ گوئی اور خواہشات نفس کی اتباع سے اجتناب کر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَمَا أَشْكَمَ الرَّسُولُ فِي خَدْرٍ وَمَا نَهَا كَمَرُهُ عَنْهُ فَإِنْتُمْ وَا تَقُوا اللَّهَ إِنَّهُ
 (اور جو کچھ تجھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور
 اللہ سے ڈرو)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوچہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے لائے ہیں، اس کی خلاف ورزی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرو، اپنی من گھڑت بجادت اور عمل زنگالو
 جیسے اللہ تعالیٰ نے راوی سے بھلکی ہوئی ایک قوم کی خبر دی ہے:

وَرَهْبَانِيَةً ابْتَدَعُهَا مَا كَتَبَنَا عَلَيْهِمْ إِنَّهُ

ادورا ہبہ بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف نکالی، ہم نے ان پر
 مقرر نہ کی تھی)

blasib اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی غلطیوں اور نقصان سے پاک بنایا
 چنانچہ آپ کی شان میں فرمایا:

وَمَا يُنطِقُ عَنِ السَّهْوِ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ لِهِ
 دا وَرُوْدُ كُوئی بَاتِ اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر وحی جر اخضیں
 کی جاتی ہے)

یعنی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس لائے ہیں وہ ان کی ذاتی خواہش سے نہیں، بلکہ میری جانب سے ہے اس کی اتباع کرو! پھر فرمایا:
 ان حکْمَتِ تَعْبُوتِ اللَّهِ فَاتِيْعُوْفِيْ يَحِبِّكُمْ رَبُّكُمْ اللَّهُ
 (لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ ہو دوست
 رکھے گا)

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی مجبتِ اللہ کا سارا راز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان و مکالم کی پریوی میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”کسبِ علال میرا طریقہ اور توکل میری حالت ہے۔“

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارک اور آپ کی حالت کے درمیان ہے اگر تیرا ایمان کمزور ہے تو تیرے لیے کسب ہے جو اپنی بجد سنتِ نبوی ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو تیرے لیے توکل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَى اللَّهِ فَتُوْكِلُوا۝

(اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو)

و دسری بجھہ ارشاد ہے:

وَمَنْ يَتُوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسِيبٌۚ

(اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے)

ایک اور مفہوم پر ارشاد بیاری ہے :
ان اللہ یعجَبُ الْمُتَوَكِّلُینَ۔

(بے شک ترکل والے اللہ کو پیارے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے تجویہ توکل کا حکم دیا ہے اور اسے اختیار کرنے پر اصرار کیا گیا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے،
”جو شخص کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں ہے تو اس کا یہ
عمل باطل اور لغیرہ ہے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وسائل رزق آپ کے اتوال مبارک اور افعال سب کے لیے
عام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے بغیر چارا کوئی دوسرا نبی نہیں جس کی
ہم پریوی کریں اور نہ قرآنِ حکیم کے ملاودہ ہمارے لیے کوئی دوسری کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں،
انہا کتاب و سنت کے حدود سے باہر نہ مکلو و نہ تھرہ بلاکت میں جا گرو گے اور نفس و شیطان
گمراہ کر دیں گے، فرمانِ خداوندی ہے :

وَلَا تَتَبَيَّمُ الْهُوَى فَيَضْلُكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔

(اور خواہش کے دیجھے زبانا کر تجویہ اللہ کی راہ سے بہکادے گی)

پس قرآن و حدیث کی کامل اتباعِ سلامتی کا ذریعہ اور اس سے رُوگردانی باعثِ بلاکت ہے۔
قرآن و حدیث کے عملِ ہی کے ذریعے بندہ ولایت، اہمیت اور غوثیت ایسے بلند مقامات کی
طرف پر واڑ کرتا ہے۔

لہ آلِ میان : ۱۵۹

لہ آہ ہری نسخے کی جمارات یوں ہے: هذا يعم الرزق والاعمال والاقوال، حالماً كمسيح مصرى نسخة ك
جبارت ہے جو یوں ہے: هذا يعم طلب الرزق والاعمال والاقوال -

۲۶ ص:

(۳۷) حسد اور اس کے نقصان

اے مومن! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے اپنے ہمسانے کا حاسد دیکھتا ہوں؟ تو اس کے خورد و نوش، بیاس و مکان، زین و مال اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی دوسری نعمتوں سے جتنا ہے، تجھے علم نہیں کر حسد ایک ایسی خطرناک مرض ہے، جو ایمان کو کمزور درہوں سے دور اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بن جاتی ہے کیا تو نے انحضر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سننا کہ "حاسد میری نعمتوں کے دشمن ہیں" اور انحضر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حمد نکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ مکڑی کو۔"

اے ملکیں تو اس کی کس پیز رچسد کرتا ہے؟ اس کی قسمت پر پیزا کر، اپنی پرہ اگر تو اس کی قسمت پر حسد کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے جیسا کہ فرمائی زندادنی سے ثابت ہے:

نَحْنُ قَسْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الدُّنْيَا لِيَ

(بہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا)

تو ایک شخص پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی نعمتوں پر فائح ہے حسد کے ذریعے ظلم کا اتر کا بکار رہا ہے خود ہی غور کر کہ تجھ سے زیادہ حکایم، سمجھیل، احتمی اور کم عقل کوں ہے؟ اور اگر تو اپنے فضیب پر حسد کر رہا ہے تو یہ تو اس سے بھی زیادہ جہالت اور نادانی ہے کیونکہ تیرا حصہ غیر کو کبھی نہیں دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزہ ہے اس کا ارشاد ہے:

مَا يَبْدِلُ الْقَوْلُ لِدِيٍّ وَمَا إِنَا بِفُلَامٍ لِلْعَبِيدِ

(میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں)

اللہ تعالیٰ تیرا حصہ چین کر کبھی دوسرے کو نہیں دے گا کیونکہ پر ظلم ہے اور وہ اس سے پاک ہے تیرا اس قسم کا خیال جہالت اور حسد اپنے بھائی پر ظلم ہے، اپنے بھائی پر ظلم کرنے سے زین پر

حد کرنا زیادہ مناسب ہے جس میں عاد و ثور، قیصر و کسری اور دیگر پسلبادشا ہوں کے خزانے
و فن ہیں، تیری مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک بادشاہ کو حشرت دیدی، لشکر و دولت
اور قسم قسم کی فعمتوں سے لطف انداز ہوتے دیکھ کر تو حد نہیں کیا میکن ایسے جنگلی گئے پر جو بادشا
کے گتوں میں سے ایک کی خدمت پر مأمور تھا، اور اس خدمت کے بعد اسے شاہی مطبع کے
پچھے مکڑے نصیب ہو جاتے تھے حد کرنے لگا، اس کاوشمن بن گیا، کم ظرفی و کمیگی کی وجہ
ایسے کرنے لگا کسی دینی رعایت اور تقاضت کے لیے نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا یہ حد
محض اس کے مرنے کے بعد اس کا قائم مقام بننے اور جھوٹا مٹا کھانے کے لیے پیدا ہوا، اب تو
خود سوچ لے کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر اجتنی اور جامیں کون ہو سکتا ہے؟ اے درویش!
تجھے پڑھے کہ اگر تیرے پڑوںی (جس پر تو حد کر رہا ہے) نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ
نعمتوں پر شکر نہیں کیا، ان انعامات میں سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کیے، اس کے احکام
کی پابندی نہیں کی، اس کی منہیات سے بازنہ آیا، اور ان فعمتوں کو عبادت و طاعتِ اللہ کا
واسطہ نہ بنا یا تو اسے کس قدر طویل عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا، اس وقت اس کی خواہش
ہو گی کہ کاشش! دنیا میں اسے کوئی نعمتِ زلفتی بلکہ وہ کوئی نعمت دیکھتا بھی نہیں (تاکہ اس حساب سے
نیچے جاتا)، تو نے حدیث نبوی کے یہ الفاظ نہیں ٹھنڈے کہ "تیامت کے دن کئی لوگ خواہش کریں گے
کہ کاشش! دنیا میں ان کا گوشت چھڑوں سے کامبا جاتا یعنی مصاحب اور آزمائش میں پڑنے
کی وجہ سے آج وہ ثواب کے مستحق ہوئے تھیک اسی طرح تیرا ہمسایہ روز تیامت تیری حالت کی
آزاد کرے گا تاکہ اس حالت میں ہونے سے وہ پچاس ہزار سال آفتاب کی گرمی میں کھڑا بنتے
سے نیچے جاتا، واش رہے کر یہ ساری سختی دنیا وی فعمتوں سے مستحق ہونے اور ان کی ذمہ داریوں سے
عمرہ پر آ ہونے کی وجہ سے نازل ہو گی، مگر تو ان بچھڑوں سے آزاد، مصاحب و آلام دنیوی
متحابی و سکینی، اپنی قسم پر رضامندی، تقدیر اور امرِ اللہ کے سامنے منتسلیم خم، اپنے
فقر و فاقہ اور دوسروں کی عزت پر صبر و شکر کی وجہ سے عرشِ اللہ کے سامنے میں گونا گون طعاموں
اور فعمتوں سے سرور اور شادکام ہو گا، اللہ آپ کو اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے، جو مصاحب
و آزمائش پر صبر اور فعمتوں پر شکر کرتے ہیں اور اپنے جملہ امورِ ماکبِ ارض و سما کے پر درستھیں۔

(۳۸) صدق و نصیحت

چون شخص اپنے رب کا کام خلوص اور سچائی سے کرتا ہے وہ اس کے ماسوئی سے بچت و شام (ہر وقت) و رشت (اجنبیت) محسوس کرتا ہے۔ اے لوگو! جو ہر چیز تمیں حاصل نہیں اس کا دعویٰ نہ کرو، خدا کو ایک جائز! اس کے ساتھ شرک نہ کرو، قضاۃ قادر کے تیروں کا نشانہ بن جاؤ تو تمیں بلاک کرنے کے لیے نہیں، زخمی کرنے کے لیے آتے ہیں، جو شخص را خدا میں جان دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی فضل فرماتا ہے۔

(۳۹) شفاق و وفاق و نفاق

امرِ خداوندی کے بغیر کسی ہر چیز کا محض خواہشاتِ نفس سے لینا مگر اسی اور مخالفتِ حق ہے خواہشاتِ نفس کے بغیر اس کا حصول اتباع اور موافقت حق ہے اور اسے ترک کر دینا ریا اور نفاق ہے۔

(۴۰) گروہِ اصحابیا میں شامل ہونے کے آداب

جب تک تو اپنے وجوہ کا شمن نہیں بن جاتا، اور اپنے تمام اعضا و جوارح سے بے نیاز اپنے جسم کی حرکات و سکنات سُستنے، ویکھنے، بولنے، پکڑنے اور عمل و عقل سے الگ، یہاں تک کہ جو کچھ روح سے پہنچتا اور جو کچھ نفع رُوح کے بعد حاصل ہو اس ب کو چھوڑ دے کیونکہ یہ ساری چیزیں تیرے یہے رب سے جا ب بنی ہوئی ہیں، جس وقت تو ان عوارضات سے آزاد ہو کر روح خالص بن جائے گا، تو اس وقت تو خود سترالاسرار اور غیب الغیب ہو جائے گا، ان تمام اشیاء سے الگ ہو کر ہر چیز کو شمن، جا ب، اور ظللت سمجھنے لگے گا! جیسے حضرت ابراہیم نبی السلام نے بُتوں کے متعلق فرمایا تھا:

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّلْأَرْبَابِ الْعَالَمِينَ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

(بے شک وہ سب میرے شمن ہیں مگر پروردگار عالم،

تو اپنے وجود کے ہر ہر جگہ کو بُت سمجھا! ان میں نئے کسی کی فرمانبرداری کر اور نہ ہی اطاعت! اس کے بدلے میں تجھے علومِ لرفتی اور اسلام کا این بنایا جائے گا، اور تجھے ایجاد و کرامات کی قوتیں پر قدرت عطا کی جائے گی، اور یہ وہ نعمت ہے جو جنت میں موجودین کو عنایت کی جاتی ہے؛ اس وقت تیری حالت ایسی ہو گئی گویا موت دنیوی کے بعد دوبارہ آخرت میں زندہ کیا گیا ہے، اور تیرا او جو قدرتِ الہی کا مظہر ہو جائے گا وہ چنانچہ توباتی قوتیں کے ساتھ نہیں گا، انسی کے ساتھ بولے گا، انسی کے ذریعے دیکھے گا، انسی کے ساتھ پکڑے گا اور چلے گا، اور انسی قوتیں کے ساتھ سمجھے گا اغرضِ ذاتِ الہی کے ساتھ کون وقرار پائے گا! اور غیر اللہ سے بالکل غافل ہو کر وہ جائیگا شریعت کی پابندی اور ادما مر نواہی پر عمل کے ذریعے تو غیر اللہ کو موجود ہی نہیں دیکھے گا، اگر آدابِ شریعت میں سے کوئی کوتا ہی ہو جائے تو سمجھ لے کہ شیطان تجھے گراہ کر رہا ہے اور تو آزادش میں ڈال دیا گیا ہے، لہذا فوراً شریعت کی طرف والپس آجائ، اس کو مضبوطی سے تھام لے اور اپنے آپ کو نزاہتِ نفس سے بچا اس سے یہ کہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت کی زبانی نہ ہو وہ کفر اور الحاد ہے۔

(۳) فنا اور اس کی کیفیات

فنا سے متعلق ہم تجھے ایک مثال دیتے ہیں، مثلاً ایک باوشاہ عوام میں سے کسی کو کسی علاقے کا حاکم مقرر کر دیتا ہے اور اسے نام و ازماں خلعت، ہجہنڈا، نقارہ طبل اور شکر عطا کرتا ہے، چنانچہ یہ شخص عرصہ و اذمک اس منصب پر ملک رہنے کی وجہ سے اپنے لیے اس منصب کی مستقل پائیداری اور ہمیشگی کا یقین کر دیتا ہے وہ اس پر فخر کرنے لگتا ہے، اپنی بے قدری، ذلت، محاجی اور گنامی کی پہلی حالت یکسر فراموش کر دیجتا ہے، اور تکڑہ و غزوہ سے بھر جاتا ہے

لہ تمام ہندوستانی مطبوع نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے، نضرب لک فی الفنا (دونہندی) مگر مقام لک کا موصوع اس گے مطابقت نہیں رکھتا، چنانچہ صری نسخہ ہمارے خیال کی تائید کرتا ہے اس میں نضرب لک فی الفنا ہے اور یہی صیغہ ہے۔

اسی حالت میں اچانک بادشاہ کی طرف سے اس کے پاس معزولی کا پرواز آ جاتا ہے اور اس سے شاہی احکام کی خلاف ورزی، اور جرائم پر جواب طلبی کی جاتی ہے، بالآخر جرائم ثابت ہو جانے پر اسے لے بڑھ کے یہ کال کو ٹھڑی بیس قید کر دیا جاتا ہے جہاں وہ انتہائی ذلت، خواری اور بکیسی کے دن گزارتا ہے چنانچہ اس کا تہجیر اور خود پسندی زائل ہو جاتی ہے، ننسانیت ٹوٹ جاتی ہے اور خواہشات کی آگ بچ جاتی ہے۔ اس کی یہ سادھی کیفیت بادشاہ ملا خلط کرتا رہتا ہے چنانچہ اسے رحم آتا ہے اور قید خانے سے نکال کر دوبارہ خلعت عطا کرتا ہے اور حسب سابق اسے پھر ایک علاقے کا حاکم بنادیتا ہے اس وقت یہ حکومت اس کے لیے غلیم عنایت، پائیدار بمارک اور باعث برکت ثابت ہوتی ہے بعینہ یہی حال مومن کا ہے، حب اللہ تعالیٰ اسے اپنا متقرب اور مقبول بناتا کہ اس کی حشرم قلب کے سامنے اپنی رحمت اور انعام و احسان کے دزوائرے کھول دیتا ہے تو مومن اپنے دل سے وہ چیزیں دیکھتا ہے جنہیں کسی نکاح نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے ساہے اور نہ ہی کسی دل پر ان کا وہم و گمان گزرا ہے، یعنی وہ احسان و وزیں کے خزانوں اور اسرار پر مطلع ہو جاتا ہے تقریب کی منزلوں میں لطیف ولذیذ کلام سے لطف اندوڑ ہوتا ہے اور محبو بیت و اجاہت دعا، ایفائنے عهد، اور عالم قدس سے اس کے قلب میں القا ہونے والے وہ کلمات حکمت جو اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں کی بدولت مقرب ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خورد و نوش، بیاس و نکاح، حلال اور مباح اشیاء، عبادات ظاہرہ اور حدود شرعیہ کی پابندی اور حفاظت ایسی ظاہری نعمتیں بھی ابستے کلی طور پر عطا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس پندے کو ایک عرضتہ کہ اس سالت پر قائم رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے اطمینان ہو جاتا ہے اور دھوکا کھا کر اس حالت کی ہمیشگی کا خیال کر دیکھتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فوراً اسے اہل و عیال اور مال و متع سیست طرح کی سختیوں اور آزار مالشوں میں ڈال دیتا ہے، اس سے تمام انعامات اٹھائیے جاتے ہیں اور وہ حیران، عاجز، شکستہ دل اور احباب سے کٹ کر رہ جاتا ہے اس وقت اس کی سالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اپنے ظاہر پر نظر کرتا ہے تو رنجید ہوتا ہے اور اگر باطن میں نگاہ دوڑاتا ہے تو اس سے بھی زیادہ علگیں ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے مصائب کے بادل چھٹنے کی دعا کرتا ہے تو اسے شرفِ قبولیت نہیں ملتا۔ اگر ذات باری سے حسن سلوک جس کا وہ

امیدوار ہوتا ہے کی استدعا کرتا ہے تو وہ بھی بے اثربات ہوتی ہے، اگر اس کے ساتھ پہلے سے کوئی وعدہ کیا گیا ہوتا ہے تو اس کے پورا ہونے کے بھی کوئی آمان نظر نہیں آتے بلکہ اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر اور سچائی ظہور میں نہیں آتی، اگر مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو کوئی راستہ نہیں پاتا، اگر اس حالت میں اس پر کوئی رخصت ظاہر ہوتی ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو جلدی عذاب نازل ہو جاتا ہے، لوگوں کے ہاتھ اس کے جسم پر اور زبان اس کی ذات پر چلتی ہے، اگر اس مصیبت سے جان رہائی اور مقبولیت سے پستے کی حالت میں واپسی کی التجا کرتا ہے تو قبول نہیں ہوتی، پھر اگر ان مصائب میں ثابت قدمی اور خوش رہنے کی درخواست کرتا ہے تو اس کا بھی کوئی تنبیہ نہیں ملکتا، آخر کار نفس پچھلے لگتا ہے خواہش ختم اور ارادہ و آرزو مٹنے لگتے ہیں۔ ہر چیز کی سہنسنی ناپور ہونے لگتی ہے بندہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے بلکہ سختی اور مصائب و آلام میں اضافہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بندہ خصال انسانی اور صفات بشری سے بلند ہو کر روح خالص رہ جاتا ہے۔ اس وقت اسے اپنے باطن سے ندا آتی ہے:

اس کفن برجملہ
هذا مغفل بار دو شراب

دہم نے فرمایا زین پر پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا اچشمہ نہانے اور پینے کو)

جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اپنی رحمت و مہربانی نرمی اور تنازعہ احسانات کے دریا جاری کرتا ہے اور اسے اپنی راحت، خوشبوئے معرفت اور وقارائق حکمت کے ساتھ زندہ کرتا ہے اس کے لیے اپنی نعمت اور نازد و محبت کے دروازے کھول دیتا ہے، لوگوں کی بخشش و عطا اور خدمت کے ہاتھوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے، ان کی زبانوں کو اس کی تعریف و توصیف اور ان کے قدموں کو اس کے پاس آئنے پر مأمور کر دیتا ہے، لوگوں کی گردیں اس کے سامنے جھکا دیتا ہے بادشا ہوں اور امراء کو اس کے تابع کر دیتا ہے، اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں سے اس کا دامن بھر دیتا ہے۔ ظاہری پورش مخلوق کے ذریعے پُری کرتا ہے اور باطنی تربیت اپنے

لطف و کرم سے خود فرماتا ہے، اور پھر زندگی بھرا سے اسی حالت پر باقی رکھتا ہے اور بالآخر ایسے مقام پر فائز رکرتا ہے جبکہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ اس کے بارے میں کسی کان نے پچھو سننا ہے اور شہی کسی کے دل پر اس کا وہم و گمان گزرا ہے جیسا کہ فرانِ خداوندی ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَخْفَىٰٗ نَهْمٌ مِّنْ قَرْأَةٍ إِعْيَنٍ جَزَاءً بِمَا حَكَانُوا يَعْمَلُونَ^{۱۷}

(تو کسی جی کو معلوم نہیں ہو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صمدہ
ان کے کاموں کا)

(۳۲) حالاتِ نفس

نفس کی دو ہی حالتیں ہیں، حالتِ عافیت اور حالتِ آزمائش! جب نفس آزمائش میں بستلا ہوتا ہے تو گھبراہٹ، شکوہ و شکایت، اعتراض اور حق تعالیٰ پر تھمت لگاتا ہے اس وقت اسے صبر رہتا ہے اور نقدیر الہی پر رضا مندی و مرا فقت، بلکہ بے اوبی اور شرگ و کفر میں بستلا ہو جاتا ہے، اور جب نفس عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو لایح اور نافرمانی، خواہشات اور لذات میں پڑا جاتا ہے جس وقت ایک خواہش حاصل کر لیتا ہے تو دوسرا طلب کرتا ہے حاصل شدہ تھمت اسے حقیر و کھائی دیتی ہے اور اسے اس میں عیب اور نقصان نظر آتے ہیں وہ اس سے ایسی اعلیٰ اور وشن تر تھمت کی تمنا کرتا ہے جو سے سے اس کا مقدری نہیں اس طرح وہ اپنے حصے سے بھی منہ پھر لینیا ہے۔ پھر نفس انسان کو عظیم صیبیت میں ڈال دیتا ہے مقصوم اور حاضر چیز پر رضا مند نہیں ہوتا، چنانچہ سختیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں طویل مشقت اور مصائب میں گھر جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جو چیز قسمت میں نہیں اس کا طلب کرنا سخت تر عذاب ہے، جب نفس کسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے دور ہونے کے سوا اسے کوئی خواہش نہیں ہوتی اس وقت وہ ہر تھمت، اور لذت کو جبول جاتا ہے اور ان میں سے کسی شے کو طلب نہیں کرتا، جب اسے اس صیبیت سے نجات مل جاتی ہے تو

نفس چھرا پنی سرکشی، لارج اور نافرمانی میں غرقی اور رب تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیرنے لگ جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور محیثت میں ٹڑجا تا ہے اور اپنی سابقہ مصیبت اور سختی و آزمائش بالکل فراموش کر دیتا ہے، چنانچہ نفس کو ان گناہوں کی سزا دینے اور آئندہ اسے ان سے باز رکھنے کے لیے گوشتہ آزمائشوں سے بھی زیادہ سخت آزمائش میں ڈالا جاتا ہے کیونکہ عافیت و نعمت سے نفس کی اصلاح نہیں ہو سکی، لہذا معلوم ہوا کہ نفس کی اصلاح سختی و آزمائش میں ہے اگر عافیت کی صورت میں نفس عبادت و شکر اختیار کرنا، اپنی اور قسمت پر صبر کرتا تو یقیناً دنیا و آخرت میں اس کے لیے بہتری ہوتی، اور نعمت و عافیت رضاۓ اللہی، بہتر زندگی اور توفیق و عنایت رہانی میں، فراوانی حاصل کرنا، پس جو شخص دنیا و آخرت کی سلامتی چاہے اس کے لیے صبر و اختیار کرنا، قسمت پر راضی رہنا، مخلوق سے بلے نیاز ہو کر اپنی ضروریات کو خدا کے سپرد کر دینا، اس کی اطاعت اختیار کرنا، اس کی طرف سے مہربانی کی امید رکھنا، اور مخلوق سے مکمل منقطع ہو کر خالق کی طرف روٹ کا ناصوری ہے کیونکہ خالق اپنی مخلوق سے بہتر ہے اس سے نہ پانما ہی پاہے سزا اس کی رحمت، مصیبت اس کا علاج وعدہ اس کا فقد اور ادھار اس کا حال ہے، قول اس کا فعل ہے کیا یہ قول دام اس کا نہیں اذ امر اسد شیئاً ان یقول للهُ کن فیکوں اللہُ اللہ تعالیٰ کے سب کام نیک ہیں اور سب میں مصلحت و حکمت ہے اللہ تعالیٰ نے مصلحت و حکمت کے علوم اپنے بندوں سے مخفی رکھے ہیں، ان علوم میں وہ مخفود ہے پس رضا تسلیم اور بندگی میں مشغول رہنا اور امر و نہی بجا لانا تقدیر کے سامنے گروں بھکار دینا امور قدرت میں دخیل نہ ہونا، ایسا کیوں ہوا، کیسے ہوا، کب ہوا، ایسے اعتراضات سے خاموش رہنا اپنے تمام حرکات و سکنات میں تھتھی سے چپ رہنا بندے کے لیے مناسب اور لائی ہے اور ان تمام باؤں کی سند حضرت عبد اللہ بن جبار س رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جسے عطاء نے ان سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے سوار تھا، اچانک آپ نے مجھے فرمایا: اے لڑکے! حقوقِ اللہ کی حفاظت کر! اللہ تیری حفاظت کرے گا! تو اللہ پر اپنی نگاہ رکھا سے اپنے سامنے

پانے کا! جب سوال کرے خدا سے سوال کر! اور وہ مانگئے تو خدا سے مد مانگ! جو کچھ ہو نیواہ ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے، اگر ساری مخلوقِ جمع ہو کر کوشش کرے کہ تجھے وہ چیز بہم پہنچاویں جو اللہ نے تیرے مقدر میں نہیں رکھی! تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے اور اسی طرح اگر سارا جہاں تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں تیرے یہے وہ نقصان نہیں ہے تو تیرا کچھ بھی نہیں بلکہ اسکے گا! پھر اگر قوایمان کی سچائی کے ساتھ یہ عمل کر سکتا ہے تو کر! اور اگر عمل نہیں کر سکتا تو پھر جس چیز کو تو بُرا سمجھتا ہے اس پر صبر کرنے میں ہی بہتری ہے اور اچھی طرح جان لے کر صبر کا پہل میٹھا اور دُکھ کے بعد ہدیثِ سُکھ ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے مزدوری ہے کہ وہ اس حدیث کو دل کا آئینہ اور ظاہر و باطن کا باس بنائے۔ اپنی ہر حرکت و سکون میں اس حدیث پر عمل کرے تاکہ تمام دنیاوی اور اخروی آفات سے صحیح و سالم رہے اور دونوں جہاںوں میں رحمتِ الہی ہستی و ارپائے۔

(۲۳) غیر اللہ سے سوال کی ممانعت

جو شخص مخدوم سے سوال کرتا ہے وہ حقیقت اسے نہ تو مکمل طور پر معرفتِ الہی نہیں بنتے اور نہیں وہ ایمان و لقین کے کسی بلند مرتبے یہ فائز ہے وہ معرفت اور ایمان و لقین کی کمزوری اور کم صبری کی بنیاد پر سوال کرتا ہے۔ سوال سے واقعی علمی بجا ہے جسے عرفانِ ذات حاصل ہے جس کے ایمان و لقین میں قوت ہے اور جس کی معرفت میں بر لمحمد برابر انسافر ہو رہا ہے، چنانچہ اس نورِ معرفت کی بنیاد پر غیر اللہ سے سوال میں اسے سیا آتی ہے۔

(۲۴) عُرفا کی بعض دعاؤں کی عدم قبولیت کے اسباب

عارف کی ہر دعا جو وہ اپنے رب سے مانگتا ہے قبول نہیں کی جاتی، اور اسی طرح نہ ہی اس کا ہر وعدہ پورا کیا جاتا ہے لیکن کہ اس طرح اس پر ایک دعا میں کوئی مطلب ہو جائے گا، جو اسے بلا ک

لہ مصروفی نہیں میں بھارت یوں ہے: دیوبندی مسجد و عدیو پریسیاں بھارت کے خلاف اور علاط ہے صحیح ولمریون لہ ہے۔

کر دا لے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر حالت اور مقام میں خوف اور امید قائم ہیں، خوف اور امید کی شال پرندے کے بازوؤں کی طرح ہے جن کے بغیر وہ اڑا نہیں سکتا تھیک اسی طرح کوئی بھی حالت اور مقام اپنے مناسب خوف و امید سے خالی نہیں، پس عارف مقرب بارگاہ ہے اس کا مقام اور حال یہ ہے کہ ذاتِ الہی کے سوا کسی خشے کا ارادہ کرے اور نہ اس کی طرف مائل ہو، اور نہ ہی غیر اللہ سے اطمینان و سکون کا طلب گار ہو! لہذا عارف کا اپنی دعا کی مقبریت کی تمنا اور حق تعالیٰ سے ایفا نے عہد کی خواہش بذاتِ خود را طریقی کے خلاف ہے، خلاصہ یہ کہ عارف کی عطا کا بعض و فحہ قبول نہ ہونا وہ وجہ کی بنا پر ہے پہلی یہ کہ اس پر امید اور ثقتِ الہی کو وقتی طور پر سامنے نہ رکھنے کی وجہ سے خود میں کاغذیہ نہ ہو جائے اور اس طرح کہیں اس کے ہاتھ سے ادب کا دامن نہ چھوٹ جائے اور دوسری وجہ شرک باللہ ہے انبیاء علیہم السلام کے سوا دنیا میں ظاہری طور پر کوئی معصوم نہیں، چنانچہ عارف کی ہر دعا اس لیے شریف قبریت نہیں پاتی کہ وہ اس سے پڑھ کر بطریقی عادت و طبیعت سوال نہ کرنے گے، چونکہ یہ دعا امتثالِ حکم کے طور پر نہ ہو گی لہذا اس میں شرک کا پہلو نکل آئے گا، اور خیال رہے کہ ہر حالت اور ہر مقام بلکہ قدم قدم پر شرک کا ارتکاب ہو سکتا ہے، حسب امرِ الہی کے تحت سوال ہو گا تو قرب پڑھنے کا جیسے نماز، روزہ اور ان کے ماسوئی فرائض و نوافل اس لیے کہ ان میں حکم کی بجا آؤ رہی ہوتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۳۵) نعمت و آزمائش

واضح رہے کہ دنیا میں لوگ دو قسم ہیں، پہلے وہ جو نعمتِ خداوندی سے نوازے گئے ہیں اور دوسرے وہ جو ازمائش و امتحان میں مبتلا ہیں، نعمتِ الہی حاصل کرنے والے بھی گناہ اور تیرگی سے نہیں بچ پاتے، وہ رحمت اور الطافتِ خداوندی کی وجہ سے آسائش میں پڑ جاتے ہیں کہ اچانک تقدیر خداوندی ان پر قسم قسم کی بلاعیں، بیماریاں اور اپنے علادوہ اہل دینیاں پر الیسی مصیبیتیں نازل کرتی ہے کہ ان کی وہ ساری نعمتیں مکدر ہو جاتی ہیں اور انھیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ نعمتیں انھیں کبھی دی ہی نہیں گئی تھیں۔ اسی وقت وہ تمام نعمتوں کو بھول جاتے ہیں، اور اگر جاہ و نال خدام و حشم اور شمنوں سے اس و بے خوبی کی حالت میں ہوں تو انہیں آزمائش

اور اسکا احساس تک نہیں رہتا، جس طرح مصائب کے وقت انھیں انعاماتِ خداوندی کا خیال نہ تھا، دراصل یہ ساری باتیں اپنے مولیٰ کا حقیقی عرفانِ نصیب نہ ہونے کی وجہ سے ہیں اگر بندہ اس حقیقت کو سمجھ لینا کہ کائنات کی ہر چیز شیست ایزدی کے ماختت اور ہر تغیر و تبدل تکنی و تیرینی اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح تو نگری و مغلسی، عرتت و ذات، پستی و بلندی، موت و جیات اور تقدیم و تاخیر اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو وہ بھی ان (نظامِ ہرمی)

نعمتوں پر مطمئن ہو کر نہ رہ جاتا اور نہ ہی ان کے ذریعے اس کے دل میں کسی قسم کا خود پیدا ہوتا اور اس حقیقت سے آگئی کے بعد مصائب و آلام میں نبیوں سے بھی وہ کبھی مایوس نہ ہوتا۔

جس طرح یہ صورت حال عرفانِ الہی میں نقص کے سبب پیدا ہوئی بعینہ اس کا دوسرا سبب خود حقیقتِ دنیا سے عدم واقفیت بھی ہے، اس لیے کہ دنیا مصائب کا گھر، زندگی کو تاریک کرنے والی جہالت اور تکالیع و کدو روں کا نخلت کردہ ہے، دنیا میں اصل مصائب و آلام ہیں، اس میں نعمتوں کا نزول، اس کی حقیقت اور اصلاحیت کے خلاف ہے۔ پس دنیا ایلوے کے درخت کی طرح ہے کہ پہلے اس کا چھل کڑا ہے گراں اس کا انجام میٹھا ہے کوئی بھی شخص اس کی تلخی پئے بغیر اس کی مٹھاں حاصل نہیں کر سکتا، یعنی اس کی کڑا ہست پر صبر کے بغیر ملاوٹ کا حصول نا ممکن ہے، امّا جو شخص مصائب و دنیا پر صبر کرتا ہے اس پر دنیاوی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں ہمیشہ مزدور کو اس وقت تک مزدوری نہیں ملتی، جب تک محنت کی وجہ سے اس کی پشتیانی عرق آلو، جسم تھکا ہوا اور ول تکلیف کا احساس نہ کر رہا ہو، اس کی انسانیت ختم اور ہم خپس مخلوق کی خدمت سے انکار و اباکا غور خاک میں نہ مل گیا ہو، جب وہ یہ ساری تکنیکیاں برداشت کریتا ہے تو اس کے نتیجے میں اسے عمدہ کھانے، میرہ جات، بیاس، راحت و آرام، اگرچہ یہ ساری چیزوں محدودی مقدار میں ہی کیوں نہ ہوں، نصیب ہوتی ہیں، دنیا کی ابتداء شہد سے بھرے ہوئے برتن کے اس بالائی حصے کی سی ہے جو تلخی سے ملا ہوا ہے اسے استعمال کریو اسکے لیے یہ ممکن نہیں کہ تو تلخی کو استعمال کیے بغیر شہد تک پہنچ پائے، جب انسان احکامِ الہی کا پابند، منیمات سے کارہ کش اور تقدیرِ الہی کے سامنے مرتسلیم خم کر دیتا ہے ان کی تلخیوں پر صبر کرتا ہے ان کا بوجھ برداشت کرتا ہے خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرتا ہے، اینی مراد کو

چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلتے میں آخر پر تک اُسے بہتر زندگی عطا کرتا ہے۔ اسے عیش و آرام اور اعواز سے فرازتا ہے خود اس کی نجیگانی کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں بلا محنت و مشقت شیرخوار بچے کی طرح اس کی پروردش کرتا ہے۔ اُسے یہ انعامات اسی طرز ملتے ہیں جیسے شہد حاصل کرنے والا بالائی ترشی کے بعد شہد سے بطفِ انداز ہوتا ہے، نعمتیں حاصل کرنے والے انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ تقدیرِ خداوندی کے چھیرے ایسا نافل نہ ہو کہ ان نعمتوں پر فریضتہ ہو کر رہ جائے اور ان کی سیشیگی کا خیال کر لے، اور فعمتوں کے شکر سے بھی غفلت برستے رہے، اور شکر سے غفلت کی بنار پر نعمت کی قید کو زرد کر دے۔ انحضر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

”نعمت کی مثال وحشی جانور کی سی ہے اُسے خشک کے ساتھ مقید کرو۔“

مال کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ منعمِ حقیقی کی نعمتوں کا اقرار کرے اور تمام حالات میں نعمتِ خداوندی کو یاد رکھے، اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر نگاہ رکھئے اس پر اپنا ساتھی نہ رکھے! اپنے حدود سے تجاوز نہ کرے اور مال و نعمت کے بارے میں اس کے احکام کی پابندی کرے، مثلاً زکوٰۃ، کفارة، ہدایہ، صدقہ اور مظلوم کی فریاد رسی، اور حالات کے تغیر و تبدل اور نیکوں کے لگنا ہوں سے بدلنے کے وقت ضرورتِ مندوں کی مدد کرے، نیکوں کے لگنا ہوں سے بدلنے سے ہماری مراد نعمت اُمید کا سختی و مصیبت کے ساتھ تبدل ہونا ہے، اور اعضا و بیوار کی سلامتی ایسی عظیم نعمت کا شکر یہ ہے کہ ان سے طاعتِ الہی میں مدد حاصل کرے ان کو حرام اشیاء، بائیوں اور دیگر خراپیوں سے بچائے، نعمت کا گزر جانے یا زائل ہو جانے سے قید کرنا اسی سے جبارت ہے اور نعمت کے درخت کو سینچنا، اس کی ڈالیوں اور پتوں کی پروردش کرنا اس کے پھل اور ذائقہ کو شیریں اور بہتر بنانا، اور اسے تکمیل درخت کا سلامت رکھنا اس کے چبانے میں لذت اور رکھانے میں مزیدار بنانا پھر اس میں سلامتی کا فہور اور جسم میں نشوونما کی زیادتی اور اعضا میں اس کی برکت اور ان سے طرح طرح کی عبارات اور ایسے امور کا صدور جو قربِ خداوندی اور ذکرِ الہی کا سبب ہوں۔ اس کے بعد بندے کے کاربھتِ الہی کے سائے میں آنا اور جنت میں انہیاں، صدیقین اور شہدا کی رفاقت ہے اور یہ بہترین رفاقت ہے، اگر اس نے شکر ادا نہ کیا

اور دنیا کی ظاہری زینت پر فریضہ ہو گیا، اس کی لذتوں میں کھو گیا، اس کی سراب کی سبی تازگی اور بچلی کی طرح چکنے والی ظاہری خوب صورتی پر مطمئن ہو گیا تو اس کی مشال اس شخص کی طرح ہے جو موسم گرما میں صبح کی ٹھنڈی ہرایا سانپ اور کچھوڑوں کے منز میں موجود ذہر کا خیال یکے بغیر بعض ان کے ظاہری خوب صورت چڑے اور نقش و نگار کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھا ہو اپنے گرفتار ہونے کے تمام منصربوں اور چالوں سے بے شہر ہی رہا، مناسب ہے کہ اسے بلندی سے پستی دنیا میں ذلت و خواری کے ساتھ آنے والی ہلاکت اور متحاجی اور آخرت میں دوزخ کی آگ کے ٹھطرات سے آگاہ کر دیا جائے۔ مصائب میں مبتلا ہونے کی متعدد صورتیں ہیں، کبھی تو انسان خود کردہ جرائم اور تافرمانیوں کی سزا میں مبتلا ہو جاتا ہے، کبھی گناہوں کی کاروگیوں کو مٹانے اور صاف کرنے کیلئے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اسے یہ تکالیف بلند مقامات کے حصول کے لیے دی جاتی ہیں تاکہ وہ آزمائش کی بھٹی سے نکل کر اہل معرفت و مقام میں سے ہو جائے، اور اہل معرفت و مقامات وہی گروہ ہے جس پر رب کائنات کی خصوصی عنایت کا نزول ہو چکا ہے اور جن میں اللہ تعالیٰ نے رحمت و نزاکت کی سواریوں کے ذریعے مصائب و آلام کی واکیوں کی سیر کر آئی ہے اور ان کی حرکت و سکون میں نگاہِ لطف اور نظرِ رحمت کی تازہ بہارتے آزمائش بھٹی ہے کیونکہ انھیں مصائب میں مبتلا کرنا ہلاکت یا دوزخ کے ایندھن کے طور پر نہیں بلکہ یہ آزمائش و امتحان تو دراصل ان کے تقرب اور قبولیت کا ذریعہ تھا۔ ان مصائب سے ان کے ایمان کی حقیقت کا اظہار کیا، اور اس حقیقت کو شرکِ غافی، خواہشاتِ نفس، اور نفاق سے پاک اور صاف کر دیا، اور اس آزمائش و صیبہ سے کامیابی پر ان پر طرح طرح کے علوم و اسرار اور اذرا شکست کر دیئے، چنانچہ جب یہ لوگ ظاہری و باطنی گناہوں اور شرک سے پاک ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں مقربین اور شاخصان بارگاہ اور مجلسِ رحمت کے ہم زمینوں میں دنیا میں قلبی اور روحانی طور پر اور آخرت میں جسمانی اعتبار سے بنادیا، لہذا مصائب و آلام ان کے دون کو شرک کی میل، مخلوق و اسباب، اور ارادہ و آرزو کے علاقت سے پاک کرنے والے ہیں، اور نفس کے پچھلے، اور جنت الفردوس میں طاعت کے عرض درجات اور منازلِ عالیہ چاہئے کی خواہشات سے گردیئے کا سبب ہیں، صیبہ کے وقت جبرز کرنا اور گھبراانا اور

مخلوق سے شکوہ و شکایت کرنا ، عذاب اور کفارہ گناہ کے مقابلہ میں مبتلا ہٹے بلا ہونے کی علامت ہے آزمائش میں پڑوسیروں اور دوستوں کے سامنے بے صبری کے ساتھ شکایت نہ کرنا اور احکام و نکالوں کی مکالمہ کرنے کا اظہار نہ کرنا ، صبر عبیل اختیار کرنا گناہوں سے پاک و صاف کرنے کے لیے مبتلا ہٹے بلا ہونے کی علامت ہے ارادہ اللہ کے ساتھ رضا مندی و قوت اور ذکر خداوندی اور تقدیر ربی میں نفس کا سکون و اطمینان حاصل کرنا کروہ زمین و آسمان کا ماں ہے اور مصائب کے دفعہ ہونے اور ان کے گزنتے مک مصائب میں نیت ہو جانا بلندی مرتب کے لیے آزمائش میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔

(۳۶) ذکر حِنْد اکی فضیلت

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث قدسی کہ من شغلہ ذکری عن مسئلته اعطیتہ افضل ما اعطا انسائیں (جی شخص میرے ذکر میں موجود ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال بھی نہیں کر پاتا میں اسے سوال کرنے والوں کی بہبیت کہیں زیادہ عطا کرتا ہوں) کی تشرییع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سبب کسی مومن کو مقبول اور منتسب بارگاہ پہنانے کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کئی پرخار واریوں میں سے گزارتا ہے طرح طرح کی مصیبتوں اور تکالیف اس کی آزمائش کرتا ہے۔ دولت مندی سے اسے محتاجی کی طرف لے آتا ہے وسائل رزق منقطع ہونے کی صورت میں مخلوق کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر اسے مجبور کر دیتا ہے پھر اسے مخلوق سے پچالیتا ہے اور اس سے قرض یعنی کا سودا اس کے سر میں ڈال دیتا ہے ، پھر محنت اور کسب کی طرف اس کی رہنمائی کر کے اس کے لیے اس میں آسانی پیدا کر دیتا ہے چنانچہ وہ کسب حلال سے روزی کھانے لگ جاتا ہے پھر اچاہک کسب میں تیگی پیدا کر دیتا ہے اور اسے مخلوق سے سوال کرنے کا اشارہ کرتا ہے اور اسے معنی امور کا حکم دیتا ہے وہ ان امور کو سمجھنی جانتا اور پہچانتا ہے۔ ان امور کی تابعداری کو اس کی عبادت اور ان کے خلاف کر گناہ قرار دیتا ہے تاکہ اس کے باعث اس کی نفس اسیستہ دور ہو جائے اور نفس شکستہ ہو جائے اور یہ حالتِ بیاضت ہے اس وقت اس کا سوال مجبوری کی بناد پر ہوتا ہے خداوند تعالیٰ سے

شرک (اس سے نامیدہ ہو کر وہ سروں سے انگنا) کے طور پر نہیں ہوتا، پھر اس کو مخلوق سے بچاتا ہے اور اس سے قرض لینے کا قطعی حکم کرتا ہے جس کا مچوڑنا پہلے سوال کی طرح درست نہیں، پھر اس کو اس سے ہٹا کر مخلوق سے جدا کر دیتا ہے اور اس کی روزی کا سارا سلسہ صرف اپنی ذات سے والبستہ کر دیتا ہے، چنانچہ اپنی ضرورت کی ہر چیز بندہ اپنے مولیٰ سے طلب کرتا ہے اور اسے عطا کی جاتی ہے اگر وہ سوال کرنے سے منع چھیڑتا ہے تو اس کی عطا کر جاتی ہے، پھر بندہ اس سے ترقی کر کے زبان سے سوال کرنے کی بجائے دل سے سوال کرتا ہے چنانچہ اپنی تمام حاجتیں دل ہی کے ذریعے پیش کر کے کامیابی حاصل کرتا ہے اس وقت بندے کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اگر وہ مخلوق سے سوال کرے یا اپنی کسی ضرورت کے بارے میں لب کشانی کرے تو اسے کچھ نہیں ملتا۔ اس کے بعد اسے سوال، خلاہ ہو باطن بکر خود اپنی ذات سے بھی بے نیاز کر دیا جاتا ہے چنانچہ اسے طلب کیے بغیر اور ان مصلحتوں میں دخل دیئے بغیر جبکہ اس کے وہم و گمان میں بھی کوئی چیز نہ ہو وہ نعمتیں عطا کی جاتی ہیں جن سے کھانے پینے، پہنچنے اور دیگر لشتری عوارضات کی ساری کوتا ہیاں پوری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کا انگلہ بان و نگران بن جاتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

اَنَّ وَلِيَّ اللَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَوْمَ الْحِسَابِ

(بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب آماری اور وہ بیکوں کو درست رکھا ہے)

اس وقت اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جو آخرت میں اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنایا گیا ہے کہ "جس کو میرے ذکر کی محیت نے مجھ سے سوال کرنے کی مہلت نہ دی اسے سوال کرنے والوں سے کہیں زیادہ عطا کرتا ہوں"۔ المعرفۃ فائیت کا وہ بلند ترین رتبہ ہے جو اولیا نے کرام اور ابدالوں کا آخری مقام ہے، اس مقام پر بندے میں اشیاء کے پیدا کرنے کی صفت پیدا ہو جاتی ہے اور

لہ لا ہر ری نسخے میں شم یغیبہ ہے جبکہ مصری نسخے میں یعنیہ ہے، اور یہی سمجھے ہے۔

اللہ کے حکم سے اس کی ہر خودرت پوری ہوتی ہے، لبعن آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
اے بنی آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں جس چیز سے کہ دیتا ہوں ہو جا!
بس وہ ہو جاتی ہے میری اطاعت کر! تو بھی جس چیز کو کئے گا ہو جا! وہ ہو جائے گی!

(۳۷) تقربِ الٰی اللہ

محمدؐ سے خواب میں ایک متر بزرگ نے پوچھا کہ کس چیز کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، میں نے اُسے جواب دیا کہ یہ ایک راستہ ہے جس کی ابتداء ورع اور انہصار، تسلیم اور توکل ہے۔

(۳۸) مقاماتِ فرائض و سنن

مومن کے لیے مناسب ہے کہ سب سے پہلے فرائض ادا کرے ان سے فراغت کے بعد سنت کی طرف توجہ دے پھر فراغل میں مشغول ہو، فرائض کی تکمیل کے بغیر سنتوں میں مشغول ہونا جہالت اور بے وقوفی ہے۔ اگر فرائض سے ہے پہلے کوئی شخص سنن و فراغل میں صرف ہو جائے گا تو وہ ہرگز قبول نہ کی جائیں گی بلکہ اس کے مذپر ماردی جائیں گی، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جسے باادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلا نے وہ باادشاہ کی خدمت میں تو ساضر نہ نہ
البتہ باادشاہ کے ایک غلام اور ماتحت امیر کی خدمت میں کمرستہ کھڑا رہے، حضرت علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فراغل پڑھنے والا جس کے
ذمے فرائض باقی ہیں کی مثال اس حامل عورت کی ہے جس کی مدتِ حمل پوری ہو چکی ہو اور وضع حمل
کے قریب وہ اپنا حمل گراوے وہ صاحبِ حمل رہی اور نصاحتوں و لادت، اسی طرح نفل ادا کرنے والے
کے فراغل قبول نہیں کیے جاتے جب تک وہ فرائض ادا نہ کرے، نمازی کی مثال تاجر کی سی ہے
کہ جب تک وہ اصل سرمایہ (راس المال) نہیں لیتا اسے فتح حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح نفل

پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ فرائض کی تکمیل نہ کرے اسی طرح جو شخص سنت کو ترک کر کے ایسے زاغل میں مشغول ہو جو فرائض کے ساتھ ضروری ہیں اور نہ ہی شارع سے ان کیلئے کوئی تاکید آئی ہے، قبول نہ ہوں گے۔

واضح رہے کہ حرام اشیاء سے پر ہیز، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے اجتناب، تقدیر خداوندی پر زبان اخراج سے احتراز، اجابت خلق اور ان سے روگداہی، احکام الہی پر تسلیم خم اہم ترین فرائض میں سے ہیں، آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؛
”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔“

(۳۹) نیند اور بیداری

جن شخص نے بیداری پر جو ہوشیاری اور آگاہی کا سبب ہے خواب کو ترجیح دی اس نے انتہائی ناقص اور کتر چیز کو پسند کیا، اس نے اپنے آپ کو مددوں کے ساتھ ملا کر بھلانی غفلت کو فوکت دی، اس یہ کہ نیند الموت کی مثل ہے اسی یہ نیند کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف جائز نہیں، کیونکہ اس کی ذات تمام نقائص سے مبرأ اور پاک ہے، چونکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے اس یہ وہ بھی نیند سے آزاد ہیں اسی طرح اہل جنت جب وہ انتہائی بلند مقامات، اور پاک و نقیص منازل پر فائز ہوں گے غند سے بے نیاز ہوں گے، پس حقیقی بھلانی اور کامیابی کا راز جا گئے ہی میں مضمرا ہے اور تمام برائیوں اور لقصانات کی جڑ نیند اور نیک کاموں سے غفلت ہے جو شخص جسمانی لذت کی خاطر کھائے گا وہ زیادہ کھائے پئے گا، لہذا بہت سوئے گا، چنانچہ بہت ساری نیکیاں ضائع کر بیٹھے گا، اور جن شخص نے حرام میں سے کچھ کھایا اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے محض نفسانی خواہشات سے بساح چیز زیادہ کھائی، اس یہ کہ حرام نور ایمان کو اس طرح ڈھانپ لیتا اور تاریک کر دیتا ہے جیسے شراب عقتل کو تاریک کر دیتی ہے، اور ڈھانپ لیتی ہے، اور حب ایمان تاریک ہو گیا تو نماز، عبادات اور

لہ مفری نئے میں دالحق بالموت ہے جبکہ لاہری نئے میں والحق بالموت ہے ہم نے موخر الذکر کو ترجیح دیا

اخلاص میں سے کوئی چیز بھی نہ پہنچی، اور جس نے امرِ الٰہی سے حلال میں سے زیادہ کھایا، تو وہ اس شخص کے مثل ہو گا جس نے عبادت میں ذوق و سرور اور قوت کی خاطر حلال سے کم کھایا، پس حلال نور علیٰ نور ہے اور حرام تاریکیوں میں تاریکی حرام میں کوئی سجلانی نہیں ہے، پھر بغیر امرِ الٰہی اپنی خواہش سے حلال میں سے کھانا گیریا یہک طرح سے حرام کھانا ہے جو غیند کا باشت بتتا ہے اور اس میں کوئی سجلانی نہیں ہے۔

(۵۰) قرب اور بُعدِ خداوندی

تیرا معاملہ دو حال سے خالی نہیں یا تو قربِ خداوندی سے دور ہو گایا قربِ الٰہی میں داخل باللہ، اگر تو اللہ سے دور ہے تو آخر اس طرح خاموش پیظی رہنے، نعمت اور الطافِ خداوندی کے حصول، پائیداری عزت، نفع عظیم، سلامتی اور دولت مندی اور دنیا و آخرت میں محبویت کے حصول میں سُستی اور کرتا ہی کا کیا فائدہ ہے؟ آٹھ بار دنوں بازوں سے اسی بارگاہ و قدس کی طرف پرواز کر، یہک بازو حرام و مباح، لذات و شہوات اور آرام و سکون کا چھوڑنا ہے اور دوسرا تکلیف و مکروہات کا برداشت کرنا، فرائض کی ادائیگی، عمل میں محنت و ریاضت پر صبر، اور دنیا و آخرت کی خواہشات اور عزادم کے چکر سے نکلنے ہے یہاں تک کہ تو قرب اور وصول الی اللہ کے مقام پر فائز ہو، اس وقت تو جس چیز کی آرزو کرے گا پائے گا، تجھے مرتب بلند اور اعزاز سے نواز ابھائے گا، اور اگر تو مقربین اور واصلین بارگاہ میں سے ہے جو عنایتِ الٰہی سے شادِ کام مہرِ رباني سے معمور، محبتِ حق سے سرشار، اور بخشش درجت ایزوی کا محبط ہیں تو خوب ادب کرنا اور اپنے حال پر فخر و غرور نہ کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ادائی نہ صحت میں کمی کرنے لگے، اور آدابِ خدمت پورے ذکرے اور حقیقی سرکشی جمل و ظلمت اور عجلت کاشکار ہو جائے ارشادِ ربی ہے:

- وَحِيلَهَا الْإِنْسَانُ أَنْتَ كَانَ فَلَوْمًا جَهْوَلًا -

(۵۰) قریب اور بُعدِ خداوندی

تیرا معاملہ دو حوال سے خالی نہیں یا تو قربِ خداوندی سے دور ہو گایا قربِ الٰہی میں داخل بال اللہ، اگر تو اللہ سے دور ہے تو آخر اس طرح خاموش بیٹھ رہتے، نعمت اور اطاعتِ خداوندی کے حصول، پائیدار عزت، نفع عظیم، سلامتی اور دولتِ مندی اور دنیا و آخرت میں محبویت کے حصول میں سُستی اور کوتا ہی کا کیا فائدہ ہے؟ اُمّہ! اور دونوں بازوؤں سے اسی بارگا و قدس کی طرف پرواز کر، ایک بازو حرام و مباح، لذات و شہوات اور آرام و سکون کا چھوڑنا ہے اور دوسرا تکلیف و مکروہات کا برداشت کرنا، فرائض کی ادائیگی، عمل میں محنت و ریاضت پر صبر، اور دنیا و آخرت کی خواہشات اور عزم کے چکر سے نکلنا ہے یہاں تک کہ تو قرب اور وصولِ الٰہی کے مقام پر فائز ہو، اس وقت تو جس چیز کی آرزو کرے گا پائے گا، تجھے مرتب بلند اور اعزاز سے نواز اجائے گا، اور اگر تو مقربین اور واصلین بارگاہ میں سے ہے جو عنایتِ الٰہی سے شادِ کام مہرِ بانی سے معمور، محبتِ حق سے سرشار، اور بخشش درجت ایزوی کا نسبت ہیں تو خوب ادب کر! اور اپنے حال پر فخر و غرور نہ کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ادائی خدمت میں کمی کرنے لگے، اور آدابِ خدمت پُورے ذکرے اور حقیقی سرکشی جمل و ظلمت اور بجلت کاشکار ہو جائے ارشادِ ربی ہے:

- وَحَمْدَهَا إِلَى إِنْسَانٍ حَكَانَ فَلَوْمًا جَهْوَلًا

(اور آدمی نے اٹھا لی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا
نادان ہے)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وکان الانسان عجولانیٰ^۱

(اور آدمی برا جلد باز ہے)

اور خواہشات نفس، حبّت دنیا اور ارادہ و عزمِ ایسی چیزوں جنہیں تو ترک کر چکا ہے اسی طرح مصائب و آزمائش کے وقت صبر و رضا کار رامن چھوٹنے پر دل کی حفاظت و نگرانی کر اللہ جل جلالہ کے سامنے اپنے آپ کو گیند کی طرح جسے سوار چوگان سے چھرا تا ہے یا خصل دیئے واسے کے سامنے میت کی طرح، یا ماں کی گود میں شیرخوار بچے کی طرح ڈال دے اس کے غیر سے انہا ہو جا، اس کے وجود حقیقی کے سوا کوئی وجود دیکھ اور نہ ہی اس کے ملاوہ سے نفع و نقصان، منع و عطا کی امید رکھ!

ملکوں اور اسباب دنیا کو تخلیف و آزمائش کے وقت ایسا تمازیا نہ سمجھ جس سے اللہ تعالیٰ تجوہ تنبیہ کرتا ہے اور نعمت و عطا کے وقت قدرت کی طرف سے اسے ایسا دست رحمت سمجھ جو تیری پورش کرتا ہے۔

۵) مقامِ زهد

زادہ کو وگنا ثواب ملتا ہے، ایک ترک دنیا کی وجہ سے، کیونکہ زادہ دنیا میں اپنی خواہش اور اتباع نفس کے طور پر نہیں بلکہ مغض امرِ خداوندی کے تحت داخل دیتا ہے، جس وقت زادہ اپنے نفس اور خواہشات کی مخالفت پر قادر ہو جاتا ہے تو وہ محققین اور اہل ولایت میں شامل ہو جاتا ہے اور عرفاء اور ابادوں کی جماعت میں اسے داخل کیا جاتا ہے، اس وقت زادہ کو ان حصتوں کے لینے اور ان سے تعلق تالم کرنے کا حکم ہوتا ہے کیونکہ یہ حقیقت اصل میں

اسی کے لیے بنائے گئے ہیں اور اسی کے ہیں، بغیر کہ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تقدیرِ خداوندی اور علمِ الہی میں یہی مقدر ہو چکا ہے، پھر جب زادِ حکم خداوندی بجا لانا ہے یا اس کے باوجود ہے میں علمِ الہی سے مطلع ہو جاتا ہے اور اپنی شان میں تقدیر اور فعلِ الہی کے جاری ہونے کے سبب بغیر اس بات کے کروہ اس میں ہو خواہش اور ارادہ وہت کے بغیر اس سے ملتا ہے تو اسے دوہرا ثواب دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ عمل طور پر فعلِ خداوندی کی معرفت اور اس کے حکم کی بجا اور کہے اگر یہاں پر اغراض کیا جائے کہ تم نے اپنی تقریر میں ایک ایسے شخص کے لیے جو انتہائی بلند مرتبے پر فائز ہے ثواب کا اطلاق کس طرح کیا ہے؟ بیکار وہ ابدالوں اور عارفین کی جماعت کافروں ہے اور اس مبارک گروہ سے تعلق رکھتا ہے جو مخلوق کے علاوہ نفس اور خواہشات ارادہ وحدت، اور اپنے اعمال کی جزا سے بھی ہے نیاز اور فنا فی الحق ہے! اور یہی وہ گروہ ہے جو اپنی جملہ عبادات اور نیکیوں کو فعلِ الہی رحمت و نعمت ایزوی اور ہر تو فیض و سہولت کو اسی بلند و بالاذات کی کرمگتری سمجھتا ہے، ان کا اعتقاد ہے کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور بندے اپنے مولیٰ پر کوئی حق نہیں رکھتا، کیونکہ بندہ اپنی ذات، حرکات و سکنات اور کسب و ہبہ سیست اپنے مولیٰ کی ملکیت ہے، تو تم نے کس طرح یہ کہ دیا کہے دو گناہ قواب ملتا ہے حالانکہ اسے قواب کی طلب ہے اور نہ اپنے عمل کے بدلے کی خودرت! بلکہ اسے تو اپنی ذات میں کوئی عمل و کھانی بھی نہیں دیتا، عمل کے اعتبار سے وہ اپنے آپ کو انتہائی بلکہ کار و مطلب سمجھتا ہے۔ اس شے کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ آپ کی ساری بات اپنی جنگ پر صحیح ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا علم سے اسے قواب عطا کرتا ہے نیاز و نعمت میں اس کی پروردش کرتا ہے اور خصوصی لطف و عنایت اور احسان و عطا سے اس کی تواضع کرتا ہے، کیونکہ اس نے دنیا میں اپنی مصلحتوں اور لذتوں اور اسی طرح وقوع نقصان سے اپنا باختصار اس طرح اٹھایا ہے جس طرح ایک شہرخواز بچہ اپنے نس کے مفادات سے بالکل بے نیاز ہو کر محض فضل و رحمت خداوندی کے زیر سایہ اپنے والدین کی کفالت میں پروردش حاصل کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے اپنے نفس کے مفادات اور مصالح کی خواہش اٹھایتا ہے تو مخلوق کے دلوں کو اس حد تک مہربان کر دیتا ہے کہ ہر شخص اس کے ساتھ مہربانی، حُسنِ سلک اور احسان کے ساتھ پیش آتا ہے، لیس جو شخص ماسوی اللہ سے منز مرد کر فنا فی الحق ہو جاتا ہے اور اسے امر و فعلِ الہی

کے بغیر کوئی پریز جنگلش نہیں وسے سکتی تو دنیا و آخرت میں فضل ایزو دی اس پر سایہ کریتا ہے، ناز و نعمت سے اس کی پرورش ہوتی ہے اور اس سے ہر قسم کی تخلیف اٹھاتی جاتی ہے۔ فنا و خداوندی ہے،

اَنَّ رَبَّكُمْ اَللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَالَّ الصَّالِحِينَ^{۱۷}
 (بِئْشِكَ مِيرَاوِلِ اللَّهِ ہے جس نے کتاب آثاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے)

(۵۲) نذر بخال را بلیش بود حیرانی

اللّٰہ تعالیٰ مؤمنین میں سے ایک ایسے گروہ کو جو اس کا دوست اور اہل معرفت و ولایت ہوتا ہے آزمائش میں ڈال دیتا ہے، تاکہ اس آزمائش اور مصیبت کی وجہ سے وہ بارگاہ خداوندی میں سوال کرے۔ اللّٰہ تعالیٰ اس کی دعا اور اپنی بارگاہ میں سوال کو بہت ہی پسند فرماتا ہے چنانچہ جب یہ لوگ دعا کرتے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ اسے جلدی قبول فرماتا ہے تاکہ انہیں چودو کرم اور بخشش و عطا کا حصہ و افرغنایت فرمادے کیونکہ چودو کرم سوال کے وقت بارگاہ والی میں قبولیت دعا کا سبب بنتے ہیں، کبھی دعا جلد مقبول ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتی، مگر خیال رہے کہ اس کی وجہ عرض عدم مقبولیت یا پر قسمتی اور محرومی نہیں، بلکہ اس کا سبب دعا کی قبولیت کے مقررہ وقت میں مقدر تاخیر ہوتی ہے لہذا مناسب ہے کہ آزمائش اور مصیبت کے وقت بندہ صبر اختیار کرے، احکام اللّٰہ کی خلاف ورزی خلا ہر یا باطنی اور تقدیر خداوندی پر اعتراض اور چون وچرا کے متعلق اپنے کروہ گناہوں کا جائزہ لے کیونکہ بسا اوقات اپنے ان گناہوں ہی کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پھر اگر یہ آزمائش مل گئی تو درست! اور نہ مناسب ہے کہ ہمیشہ حاجزی وزاری کے ساتھ دعا اور معدودت میں مشغول رہے اور اسے اپنا وظیفہ بنانے، ممکن ہے کہ اس کی یہ آزمائش سرے سے ہو ہی اسی یہے کروہ خدا سے سوال و دعا کرتا ہے۔

اگر قبولیت میں تغیر ہو جائے تو اللہ رب العزت پر کسی قسم کی تھمت نہ لکھادے جیسا کہ ہم مفصل بیان کرچکے ہیں۔

(۵۳) رضا و فنا

اللہ تعالیٰ سے اس کی تقدیر پر رضا مندی اور اس کی حکتوں میں فنا ہو جانے کی نعمت طلب کر! کیونکہ یہ اطمینان و شادمانی کا باعث دنیا کی جنت، تقربہ الہی کا دروازہ اور محبت الہی کا سبب ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنایتا ہے تو دنیا و آخرت میں اسے کوئی تعلیف نہیں پہنچنے دیتا، رضا اور فنا، ہی وہ بلند مراتب ہیں جن کے ذریعے وصالِ رحمی، قربِ خداوندی اور اس کی ذات سے محبت الیسی لازوال نعمتیں نصیب ہوتی ہیں، مال و رزق کی ایسی اقسام کے تیجے نہ پڑو! جو خدا جانے تھاری قسمت میں ہیں جبھی سمجھی یا نہیں؟ جو تمہارا حضرت اور مقدر ہے اس کی طلب میں (خواہ مخواہ) برگزدا نی پر لے درجے کی بے وقوفی، بھالت، سرکشی اور بدترین عذاب ہے۔ مشورہ شل ہے کہ ایسی چیز کی طلب جو مقسم میں ہی نہیں ہے خطناک عذاب ہے اور اگر مقسم میں ہے تو اس کی طلب، لالچ احرص اور مرتبہ عبودیت اور محبت و حقیقت میں شرک ہے اپنے حقے کا ملاشی محبت الہی میں مخلص نہیں ہو سکتا، کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو معمولی سکی اہمیت بھی دی وہ انتہائی جھوٹا اور اپنے عمل کے بدلے کا ملاشی ہے ایسا شخص مخلص نہیں، مخلص تو وہ ہے جس نے اللہ کی صدقی دل سے عبادات کی تاکہ وہ حق ربویت ادا کر دے اللہ تعالیٰ کے ماں کے اور مستحقی عبادات ہونے کی وجہ سے اس کی عبادات کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کا ماں کے ہے اور بندے پر اس کی عبادات و طاعت لازم ہے۔ بندہ اپنے وجود، حرکات و سکنات اور کسب و ہر سمت اللہ ہی کی بملک ہے۔ اسی طرح بندہ اور اس کی ساری تعلیمات کا ماں کے حقیقی بھی اللہ ہے۔ تمام عبادات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر فضل و نعمت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی کی مہربانی و عنایت سے بندے کو اداۓ عبادات کی توفیقی نصیب ہوئی۔ لذا بندے کا اپنی عبادات و طاعت کا پرد طلب کرنے کی نسبت بہتر ہے کہ وہ (ان عبادات کی توفیق بخشے والے) پروردگار کے احسان و شکر میں مشغول رہے تو دنیا میں نہ کی پسندیدہ اشیاء کی طلب

اگر قبولیت میں تغیر ہو جائے تو اندر بِ العزت پر کسی قسم کی تہمت نہ لگادے جیسا کہ ہم مفصل بیان کرچکے ہیں۔

(۵۳) رضا و فنا

اللہ تعالیٰ سے اس کی تقدیر پر رضا مندی اور اس کی حکتوں میں فنا ہو جانے کی نہت طلب کر! کیونکہ یہ الٹیناں و شادمانی کا باعث دنیا کی جنت، تقربہ اللہ کا دروازہ اور محبت اللہ کا سبب ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنایتا ہے تو دنیا و آخرت میں اسے کوئی تعلیف نہیں پہنچنے دیتا، رضا اور فنا ہی وہ بلند مراتب ہیں جن کے ذریعے وصال رہی، قرب خداوندی اور اس کی ذات سے محبت الیٰ لازوال نعمتیں نصیب ہوتی ہیں، مال و رزق کی الیٰ اقسام کے پیچے نہ پڑو! جو خدا جانے تھاری قسمت میں ہیں جبی سبھی یا نہیں؟ جو تمہارا حضر اور مقدر ہے اس کی طلب میں (خواہ مخواہ) برگردانی پرے درجے کی جئے وقوفی، جہالت، سرکشی اور بذریعین عذاب ہے۔ مشورشل ہے کہ ایسی چیز کی طلب جو مقسم میں ہی نہیں ہے خطرناک عذاب ہے اور اگر مقسم میں ہے تو اس کی طلب، لائچ، حرص اور مرتبہ عبودیت اور محبت و حقیقت میں شرک ہے اپنے حصے کا ملاشی محبت اللہ میں مخلص نہیں ہو سکتا، کیونکہ جس نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو معمولی سی اہمیت بھی دی وہ انتہائی جھوٹا اور اپنے عمل کے بدلے کا ملاشی ہے ایسا شخص مخلص نہیں، مخلص تو وہ ہے جس نے اللہ کی صدقی دل سے عبادت کی تاکہ وہ حق ربویت او اکر دے اللہ تعالیٰ کے ماں کا اور مستحقی عبادت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کا ماں کا ہے اور بندے پر اس کی عبادت و طاعت لازم ہے۔ بندہ اپنے وجود، حرکات و سکنات اور کسب و ہزار سمیت اللہ ہی کی بیک ہے۔ اسی طرح بندہ اور اس کی ساری تکلیف کا ماں کا حقیقی بھی اللہ ہے۔ تمام عبادات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر فضل و نعمت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی کی مہربانی و عنایت سے بندے کو اداۓ عبادات کی توفیقی نصیب ہوئی۔ لہذا بندے کا اپنی عبادات و طاعت کا پر طلب کرنے کی نسبت بہتر ہے کہ وہ (ان عبادات کی توفیق بخشے والے) پروردگار کے احسان و شکر میں مشغول رہے تو دنیا میں نفس کی پسندیدہ اشیاء کی طلب

یہ کس طرح مصروف ہو جاتا ہے جیکہ مخلوق میں سے اکثر لوگوں کا حال تیرے سامنے ہے کہ جب ان کے پاس دنیوی ساز و سامان کی کثرت اور لذات و متاع دنیا کی فراوانی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے کفر ان نعمت اور تقدیر خداوندی پر ان کی ناراضگی اور برمی ٹرد جاتی ہے اپنی قسم پر صبر و شکر کے برکت چیزمرے سے مقسم میں ہی نہیں ہوتی اس سے محروم اور اسے حاصل کرنے کی تڑپ میں اُن کا رنج و غم زیادہ ہو جاتا ہے اپنے مال و رزق کے حصے کو معمولی اور حقیر اور دوسروں کے رزق کو زیادہ اور کثیر سمجھ کر اسے طلب کرنے لگتے ہیں لیکن غیروں کا حصہ طلب کرتے کرتے ان کی زندگی ان ختم ہو جاتی ہیں، تو ای ضعیف اور ضعیف ہو جاتے ہیں۔ جسمانی طاقت جواب دے جاتی ہے پیشانیاں طویل زندگی کا بوجھ اٹھانے کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہیں، کثرتِ گناہ اور غیروں کے مقسم کی طلب میں ڈرے ڈرے گناہوں کے ارتکاب اور احکامِ الہی میں غفلت کی وجہ سے ان کے نامہ اے اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں، ملحوظ دوسروں کا حصہ (مقسم) نہیں ملتا، وہ دنیا سے خالی ہاتھ پلے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ حکم
 نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دنیا و آخرت برپا کر دیتھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ذنو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مقسم کا شکر او اکر کے انہیں عبادتِ الہی کا ذریعہ پایا ہے اور نہ بھی وہ دوسروں کا حصہ حاصل کر سکے! اور اپنی دنیا و عاقبت تباہ کر دالی، یہی وہ لوگ ہیں جو مخلوق میں سے عقل و شعور کے اعتبار سے بدترین احمدی اور ہیوقوف واقع ہوئے ہیں، اگر وہ تقدیرِ الہی پر راضی و شاکر رہتے ہوئے عطا نے موالي پر تقاضت کرتے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے تو کسی محنت و طلب کے بغیر دنیا بھر کی نعمتیں اور قسمتیں ان کے پاس کھنپی چلی آتیں، انہیں قربِ خداوندی نصیب ہوتا اور اپنی بہرماو اور تنہائی میں کامیابی حاصل کر لیتے، اللہ تعالیٰ سہیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی تقدیر پر راضی ہو گئے، اور جن کی دعائیں رضا اور فتح حفاظتِ حال اور اس چیز پر جو بارگاہ خداوندی میں مقبول و محبوب ہے میں منحصر ہیں۔

(۵۲) وصول الی اللہ کا طریق

چونکہ آخرت کی بخلافی چاہتا ہے اسے چاہیے کہ دنیا میں زہاد خیار کرے اور حبس کا مقصود و منہی ذات باری ہے اس کے لیے مناسب ہے کہ دہ آخرت سے کنارہ کش ہو جائے دنیا کو آخرت کیلے اور آخرت کو خدا کے لیے چھوڑ دے جب تک خواہشات دنیا میں سے کوئی خواہش اور لذات میں سے کوئی لذت یا راحت میں سے کوئی راحت شلائھانے، پینے، پختے، نکاح کرنے، مکان و سواری، حکومت و ریاست، ترقی فنون اور علم فقہ میں سوانے ارکانِ حسرہ یا مختلف سننات سے روایت حدیث یا علم قرأت سبعدُ قرآن، نحو، لغت، فصاحت بلاغت کے اسی طرح تنگ وستی کے زائل ہونے اور تو نگری و دلتندی کے حصول، آزمائش و مصیبت کے طلنے اور عافیت و سکون، دفعِ ضرر اور اکتسابِ نفع میں سے کوئی معمولی سی چیز بھی دل میں باقی ہے تو وہ زاہد صادق نہیں ہے کیونکہ ان تمام چیزوں میں لذتِ نفس، موافقۂ خواہش اور آرام طبع ہے یہ ساری دنیوی چیزوں میں کا حصول وہ ہمیشہ کے لیے چاہتا ہے اور دنیا میں ان سے آرام و سکون حاصل کرتا ہے دل کو ان سے آزاد اور مستغنی کرنے کی کوشش کرے اور اپنے نفس کو انہیں دُور کرنے، جو سے اکھاڑ پھینکنے اور فیضی و تنگ وستی اور ہمیشہ کی محتاجی پر راضی رہنے پر آمادہ رکھے مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کی محرومگی کھلی چو سے آئندی آرزو و خواہش بھی باقی نہ رہے تاکہ دنیا میں کا زہد خالص ہو جائے جب زہد میں کامل ہو جائے گا تو دل سے ہر قسم کی پریشانی و رنج اور باطن کی سختی نکل جائے گی اور اس کے بدلتے میں راحت و سرور تعلق باللہ کی کیفیت پیدا ہو جائی گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”زہد دنیا میں قلب اور جسم و دنوں کے لیے راحت اور خوشی کا موجب ہے“

جب تک دل میں ان چیزوں میں سے کوئی چیز باقی رہے گی تو پریشانی، رنج اور خوف موجود رہتے گا۔ ذلت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب سے جا بکثیف موجود رہنے گا لیکن جس وقت دنیا کی محبت دُور ہو جائے گی اور تمام دنیوی رشتے منقطع ہو جائیں گے تو وہ تمام جبابات اٹھ جائیں گے۔ اس کے بعد آخرت سے زہاد خیار کرے، اور یہ مراثب ملند، خرو غلامان، ملند و بالا محلات۔

بانحات، سواریاں، بس، زیورات، طعام اور اپنے خاص بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہر وحدہ کرو نعمت کی طلب و امید سے سکوت اور خاموشی سے حاصل ہو گا، اسی طرح دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اپنے عمل کا اجر و ثواب بھی ہرگز نہ مانگے اس طرح وہ دیکھے گا کہ اللہ جل مجدہ اپنی رحمت و چشم سے اسے مکمل جزا غایت فرمائے گا اور اسے گوناگون الطاف و احسانات سے نوازے گا! جس طرح اپنے رسول، انبیاء، اولیاء، خواص، اصحاب اور عرفاء کے ساتھ اس کا طریقہ ہے، اس مقام پر پہنچ کر بندہ دم والپیں تک ہر روز ترقی میں ہو گا اور آخرت میں اس پر وہ وہ نوازشیں کی جانیں گی جنہیں کسی انکھونے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور ذمی کسی دل پر ان کا وہم و گمان گزرا ہے۔ وہ ایسی نعمتیں ہیں جن کے اور اس سے عقیل عاجز اور جن کے بیان کی تاب الفاظ نہیں لاسکتے۔

(۵۵) ترک اذات

۱۱) خواہشات دنیوی تین مواقع پر ترک کی جاتی ہیں، پلا جس وقت بندہ اپنی جہالت کے اندر ہیں جنک رہا ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ تمام حالات میں (حکم الہی کے عکس) اپنی خواہش پر عمل کرتا ہے اس وقت بندہ اپنے رب کی عبادت اور شریعت نبوی کا لحاظ کیے بغیر صروفِ عمل ہوتا ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نگاہ ڈالتا ہے اور اپنے نیک بندوں میں سے ایک ناسخ اور واظا اس کے پاس بیج دیتا ہے، جبکہ اس سے پڑے ایک واظا اور ناسخ تو خود اس کی ذات میں داس کا ضمیر موجود ہوتا ہے، چنانچہ یہ دونوں ناصح مل کر اس کے نفس اور طبیعت پر قابو پالیتے ہیں، اور ان کی نصیحت کا رگر ہوتی ہے۔ اس وقت نفس حق کی مخالفت کی اس بے راہ رو سواری کے نقصانات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے تمام تصرفات میں اتباع شریعت کی طرف پھر جاتا ہے، اور بندہ حقیقی مسلمان اور عاملِ شریعت بن کر اپنی طبیعت کو اس کا خونگر بنالیتا ہے، اور دنیا کی تمام حرام اور شبہ اشیاء ترک کر کے مخلوق کے احسانات سے جبی سکدوش ہو جاتا ہے، اپنے بس و طعام، نکاح اور مکان بلکہ اپنی ہر حالت اور تمام ضروری امور میں مباح اور حلال اشیاء اختیار کرتا ہے تاکہ ان سے جنم کے لیے

۱۱۶

ضروری غذا حاصل کر کے اُسے اپنے رب کی عبادت و طاعت میں قوت و طاقت کا سبب بنائے اور اس نے لئے مقدر حصہ مکمل طور حاصل کر لے، حقیقت یہ ہے کہ بندے کا اس دنیا کو چھوڑنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں، جب تک کہ کوہ دنیا میں سے اپنے حقیقت کو حاصل کر کے اس سے مکمل استفادہ نہ کر لے، الغرض وہ میاج اور حلال کی سواری پر سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے ان لوگوں کی جماعت میں داخل ہو جائے جو محقق، خواص، صاحبِ عزیمت اور محب صادق ہیں۔ اس وقت وہ امرِ خداوندی سے تناول کرتا ہے، اور اسے باطنی طور پر بارگاواللہی سے مذاکی جاتی ہے۔ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا، اگر اپنے خانقہ کا وصال چاہتا ہے تو مخلوق اور خواہشات کو ترک کر دے، دنیا اور آخرت کے تمام قلاوے اپنی گردن سے آبار پھینک! کائنات کی ہر چیز اور ارادہ و خواہشات سے خالی ہو جا! تمام موجودات سے علیحدہ اور بے گلی ہو جا! توحید پرشاد ای و فرحان اور شرک سے مجبوب ہو جا! اس کے بعد اندر داخل ہو اور ادب سے گردن جھکا کر چلا آ! دامیں بائیں دنیا کی دل تجھانے والی چیزوں پر نظر نہ کر! جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو بارگاواللہی سے اُسے خلائقی عطا ہوتی ہیں اور علوم و معارف کے اذار اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نازول ہوتا ہے، اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ نعمت اور فضلِ خداوندی سے اپنا دامن بھرلو! ان کی تقدیر کر کے بے ادبی کا ارتکاب نہ کر! کیونکہ شایع نعمتوں سے منہ مورثا اس بارگاہِ قدس کی توہین اور سبکی ہے، یہاں اپنے نفس کو فنا کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بقا باللہ کے مرتبے پر فائز ہو کر اس کی رحمت و عنایت حاصل کرے، خلاصہ کلام یہ ہے حفظ و ادانتی

WWW.NAFSEISLAM.COM

اقسام کے لینے میں چار حالیتیں ہیں:

(۱) صرف خواہش نفس کی بناء پر اور یہ حرام ہے۔

(۲) شریعت کی بناء پر اور یہ میاج ہے۔

(۳) امرِ باطنی کے طور پر اور یہ ولایت اور خواہشات کے ترک کی صورت ہے۔

(۴) ازروئے نعمت و موهبتِ اللہ اور یہ ارادہ و خواہش کی شکستگی اور ابدالیت کے مقام کا حصول ہے۔

اصل میں یہ شخص اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے اسی کو یہاں کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔

ارش دباری ہے: ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین

(بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے)

اور یہ اس بندے کی شان ہیں ہے جس نے اپنی مصلحتوں اور مفادات اور اسی طرح نفعان و ضر کے دفع کرنے سے مکمل طور پر اپنا ہاتھ ایسے کھینچ لیا ہے جیسے شیر خوار بچہ دای کے ہاتھوں ہے، اور میت غسل دینے والے کے سامنے خود پردگی کا منظر ہوتے ہیں، تھیک اسی طرح بندے کی اپنی مدیر اور اختیار ہے کہ بغیر دستِ ربویت اس کی پروردش کرتا ہے، وہ حال ہو یا مقام و ارادہ سب سے غالی ہو کر تقدیر میں فلسفی ہو جاتا ہے کبھی تو اسے وہ مرفا الحال کر دیتی ہے اور کبھی تنگ دست، کبھی غنی اور دولت مند بنا دیتی ہے اور کبھی محتاج و مغلس، لیکن وہ نہ توان میں سے اپنے طور پر کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور نہ کسی سے نفرت کرتا ہے بلکہ اس کا مشترب ہر چیز پر دائمی رضا مندی اور گلی موافق تین بن جاتا ہے اور رضا و موافق تین ہی وہ بند مقام ہے جو اولیاء اللہ کے مقامات و احوال میں سے بلند ترین مرتبہ ہے۔

(۵۶) مراتب فناء

دنیا کی ہر شے سے آنکھیں بند کر لے! اور کسی چیز کی طرف نہ دیکھ جب تک تو کسی چیز نہ (غیر اللہ) کی طرف متوجہ رہے گا۔ قرب اور فضل خداوندی کی راہ تجھ پر نہیں کھٹکے گی۔ توحید، فنائے نفس، محیت ذات، اور نفی علم کے ذریعے دوسرا تے عام راستے بند کر دے! چنانچہ تیرے دل میں اللہ کے فضل عظیم کا در رحمت کھل جائے گا اور تو اسے ظاہری آنکھوں سے قلب و ایمان اور یقین کے نور سے مشاہدہ کرے گا، اس وقت اس شمع کے نور کی طرح جو سنت تاریک اور کالی رات میں مکان کے روشنیوں اور کھڑکیوں سے چیز کو صحیح کو منور کر رہا ہوتا ہے وہ نور تیرے باطن کو جگ لے کر تیرے ظاہر کو بھی روشن کر دے گا، تیر نفس اور اعضاء کی ماسوی اللہ کی عطا اور وعدے سے نہیں بلکہ عطا اور وعدہ الہی سے سکون حاصل کریں گے، اپنے آپ پر رحم کر نکلم نہ کر! اپنی جان کو جہالت و رعونت کی تاریکیوں میں نہ ڈال، پھر جس وقت تو فنکو ق اور قوت و کسب اور اسباب پر یکیر کر کے ان پر بھروسہ کر بیٹھے گا تو تجھ سے یہ ساری چیزیں

لہ یہ مقام لاہوری نسخے میں بالکل مختصر ہے ہم نے مصری نسخے کے مطابق مفصل مقامے کا ترجمہ کر دیا ہے۔

پھر جائیں گی، غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے شرک پر عذاب میں ملکا ہو گا اور رحمتِ خداوندی مُنہ موڑنے لے گی، پھر حب تود و بارہ توحید پر قائم ہو گا اس کی عنایت پر نظر اور اس کی رحمت کا امیدوار بنے گا، ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کر لے گا، تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنا مقرب بنالے گا، اور زیادہ قرب بخشے گا، تجھ پر رحمت نازل فرمائے گا اور تیری پروش اس طرح کرنے گا کہ تجھے کھلاتے گا پلاسٹ گا، دوا کرنے گا عافیت اور سکون عطا فرمائے گا اور اپنی عطا و خبش کے ذریعے تجھے بنے نیاز کر دے گا، تیری مدد کرنے گا، عوت بخشے گا، اس مقام پر بندہ ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اُس کے قرب کا خواہاں ہوتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ کا خصوصی نفل اس پر سایہ نگان ہو جاتا ہے اس کی نعمتوں سے شاد کام اور اس کی بے پایاں رحمت سے مستفید ہوتا ہے، اس سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ رحمتِ ایزدی کے یہ دروازے اس پر کبھی بند نہیں ہوں گے، اس مقام پر بندہ اللہ ہی کا ہو کرہ جاتا ہے، اس کا ارادہ مشیتِ ایزدی میں فنا اور اس کی تمپری قدرِ الہی کے تابع ہو جاتی ہے چنانچہ بندہ مشیتِ الہی سے چاہتا اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتا ہے وجود اور فعل دونوں میں غیر اللہ کو نہیں دیکھتا، اس وقت اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا ایغا اس پر ظاہر نہ کرے اور بندہ نے جو جو توقعات والستہ کر رکھی ہیں وہ پوری نہ ہوں، تو ایسا ممکن ہے کیوں کہ خواہش و ارادہ اور خواہشاتِ نفس کی طلب کے زائل ہونے کے ساتھ غیریت ختم ہو گئی، اور دراصل یہ سب کچھ حق سمجھانے کا فعل و ارادہ اور مراد بن جاتی ہے، اس مقام پر اس کی طرف وعدہ یا وعدہ خلافی کی نسبت ہی سرے سے غلط ہے، کیونکہ یہ نسبت اس کے باسرے میں درست ہو گی، جس کے باں ابھی تک ارادہ اور خواہش باقی ہے، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ساتھ وعدہ ان حالات میں اس شخص کی طرح ہے جو اپنے دل میں کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کی نیت کرتیا ہے لیکن پھر یہ ارادہ کسی دُسرے کام سے تبدیل کر لیتا ہے، جیسے ناسخ و مسنون کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

وَحْيٍ يَسْبِبُ:

ما نَسْخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسْهَانَاتٍ بَخِيرٌ مِنْهَا وَمُشَاهِدَهَا مَعْلُومٌ

اَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ حِكْمَةٍ شَفِيٍّ وَقَدِيرٍ لَهُ

(جب کوئی آیت ہم فسوخ فرمائیں یا مُجلادیں تو اس سے بہتر یا اُس سیسی
لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے)

اُن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوارے چند مقامات کے جو غزوہ بدر کے قیدیوں سے
متعلق ہیں تریدون عرض الدینیا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْأَخْرَةَ لَوْلَا كَاتِبٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ نِسْكَمْ فِيمَا
اَخَذَتْ حِدْرَعَدَابٌ عَظِيمٌ۔ ارادہ و خواہات سے پاک تھے، اپنے محبوب حق اور مراد الہی تھے،
اس سیلے آپ کو ایک حالت ایک وعدے اور ایک مقام پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ آپ کو تقدیر کی
طرف لے جایا گیا اور تقدیر کی عنان آپ کے سپر کر دی گئی، اور تقدیر میں آپ کو محو کر دیا گیا، اور
آپ کو اللاح وحی گئی اللہ تعلم ان اللہ علیٰ حکم شیٰ قدری۔

یعنی آپ تقدیر الہی کے سمندر میں ہیں اور اس کی موجودی میں ادھر سے ادھر تیرے ہے میں
خوب سمجھ لیجئے کہ ولی کے راتب کی ابتداء نبی کے مدارج کا آغاز ہے ولایت و ابدالیت سے اپر
نبوت ہی کا درجہ ہے!

(۲۵) قبض و بسط

سب احوال قبض میں کیونکہ ولی مان کی حفاظت پر نامور ہوتا ہے اور جس چیز کی حفاظت کا
حکم ہو و قبض ہے البته تقدیر خداوندی پر رضا مندی سراپا بسط ہے، اس سیلے کو تقدیر پر صبر و رضا
کے علاوہ وہاں کوئی دوسرا یا اسی چیز ہے جس کی حفاظت کا حکم دیا جائے، لہذا ولی کو
چاہیے کہ وہ تقدیر کے متعلق کسی قسم کی بے صبری کا منظاہرہ نہ کرے بلکہ اس کی موافقت کرے
اور ہر قسم کے حالات چاہے وہ موافق ہوں یا مخالف، ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے تمام
احوال محدود ہیں اس سیلے ان کے حدود کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور فعل الہی جو تقدیر ہے
اس کی تو کوئی حد نہیں جس کی حفاظت کی جائے، اور مقام قدر و فعل و بسط میں بندے کے
داخل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نفس کی لذتوں کے ترک کردینے کے حکم کے بعد اسے ان کے
حوال کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کا باطن خلوقت سے خالی ہوا تو

اس میں رب کے سوا کچھ باقی نہ رہا، اس وقت بندہ حالتِ بسطیں ہوتا ہے اور جو چیزیں اس کی قسمت میں ہیں یا سوال و دعا کے ذریعے جو چیزیں اُسے ملنی ہیں، ان کے متعلق سوال اور خواہش کا اُسے حکم دیا جاتا ہے تاکہ بارگاہِ اللہی میں اس کی قدر و منزالت اور اس کی دعا کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ کا احسان ثابت ہو جائے قسمت کی عطا کے سوال کے متعلق زبانِ کھولنا زیادہ تر قبض کے بعد بسط اور احوال سے حاصل کرے، ایکنکہ وہ اپنے حق سے تجاوز نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اپنے حق کے حصول سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو سکتا ہے چنانچہ وہ تمام حالات میں بساج اور حلال کی سواری پر سیر کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے ذریعے وہ آستانِ ذلیقت تک پہنچ جاتا ہے اور وہ محققین، اصحابِ عزیمت اور محبانِ خدا کے پاکیزہ گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے باطن میں خدا کی طرف سے آوازِ سُنّتا ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ! اور آجا! اگر غلطی کا طلبگار ہے تو خواہشاتِ نفس اور مخلوق کو چھوڑ دے اور دنیا و آخرت کے تلاوے اتار پھینک، اور تمام ہستی اور موجودات اور آینہ پیدا ہونے والی ساری چیزوں سے بے نیاز ہو جا! اپنی تمام خواہشات اور علاقت سے بے نیاز اور ہر چیز سے فیض ہو جا! شرک سے بچ کر توحید اور ارادہِ خالص پر قناعت کر! پھر خاموشی سے ادب کے ساتھ سر جھکا کر منازلِ قرب میں آجا! دائیں طرف یعنی آخرت کی جانب اور بائیں طرف یعنی مخلوقِ دنیا اور خواہشاتِ نفس کی جانب ہرگز نہ دیکھ، عجب بندہ اس مقام پر پہنچ کر قرار حاصل کر لیتا ہے، تو اس کے پاس اللہ کی طرف سے خلعتیں نازل ہوں گی، جو علوم و معرفت کے انوار اور قسم قسم کے فضل و نعمتوں سے اسے ڈھانک لیں گی! اس وقت اُسے کہا جائے گا کہ اللہ کی نعمت و فضل سے بہرہ در ہو! اُسے رد کرنے اور اس کی قدر دانی نہ کرنے کی وجہ سے بے ادبی ذکر! ایکنکہ شاہی نعمت کے رد کرنے میں باشناہ کی توہین اور اس کی حکومت کا استخفاف ہے اس مقام پر بندہ اپنے آپ کو فنا کر کے فضل اور قسمتِ خداوندی سے واصل ہو جاتا ہے، اس سے پہلے بندہ اپنی خواہشِ نفس کے چکر میں چنسار ہتا تھا، چنانچہ اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ نعمت اور فضلِ خداوندی سے اپنا حصہ لے لو! پھر قسمت اور مقدار کے حاصل کرنے میں بندے کی چار حالتیں ہیں، پہلی طبیعت کی خواہش سے لے اور یہ حرام ہے دُسری شریعت کے حکم سے لے

یہ مباح اور حلال ہے، تمیری باطنی حکم سے لے، یہ حالتِ ولایت اور ترکِ خواہش کی صورت ہے،
چونچی فضلِ الہی سے لے اور یہ ارادے کے زوال، ابدالیت کے حصول، بندے کے مقام
محبوبیت پر فائز ہونے اور تقدیر ہو جعلِ حق ہے کے ساتھ قائم رہنے کی حالت ہے، اور یہی
علم اور نیکی سے متصف ہونے کی حالت ہے پس درحقیقت جس کی رسائی اس مقام تک ہو جائی گے
وہی صالح قرار پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا سمجھی یہی معنی ہے کہ:
ان وَيَسِ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّ الصَّالِحِينَ ۖ
(بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب آثاری اور وہ نیکوں کو دست
رکھتا ہے)

ثابت ہوا کہ صالح وہی شخص ہے جس کا ہاتھ اپنی مصلحت و منفعت کے حاصل کرنے اور ضرر
ونقصان کے دفع کرنے سے اس طرح رُک گیا، جیسے دایر کے ہاتھ میں شیرخوار پکے اور غزال
کے ہاتھوں میں مُردے کا ہاتھ بند ہوتا ہے، اس مقام پر بندے کی تدبیر و اختیار کے بغیر خود
دستِ قدرت اس کی پرورش کا ذمہ اور ہو جاتا ہے، وہ تمام پیروں سے بے نیاز ہوتا ہے،
اسنے یہ اس کا کوئی حال ہوتا ہے اور نہ مقام اور نہ ارادہ بلکہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سپر
کر دیتا ہے جو کبھی اسے بسط اور قبضہ میں اور کبھی دلت مندی اور محنتا جی میں پھرا تی رہتی ہے،
وہ ان حالات کے زوال یا ان میں کسی قسم کے تغیر کی آزادی کی نہیں کرتا، بلکہ تقدیر کے ساتھ
وانہی رضا مندی اور ابدی موانع کے راستے پر فائز ہوتا ہے اور یہ اولیاء اور ابدالوں کے
مقامات میں سے بلند ترین درجہ سے۔

(۵۸) تمام اطراف سے صرف نظر

جب بندہ مخلوق، خواہشاتِ نفس اور دنیا و آخرت کی خواہشات سے مبترا ہو جاتا ہے اور
خدا نے بزرگ و برتر کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا، ہماری چیزیں اس کے دل سے بدل
جائی ہیں تو وہ اللہ سے داصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور بُرگزیدہ بنایتا ہے اور
مخلوق کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے چنانچہ وہ تمام مخلوق کے علاوہ خود اپنی ذات سے

بھیستغتی ہو جاتا ہے اس مقام پر وہ محتاجی اور تو نگری کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

(۵۹) مصائب پر صبر اور نعمت پر شکر

تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا مصیبت و آزمائش کی حالت میں ہو گایا نعمت کی حالت میں! اگر مصیبت و آزمائش کی حالت ہے تو تجویز سے اگرچہ بیکلخت ہی کیوں ذہن صبر کا مطابق کیا جائے گا، مگر یاد رہے کہ یہ ادنیٰ اور عمومی بات ہے صبر کرنا اس سے بلند مرتبہ ہے۔ اس کے بعد موافقت اور پھر فائیت ابدالوں، عرفنا اور علما کا حال ہے اور اگر نعمت کی حالت ہے تو اس پر شکر ادا کرنا ضروری ہے اور شکر زبان، دل اور اعضا و بوارج تمام سے ادا ہوتا ہے زبان کے ساتھ شکر ادا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ تردد سے اس بات کا اعتراض کر کے نعمت خدا ہی کی طرف سے ہے اور اس میں اپنی ذات اور مخلوق، کسب و ہبڑا اور قوت و طاقت کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ تو خود اور یہ ساری چیزوں نعمت کے اسباب اور وسائل ہیں، نعمت کو پیدا کرنے والا اسے تقسیم کرنے والا، اور اس کا مستبیب وہی خدا نے بزرگ و برتر ہے، حب تقدیر اور پیدائش اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا کس طرح شکر اور حمد کے لائق ہو سکتا ہے، ظاہر بات ہے کہ بدیری لانے والے غلام کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ بدیری سمجھنے والے ماںک پر ہی نظر کی جاتی ہے، جنہیں یہ بصیرت حاصل نہیں ہے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ غَفُولُونَ۔
وَمَا يَرَى إِلَّا مَا أَنْشَأَ اللَّهُ بِرِيقِ الْمُرْكَبِينَ

(بیانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے
بے خبر ہیں)

جس شخص کی نظر صرف ظاہر اور اسباب پر مکہ گئی اور اس کی حقیقت و معرفت پر وصیان نہ دیا وہ جاہل، بے وقوف اور نالائق ہے۔ ماقبل کو ماقبل اسی یہے کہا جاتا ہے کہ اس کی نظر ہمیشہ انعام کا رپر ہوتی ہے، دل سے شکر ادا کرنے کا منفوم یہ ہے کہ پندرہ دلی کے ساتھ



اس بات کا ہمیشہ نعمتیں اور اعتماد رکھے کہ میری ہر موجود پریز، ظاہری و باطنی نعمتیں، لذات اور منفعتیں اور تمام حکمات و سکنات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں، زبان سے شکر در جمل دل کی ترجیحی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا بَكُونَ فِي نَعْمَةٍ قَمِنَ اللَّهُ يَعْلَمُ

"اور تمہارے پاس جو نعمت ہے مسبب اللہ کی طرف سے ہے"

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاسْبَغْ عَلَيْكَ نَعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَهُ۔

د اور تمہیں بھروسہ دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور پھیپھی

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَإِنْ تَعْدُوا نَعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا۔

(او لگر اللہ کی نعمتیں گز تو شمار نہ کر سکو)

ان و لا اعلیٰ سے ثابت ہوا کہ کسی مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نعمت عطا کرنیوالا نہیں ہے، رب اعضا و جوارح سے شکر! تو یہ اس طرح ادا ہو گا کہ اعضا و جوارح کی مبرحکت الطاعتِ الہی کے تحت ہو، اس میں غیر اللہ کا کوئی دخل نہ ہو، جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی ہر اس میں مخلوق کو کوئی وقت نہ دے اور یہ قادِ نفس، خواہشات، ارادو و ارزو اور تمام مخلوق سب کے لیے ہے، الطاعتِ الہی کو اصل، اساس اور منزلِ قرار دے اور دوسری باتوں کو فرعی، عارضی اور شانوی حیثیت دے، اچھی طرح جان لے کر اس کی مخالفت سے تو ظالم، راوہ ہدایت سے دور، اور اللہ کے احکام جو اس نے اپنے نیک بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں، کی خلاف ورزی کرنے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۴۲ ملے سورہ نحل: ۱۶، آیت ۳۵

۱۴۲ ملے سورہ ابراہیم: ۲۱، آیت: ۳۳

وَمَنْ لَعِنَ حُكْمًا اَنْزَلَ اللَّهُ فَالْوَلِيُّكُمْ هُمُ الْكَافِرُونَ لَهُ
 (ادور جو اللہ کے آثار سے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَعِنَ حُكْمًا اَنْزَلَ اللَّهُ فَالْوَلِيُّكُمْ هُمُ الظَّالِمُونَ لَهُ

(ادور جو اللہ کے آثار سے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں)

ایک اور آیت میں فاولٹک هم النفسقون فرمایا گیا ہے۔

اس وقت تیرا نجام دوزخ ہو گا جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، حالانکہ تو دنیا میں
 معمولی سے بخار اور آگ کی ذرا سی چیخواری کی تپش برداشت نہیں کر سکتا، پھر آخر دوزخ میں
 ہمیشہ کے لیے کس طرح صبر کر کے گا، پسچاہ بخبردار! دونوں حالتوں اور ان کی شرائط کی
 حفاظت کر! کیونکہ ساری زندگی ان دو حالتوں بلا یا نعمت میں سے ایک کے ساتھ مزرو تیرا واسطہ
 رہے گا، جس طرح میں نے ہر حالت تفصیل کے ساتھ تیرے سامنے بیان کر دی ہے تو صبر و شکر
 کے ساتھ ان کی تحریک کر انجیال رہے کہ ازمائش اور مصیبۃ کی حالت میں مخلوق کے سامنے
 کوئی شکوہ ہو اور بکسی قسم کی بے قراری کا اظہار! اور اپنے دل میں بھی اپنے رب پر تہمت نہ
 دھرنا! اس کی حکمت اور دنیا و آخرت میں تیرے لیے جعلانی جوانس کی سنت ہے اس میں شکر و
 شبک کو راہ نہ دے، اسی طرح ضروف نفقان سے بچنے کے لیے بھی غیر کی طرف نہ دیکھ! کیونکہ یہ اللہ
 کے ساتھ شرک ہے، اللہ تعالیٰ کے ملک میں کوئی شخص کسی چیز کا مالک نہیں ہے، اور نہ ہی
 ذاتِ باری کے سوا کوئی نفع و نقصان، بیماری و تندرنستی اور خوشی و غمی کا مالک ہے، مخلوق سے
 ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے بے نیاز ہو جا! کیونکہ مخلوق تجھے راہ خدا میں کوئی فائدہ نہ
 دے گی، صبر و رضا، موافقۃ اور تقدیر خداوندی کے سامنے مرتسلیم خم ہونے کی عادت اختیار
 کر! اگر تجھے یہ چیزیں نصیب نہ ہو سکیں تو پھر ہارگا و خداوندی میں عاجزی و زاری، گناہوں کے

اعتراف، لور نفس کی برائی کی جزا کے لیے اپنے آپ کو تیار کر! اللہ تعالیٰ کی نعمت پر اس کی تقدیس اور توجید کا اقرار ائمہ شرک سے ابھاب، صبر و زضا اور طلب موافقت کو ضروری جان! یہاں تک کہ نو شستہ تقدیر مکمل ہو جائے، مصیبت مل جائے اور نعمت و فرجت، سرت اور خوشی کا دور دورہ ہو جائے، جیسے حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا! یا جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی اور سردی کی ٹھنڈگ کے بعد بہار آتی ہے، کونکہ ہر چیز کی ایک ضد، عکس، غایت، انتہا اور مقررہ مدت ہے، پس صبراں کی لمحی اور ابتداء و انتہا اور کمال ہے، حدیث میں آیا ہے:

“ایمان میں صبر کا وہی درجہ ہے جو جسم میں سر کا ہوتا ہے”

اور ایک حدیث میں ہے کہ: “صبر ہی محل ایمان ہے”

اور کبھی شکر اخلاقِ نعمت سے ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عنایات میں، جو تیری قسمت میں مقدر ہیں، شریعت کی پابندی اور حفاظت، اور خواہشات نفس کے مٹانے اور اپنی قسمت پر قائم ہونے ہی کا نام شکر ہے، یہ ابدالوں کا مرتبہ ہے اور بلند ترین مقام ہے، جو کچھ میں نے بیان کیا اس سے نصیحت حاصل کر، ان شاء اللہ تجھے راوہ ہدایت نصیب ہوگی۔

(۶۰) ابتداء و انتہاء

راہ سلوک کی ابتداء، بندے کا طبعی عادات سے نکل مشروع پیروں کی طرف آتا ہے، پھر محدود الرحمی کی طرف پڑنا اور اس کے بعد شریعت کی حدود کی حفاظت کے ساتھ طبعی عادت کی طرف لوٹتا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ تو اپنی طبعی عادتوں مثلاً کھانے پینے، بیاس و نکاح اور دوسری طبعی خواہشات سے شرع کے احکام کی طرف نکل آئے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا پیر و کاربن جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا أَنْكَمَ اللَّهُ سُولَ فَخَذُوهُ وَمَا نَهَى كُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لواز جس سے منع فرمائیں باز رہو)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّكُمْ تَعْبُدُونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يَحِبِّكُمُ اللَّهُ أَكْثَرٌ

(اے محبب! تم فرمادو کہ وگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار
ہو جاؤ اور تمہیں دوست رکھے گا)

اس کے بعد تو اپنے ظاہر و باطن میں خواہشاتِ نفس اور اس کی سرکشی سے بے نیاز کر دیا جائیگا۔
اس وقت تیراباطنِ توحیدِ الہی سے سرشار اور تیرا ظاہر عبادت و طاعتِ الہی سے آراستہ و
پیارستہ ہو گا، اور یہ ہر حرکت و سکون، سختی و زمی، سفر و حضر، صحت و سیاری، رات اور دن
الغرض ہر حال میں تیرا طریقہ، مسلک اور اندر و باہر کا جامِ بن جائے گا، اس مقام پر تجھے میدان
قدر کی طرف اٹھا بیا جائے گا، اور قضا و قدر کا تجھے میں تصرف ہو جائے گا اور یہاں تیری جدوجہد
اور کسب و قوت فنا ہو کر رہ جائے گی، اور تجھے وہ حصے بھی عطا ہوں گے جو علمِ الہی کے مطابق ازل
سے تیرا مقدر ہیں، تو ان حصوں سے بہر و در ہو گا اور تجھے حفظ و سلامتی عطا کی جائے گی، اور
حدود و شریعت کی نگہبانی ہو گی، فعلِ الہی میں موقوفت نصیب ہو گی، زندگی، حرام کو جائز سمجھنے
او حکمِ خداوندی کی پروا نہ کرنے ایسے لگاہ کا صد و تجھ سے نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

(بے شک ہم نے آتا رہے یہ قرآن اور بے شک ہم خدا اس کے نگہبان ہیں)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

كَذَلِكَ لِتَصْرِفَ عَنِهِ السُّوءِ وَالْفُحْشَاءِ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ

(ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے بُرائی اور بے چیانی کو پھر دیں بے شک وہ

ہمارے پੜنے ہوئے بندوں میں سے ہے)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آخر دن تک حیات اور حفاظت کا دامن تیرے ہاتھ سے نہ پھونے گا تیرے جو حصے مقرر ہیں وہ طبیعت کے میدانوں، خواہشات و عادات کے بیان انوں اور راو خدا یہیں تیرے پر و سفر کے دوران تجھے روک لیے گئے ہیں کیونکہ وہ بارگران ہیں، اس لیے تجھے سے دُور کر دیتے گئے ہیں تاکہ وہ تجھے بوجمل اور شست نہ کروں! اور فنا کے آستانہ تک پہنچتے پہنچتے یہ بوجھ تجھے تیرے مقصود و مطلوب سے بہکڑا دے اور یہ فنا ہی قربِ الہی کا مرجب، اس کی صرفت کا باعث اور اس کے اسرار اور علومِ دینیہ کے حصول کا سبب ہے، اور یہ ایک ایسا نورانی سمندر ہے کہ طبیعت کی تاریخی جس کے انوار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، پھر جب تک رُوح جسم سے جدا نہیں ہو جاتی طبیعت اپنا حصہ لینے کے لیے مضطرب باقی رہتی ہے کیون کہ اگر طبیعی تفاضلے انسان میں باقی نہ رہیں تو وہ فرشتوں میں شامل ہو جائے، سارا نظام درجہ برم اور حکمتِ الہی باطل ہو جائے، اس لیے طبیعی تفاضلے تیرے اندر باقی رہتے تاکہ اپنے حصول اور خواہشات کو حاصل کرے، البتہ اس مقام پر طبیعی تفاضلوں کا باقی رہنا حقیقتاً نہیں بلکہ معن و نیغی کے طور پر ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تمہاری دنیا میں سے یہیں چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی ہے، خوشبو، نساء اور نماز جو میری آنکھوں کا سرور اور مخندگ ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و ما فیہا سے بے نیاز ہو گئے تو راو خدا کی سیر ہیں آپ کو وہ وہ مقامات عطا کیے گئے جو آپ کے لیے ابھی تک باقی تھے، چنانچہ فعل حق پر رضا مندی، حق کی موافقت اور احکامِ الہی کے انتہا کے تحت آپ نے یہ مقامات حاصل کر لیے، اللہ تعالیٰ کے نام پاک اور اس کی رحمتیں عام ہیں، اس کا فضل تمام انسانیاء و اولیاء کو شامل ہے۔ اس بارے میں ولی کا سمجھی یہی حال ہے کہ فدائیت (استقامت) کے بعد اسے اس کے حصے شرع کی حدود کی حفاظت کے ساتھ عطا کیے جاتے ہیں، واضح رہتے کہ اتنا سے آغاز کی طرف رجوع کے یہی معنی ہیں۔

(۶۱) مرتب ورع و تقوی

ہر موکل اپنے مقدار کا حصہ لینے اور اسے قبول کرنے کے ساتھ میں توقیت اور تحقیق کا پابند ہے یہاں تک کہ شریعت مطہرہ اس کے جائز اور علم اس کے متعلق اسی کا نصیب اور

مقسم ہونے کی گواہی دے دے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر آنے والی چیز (جاڑیانا جاڑی ہونے) کے متعلق کھوچ لگاتا ہے، لیکن منافق اسے فوراً قبول کرتیا ہے، اسی طرح آپ کافرمان ہے کہ مومن (کسی بھی چیز کے لینے میں) توقف کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دئے اور جو شک و شبہ سے پاک و صاف ہو اسے قبول کر! مومن اپنے مقسم کی ہر چیز یا کوں و مشرب، بس و نکاح تک کے قبول کرنے میں بھی توقف کرتا ہے، اگر مومن تقویٰ کے مقام پر فائز ہے تو جب تک خلا ہر شریعت ان چیزوں کے قبول کر لینے کا اسے حکم نہ دے وہ ہرگز نہیں لیتا، اور اگر مومن مقام و لایت میں ہے تو اس بارے میں وہ باطنی حکم اور اشارے کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اگر وہ اس سے وہ مقام غوثیت و ابدالیت میں ہے تو وہ ان چیزوں کے متعلق علم یا فعل الہی یعنی تقدیر محض کے حکم کے مطابق چلے، واضح رہے کہ حالتِ ابدالیت و غوثیت حالتِ فنا ہے، پھر اس پر دوسری حالت آتی ہے اس میں اس کا مقسم کھل جاتا ہے اور اسے ملنے لگتا ہے تو جب تک شریعت یا باطنی حکم یا علم اسے نہ روکے وہ لیتارہتا ہے، اور اگر ان میں سے کوئی چیزاں سے ان کے قبول کرنے سے روکتی ہے تو وہ رُک جاتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے، یہ صورت پہلی کے برعکس ہے، پہلی حالت میں توقف اور انتظار کا غلبہ تھا جبکہ دوسری میں اسے قبول کر لینا اور لے لینا غالباً ہے۔ اس کے بعد تیری حالت آتی ہے اس میں مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کسی قسم کا اختراض کیے بغیر، مقسم میں آنے والی چیزوں کا قبول کرنا اور لے لینا ہے اور یہی حقیقتِ فنا ہے، مومن اس حالت میں سب آفات سے محفوظ رہتا ہے اور حدودِ شریعت سے تجاوز سے بھی بچ جاتا ہے اور ہر قسم کی براٹیوں سے محفوظ و مصشوں ہو جاتا ہے جیسے فرمانِ خداوندی ہے:

کذاك لنصرف عنك السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين^۱

(هم نے یوں ہی کیا کہ اس سے بُرانی اور بے چیانی کو پھر دیں بے شک
وہ ہمارے پُختے ہوئے بندوں میں سے ہے)

اس وقت بندہ حدود شریعت کی حفاظت کی وجہ سے اس قلام کی طرح ہو جاتا ہے جسے ناکاپنی اجازت سے تمام امور سونپ دیتا ہے اور وہ مباحثات میں مطلق العنان ہو جاتا ہے اور جملہ میان اسے گھیر لیتی ہیں اور اسے اس کا مقسم دنیا و آخرت میں آفات اور کدوں توں سے پاک اور ہر قسم کی آلاتشوں سے صاف اور ارادہ و رضا اور فعل الہی کے موافق ہو کر ملتا ہے، اولیاء اللہ کیلئے اس سے بلند تر کوئی مرتبہ نہیں، یہ آخری مقام ہے، اور یہی وہ مقام ہے جس میں ادیا، میں سے معزز ترین خالص مخلص اور صاحب اسرار لوگ فائز ہیں، گویا اس مقام پر یہ لوگ انبیاء، علیمین السلام کے مراتب و منازل کے آستانوں تک پہنچ گئے۔ ان سب پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

(۶۲) محبت اور اس کے آداب

تعجب ہے تو اکثر کہتا ہے کہ فلاں شخص مقرب ہو گیا اور میں دور ہوں، اسے عطا و تنشیش سے نواز گیا ہے اور میں محروم ہوں، فلاں شخص دولت مند ہے اور میں محجّ ہوں، فلاں تندرست ہے اور میں بیمار ہوں، فلاں معزز ہے اور میں حقیر ہوں، فلاں شخص کی نیک شہرت ہے اور میری نعمت اور برائی کی دھوم ہے، فلاں راست باز ہے اور مجھے دروغ گو خیال کیا جاتا ہے؟ تجھے مسلم نہیں کہ اللہ واحد ہے اور وہ محبت میں یکتا فی ہی کو پسند کرتا ہے، جو اس کی محبت میں منفرد ہو اسے دوست رکھتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ غیر کے ذریعے اپنے فضل و نعمت کی توفیقی ارزانی کرے تو اس سے تیری محبت کم ہو کر بیٹھ جائے گی، لیکن کہ جس شخص کے باخث سے کوئی نعمت ملتی ہے بسا اوقات دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے، اس طرح محبت الہی میں کمزوری پیدا ہو گی، اور اللہ تعالیٰ تو ایسا غیور ہے جو کسی شرکی کو پسند کرتا ہے اور نہ غیر کے ہاتھوں کو تیری ادا و یا اس کی زبان کو تیری تعریف و توصیف یا اس کے پاؤں کو تیری طرف آنے کو پسند کرتا ہے، تاکہ اس کے باعث تو خدا سے منہ نہ پھیر لے، کیا تو نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنایا کہ:

”ولَمْ يَأْتِكُ مُحْسِنٌ كَمَا أَنْتَ مُحْسِنٌ فَلَا تُؤْمِنُ بِالْوَالِدِينَ“

اس یلے اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجوہ پر ہر قسم کے احسان سے باز رکھتا ہے، یہاں تک کہ تو دل سے اس کی وحدانیت کا قائل ہو کر اس سے محبت کرنے لگے، اور اپنے ظاہر و باطن، حركات و سکنات میں اللہ ہی کا چوکر رہ جاتے، ہر قسم کی بھلائی اور رُانی کا سرچشمہ اسی کی قدرت کو نیخال کرے، اور مخلوقی نفس، خواہش و ارادہ بلکہ تمام ما سوی اللہ سے فانی ہو جاتے، پھر تیرے لیے بخشش و عطا اور وسعت و فراوانی اور تعریف و توصیف کی زبانیں کھوں دی جاتی ہیں، اس مقام پر تو ہمیشہ ناز و نعمت میں رہے گا، لہس ابے ادبی سے پچ! اسی ذات کی طرف دیکھ جس کی نظرِ رحمت تجوہ سایہ کیے ہوئے ہے، اسی کی طرف توجہ کر جس کا فضل تیری جانب متوجہ ہے، اسی کے ساتھ وستی کا ہاتھ بڑھا جو تجوہ دست رکھتا ہے، اُسے ہواب دے جو تجوہ بُکارا ہے، اور اپنا ہاتھ اس کے دست قدرت میں دے جو تجوہ گرنے سے تھامنے کے لیے بے تاب ہے، اور تجوہ جبل کی تاریکیوں اور ہلاکت کے انجدھروں سے نکالنے کی فکر میں ہے، نجاست اور آلاں ش سے پاک کرتا ہے، نفس اور اس کی خواہشات نفس امارہ کی براہیوں را وہ برائیت سے گراہ کر نیوالے ساتھیوں، جاہل دوستوں، راویتی کے لیڑوں، اور ہر بہتر اور پاکیزہ چیز سے رکاوٹ کا باعث شنے والے شیاطین سے رہائی دیتا ہے، آخر کتب تک طبعی عادات، مخلوق، خواہشات اور ما سوی اللہ کے چکر میں پھنسا رہے گا، کائنات کے خالق اور ہر شے کو وجود عطا کرنے والی ذات سے کب تک گریزاں رہے گا؛ اول دآخر، ظاہر و باطن، مرجع و ماؤنی اسی کی ذات قدس ہے قلب و ارواح کی طہانیت و سکون، ہر قسم کے بارکی ذرداری، اور احسان و عطا بخشش و فضل سب اسی ذاتِ یخدا سے والبستہ ہیں۔

(۶۳) معرفت کی ایک قسم

میں نے خواب میں دیکھا گویا میں کہہ رہا ہوں "اسے باطن میں اپنے نفس، ظاہر میں مخلوق اور عمل میں اپنے ارادے کے ذریعے خدا کے ساتھ شرک کرنے والے! ایک شخص جو میرے نزدیک موجود تھا کئے لگا، یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا یہ معرفت کی ایک قسم ہے۔"

(۶۴) زندگی جسے موت نہیں

ایک دن مجھے ایک امر نے تنگ کیا اور نفس اس کے دباو میں ہل گیا، آرام و سکون۔ طلب کرنے اور اس تنگ سے پچھا چڑھانے کی خواہش کرنے لگا، مجھے کہا گیا تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ایسی موت چاہتا ہوں جس کے بعد زندگی نہ ہو، اور ایسی زندگی چاہتا ہوں جس میں موت نہ مچے کہا گیا وہ کون سی موت ہے جس کے بعد زندگی، اور وہ کون سی زندگی ہے جس کے بعد موت نہیں، میں نے جواب دیا کہ وہ موت جس کے بعد زندگی نہیں اپنی ہم خوبی سے اس طرح مر جانا ہے کہ ان سے کسی قسم کے نفع و نقصان کا خیال نہ ہو، اور انسان دنیا و آخرت میں اپنے ارادہ و خواہشات سے اس طرح نکل آئے گویا وہ ان کے لیے مر گیا ہے، مر ہی وہ زندگی جس میں موت نہیں تو یہ دائمی حیات ہے جس میں وجود ترباقی نہیں رہتا البتہ فضل خداوندی میں فنا ہو کر انسان حیاتِ سرمدی حاصل کر لیتا ہے، فعل خداوندی میں فناشیت کی موت ہی درحقیقت زندگی ہے، جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میری سب سے اہم خواہش اور تمباکی تھی۔

(۶۵) قبولیتِ دعا میں تاخیر کی حکمتیں

دعا کی قبولیت میں تاخیر پر اپنے پروگرام پر کیوں بڑھی کا انہصار کرتا ہے؟ کہتا ہے کہ مخلوق سے سوال کرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے، اللہ سے سوال کرتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتا! ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ تو آزاد ہے یا غلام؟ اگر کہ کہیں آزاد ہوں تو یہ کفر ہے! اور اگر کے کر میں غلام ہوں تو پھر اجاہتِ دعا میں تاخیر کی وجہ سے اپنے ماک پر تہمت کیوں لگا رہا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ تو نے اس کی رحمت اور حکمت جو تجھ سمیت ساری مخلوق پر جاری و ساری ہے اور اس کے لیے ان تمام کے احوال کے علم میں شک کیا ہے؟ دوسری صورت یہ ہے کہ تو اپنے ماک پر کسی قسم کی تہمت کا ارتکاب نہیں کر رہا بلکہ اس تاخیر میں اس کی حکمت اور مصلحت کو مضر سمجھ رہا ہے، تو تیرے لیے اس کا شکر واجب ہے، کیونکہ آخر اس تاخیر کے سبب اس نے تیرے حسب حال تجھ سے فزادہ دُر کے نعمت اور بہتری پسند کی ہے، اس کے باوجود اگر تو

اس پر تهمت الگار ہے تو تو کافر ہے! کیونکہ اس اتهام کی وجہ سے تو نے اس کی طرف ظلم کی نسبت کی ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں پر ظالم ہے اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے بلکہ اللہ کے لیے ظلم کرنا حال یہ کیونکہ وہ تیرا اور تیرے علاوہ ہر شے کامک ہے اور ماک ک اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنی ملکیت میں تصرف کرے، اسے کسی صورت میں بھی ظلم نہیں کہا جا سکتا، الفرض ظالم وہ ہے جو دھر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے، لہذا اللہ تعالیٰ یہ کچھ کرتا ہے اگرچہ وہ بظاہر تیری مصلحت، طبیعت اور خواہش نفس کے خلاف بھی کیوں نہیں تجھے اس پر بہمی اور بُخُون و چرا کی اجازت نہیں ہے، صبر و شکر اور موافقت و رضا اختیار کر، اور الزم امراضی، سرکشی، بہمی اور خواہش بوجواد خدا سے گراہ کرتی ہے اسے نکارہ کشی کر! ہمیشہ دعا اور صدق دل سے التجاہیں مصروف رہ! اللہ سے نیک گمان اور کشوڈگار کی امید رکھ! اس کا وعدہ سچا سمجھ اور اس سے شرم کر! اس کی تابعداری کر! اور اس کی توحید کی حفاظت کر، اس کے احکام کی بجا آوری میں جلدی کر! اور اس کی ممنوعات سے پرہیز کر! اور اس کی قدر و فعل کے بماری ہرنے کے وقت اپنے آپ کو مردہ سمجھ، اور اگر تہمت اور بدگمانی کے بغیر چارہ نہیں، تو چھ نفس پر تہمت لگانا زیادہ مناسب ہے جو رب کا نافرمان اور بُرائی پر اکستا ہے، اسی طرح پروردگار کی طرف ظلم کی نسبت کرنے سے نفس کی طرف ظلم کا انتساب کہیں زیادہ موزوں ہے، پھر ہر حال میں نفس کی تابعداری، دوستی اور اس کے قول و فعل پر راضی رہنے سے بچ! کیونکہ نفس الہا اعلیٰ کا مقابلہ اور خود تیرا دشمن ہے اور اللہ کے باغی اور تیرے دشمن شیطان مردود المعنون کا خاص دوست، نائب و جاسوس ہے اللہ سے ڈر! اللہ سے ڈر! پرہیز کر! پرہیز کر! جلدی کر! جلدی کر! نفس پر تہمت دھر اور ظلم کی نسبت بھی اسی کی طرف کر، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھ:

ما یفعَلُ اللَّهُ بِعْذَابِكُو ان شَکَرْتَهُ وَ امْسَنْتَ لَهُ

(اور اللہ تھیں بذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاو) ،

اور یہ ارشاد باری سائنس رکھ:

ذلک بما قد مت ایدیکم و ان الله ليس بظالم للعبيد
 (یہ بدلتے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم
 نہیں کرتا)

اسی طرح یہ فرمانِ خداوندی بھی محفوظ رہے ہے:
 ان الله لا يظلم الناس شيئاً ولكن انما انفسهم يظلمون
 (بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر فسم
 کرتے ہیں)

ان کے علاوہ دوسرا بیت شمار آیات اور احادیث ہیں جو سامنے رکھنی پڑتی ہیں، اللہ کی
 خاطر خواہشاتِ نفس کا دشمن، مخالف، اس پر حاوی اور صاحبِ حشت و لشکر ہو جا! کیوں کہ
 نفس اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام
 سے فرمایا ہے: داؤد! اپنی خواہشات ترک کر دے، کیونکہ میرے ملک میں خواہشات کے سوا
 مجھ سے کوئی محجداً کرنے والا نہیں ہے۔

(۶۴) کثرتِ دُعا باعثِ رحمت ہے

یہ زکر کہ میں اللہ سے دُعا نہیں کروں گا بلکہ جس ہر بارے میں سوال کروں گا اگر وہ
 یہی قسمت میں ہے تو خواہ سوال کروں یا ازکروں، وہ مجھے مل جائے گی اور اگر سرے سے وہ چیز
 یہی قسمت میں ہی نہیں تو وہ دُعا سے بھی مجھے نہیں ملنے کی، بلکہ دنیا و آخرت کی ہر وہ بہتر چیز کی
 تجھے ضرورت ہے پس اس طبقہ وہ حکام یا فساو کا مرجب تھا اللہ تعالیٰ سے طلب کر اکیونکہ اللہ تعالیٰ
 نے تجھے سوال کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب دی ہے، فرمایا:
 ادعوني استجب لىكون
 (مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا)

دُور سے مquam پر فرمایا:

وَاسْتُلُوا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

(اور اللہ سے اس کا فضل مانگو)

آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

”قبولیت کا یقین رکھئے ہوئے افسوس سے دعا کرو۔“

ایک اور حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ،

”دعا کے لیے بارگاہ خداوندی میں دستِ دعا دراز کرو۔“

ان کے علاوہ اور بھی اسی مضمون کی کئی احادیث ہیں، کبھی یہ خیال نہ کر کر چونکہ میرا سوال شرف قبول حاصل نہیں کرتا اس لیے میں سوال بھی نہیں کروں گا بلکہ یہی شے اس سے مانگتا رہا! اس لیے کہ وہ چیز اگر تیرا مقصوم ہے تو تیری دعا کے بعد تجھے عطا کرو دی جائے گی، اس وقت یہ عطا تیری توحید میں استعامت، مخلوق سے بے نیازی، ہر حال میں بارگاہ خداوندی کی طرف رجوع اور اسی ذاتِ قدوس سے تمام حاجات کی روائی کا باعث بن کر ایمان و یقین میں اضافہ کرے گی، اور اگر وہ چیز تیرا مقصوم نہیں ہے تو اس سے بے نیازی اور حالتِ فقر میں رضا مندی کی دولت عطا کرے گا، اور اگر محتاجی اور ضر ہے تو تجھے اس میں بھی خوش رکھے گا، اگر قرض ہے تو قرض خواہ کو سختی سے زمی اختیار کرنے یا تیری سہولت بھکت تاخیر کرنے یا معاف کرنے یا کم کریٹنے پر ماضی کر دے گا، ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو قرض تجویز سے ساقط نہ کیا جائے، لیکن شیرا سوال پورا نہ ہونے کی بناء پر آخرت میں تجھے ثواب غنیم عطا کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت کریم، بے نیاز اور رحمت والا ہے اپنے سائل کو دنیا و آخرت میں نا امید نہیں کرتا، اس کا فائدہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے دنیا میں لے چاہے عقبی میں، حدیث میں آیا ہے کہ مومن قیامت کے روز اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکیاں ویکھے لاجھنیں اس نے دنیا میں کیا ہی نہیں تھا، بلکہ اسے ان کا علم

لئے نساد: ۳۷

لئے مصری نسخے میں یہاں بالقصص ہے جو بالکل غلط ہے سیچ بالفقیر ہے۔

تک نہ ہوگا، اس وقت اس سے پوچھا جائے کہ کہ ان نیکیوں کے بارے میں تجھے کوئی علم ہے؟ تو وہ انکار کرے گا اپنائچہ اسے بتایا جائے کا کہ یہ نیکیاں تیری ان دعاوں کا بدله ہیں جو دنیا میں تو مانگتا رہا ہے اخیال رہتے کہ یہ نیکیاں کیوں بن جاتی ہیں، اس کی چند وجوہ ہیں، سوال میں بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے، اس وقت خدا کی توحید کا تصور تکھر کر اُس کے سامنے ہوتا ہے، بندہ اس وقت مستحق دعا کے حقوق کی ادائیگی کر کے ایک چیز کو اپنے دائرہ کار میں ادا کر رہا ہوتا ہے، اور اپنی وقت و طاقت اور تکڑو ڈرامی اور شرم کے مصنوعی پر دوں سے نخل کتا ہے، یہ ساری باتیں نیک عمل ہیں، ہم کا اللہ کے ہاں اجر و ثواب ہے۔

(۶۷) جہاد بالنفس

جس وقت تُ نے نفس سے جما دیکیا، اور مخالفت کی تلوار سے قتل کر کے اس پر غلبہ حاصل کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر دے گا، چنانچہ وہ حرام و حلال چیزوں میں سے اپنی خواہشات کے مطابق اپنے دین پر ٹھہر کرنے لگے گا اس وقت تجھے نفس کے ساتھ مجاهد کر کے اس پر غلبہ حاصل کرنا پڑے گا، تاکہ اللہ کے ہاں اس جدوجہد کا تجھے ہمیں اجر دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے یہی معنی ہیں کہ سرجعنام الجناد الاصغر الى الجناد الاكبر (جہاد الصغر سے ہم اب جہاد اکبر کی طرف نوٹے ہیں)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں لذات و شهوات اور گناہوں میں نفس کے انہماں کے سبب اس سے مجاهدے کو جہاد اکبر قرار دیا: فرمان خداوندی واعبد ساتھ حثیٰ یا تیک اليقین ۱۷۰ داد مرتبے دم تک اپنے رب کی عبادات میں رہو) سے بھی یہی مراو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادات کا حکم دیا، اور عبادات بجا نے خود مخالفت نفس ہے کیونکہ نفس جملہ عبادات کا مخالفت اور ان سے سچا چھڑا نے پر مقصود ہوتا ہے، اگر یہاں شیہ پیدا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مبارک کیونکر کرشی کر سکتا ہے؟ حالانکہ آپ میں کوئی خواہش تک باقی نہیں تھی ما ينطق عن الهوى

ان هو الا وحى يُوحى لَهُ (اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جوانہیں کی جاتی ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب فرمائے روز قیامت تک آپ کی امت کے لیے اس حکم کو عام کر دیا اور حضور سے خطاب کر کے اسے ایک شرعی حکم کا درج عطا فرمادیا! اللہ تعالیٰ نے نفس اور خواہشات اکھنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکوم بنا دیے، تاکہ یہ آپ کو کوئی ضرر نہ ہنچا سکیں، اور عام لوگوں کی طرح آپ کو مجاہدے کی حضورت بھی باقی زر ہے جب مون آخود تم تک نفس کے ساتھ مجاہدہ باقی رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس حال میں بارہ طما ہے کہ نفس و خواہش کو قتل کرنے والی خون آلوڑ توار اس کے اتحمیں ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اسے وہ ساری نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کا وہ وعدہ فراچکلا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَمَّا مِنْ خَاتَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهُوَى فَإِنَّ الْعِنْتَةَ هِيَ

الْمَاوِى۔

(اور وہ جو اپنے رب کے حضور گھر ڈالنے سے ڈرا، اور نفس کو خواہش سے روکا تو پسے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے)

جب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا تو جنت اس کا گھر، قرارگاہ اور ٹھکانہ بنادے گا، اور بہاں مون جنت سے باہر نکلنے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے اور دنیا کی طرف لوٹنے سے محظوظ ہو جائے گا، جس طرح مون دنیا میں ہر روز اور ہر ساعت نفس اور خواہشات سے نئے نئے مجاہدے کیا کرتا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر روز اور ہر ساعت، قسم قسم کی تباہ نعمتیں اور طرح طرح کے بناں اور بے شمار خوب صورت آرائیں کے سامان عنایت فرمائے گا، البتہ منافق، کافر، گذگار، جس طرح دنیا میں نفس و خواہشات کی اتباع اور شیطان کی پیروی میں صروف تھے، اور کفر و شرک کے علاوہ طرح طرح کے گناہوں میں ملوث تھے اور اسی حالت کفر ہی میں بلا قبر خست ہو گئے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس آگ میں ڈالے گا جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے جس کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاتَّقُوا النَّاسَ إِنَّمَا أَعْدَتْ لِكُلِّ كَافِرٍ لِّتُهُ

(اس اگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے)

جس وقت یہ لوگ اگ میں داخل ہو جائیں گے تو اگ ان کاٹھکاڑ، مستقر اور گھر بن جائے گی۔ یہ نامہ دوزخ ان کے گوشت پوست کو جلا کر دکھو دے گی! پھر انہیں نیا گوشت پوست ملے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَلَّا نَضِجَتْ جَلُودُهُمْ بَذَلَّتْهُمْ جَلُودًا غَيْرُهَا۔^{۱۷}

(اور جبکہ بھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انھیں
برل دیں گے)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس و خواہشات کی اتباع کی وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ یہ خشن ہوا، اہل دوزخ کوتا زہ عذاب اور تکلیف دینے کی خاطر ہر وقت نیا گوشت پوست ملے گا اور اہل جنت ہر آن نہت نہیں لعمتوں سے شاد کام ہو رہے ہوں گے؛ تاکہ اس مقام پر وہ اچھی طرح لطف اٹھائیں، یہ انعامات دنیا میں جما دبائیں اور اُسے مغلوب کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو عطا ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ ”دنیا آخرت کی حیثیت ہے“ کے یہی معنی ہیں۔

(۶۸) کل لیوم ہوئی شان

جب اللہ بندے کی دعا قبول کرتا ہے اور جو چیز وہ طلب کرے اسے عطا کرتا ہے تو اس سے ارادہ الہی میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ نو شہۃ تقدیر لوٹتا ہے چونکہ اس کا سوال اپنے وقت پر اور مراو الہی کے مطابق ہوتا ہے، اس لیے قبول ہو جاتا ہے اور وقت مقدمیں جو چیز اس کے لیے ازال سے مقرر ہے، وقت آنے پر وہ پوری ہو کر دہتی ہے جیسا کہ اہل علم نے اللہ کے فرمان کل لیوم ہوئی شان کے بارے میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدرات کو اوقات مقررہ کے مطابق چلاتا ہے اور دنیا میں کسی کو صرف دعا سے کوئی چیز دیتا ہے اور نہ کوئی چیز لوٹاتا ہے،

اور یہ جو حدیث شریعت میں آیا ہے کہ :

”تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں بدلا تی۔“

اس سے مراد بھی وہی تقدیر ہے جسے اس دعا سے تبدیل ہونے کا حکم ہے، اور آخرت میں کوئی شخص صرف اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اللہ کی رحمت ہی اسے جنت کا مستحق بنائے گی، البتہ جنت میں اعمال درجات کی کمی یعنی کام سبب ضرور نہیں گے، حدیث میں آیا ہے کہ امام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ”کیا کوئی شخص محض اپنے عمل کی پرولٹ جنت میں داخل ہوگا؟“

آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ خدا کی رحمت سے جنت میں داخل ہو گا۔

اس پر انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھی نہیں؟

فرمایا: "میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔" یہ فرمائ کر اپنے اپنا ہاتھ مبارک سر پر رکھ دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپر کسی کا کوئی حق نہیں ہے، اور تو وہ اپنے وعدے کے اینفا کا پابند ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جسے چاہے گا عذاب دے گا، اور جسے چاہے گا بخش دے گا، جس پر چاہے گا رحم کرے گا، اور جسے چاہے گا نعمتوں سے نازدے گا، وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، اس سے کوئی پرسش نہیں جبکہ مخلوق اس کے سامنے جواب دہ ہے، جسے چاہتا ہے اپنی نوازش و احسانی سے بے یا یا زریق عطا کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسب حال دیتا ہے، اور ایسا کیوں نہ، عرشِ علا سے تختِ الشریٰ تک ہو زمین کے ساتوں طبقے سے بھی نیچے ہے ساری مخلوق اسی کی ملک اور اسی کی پیداگردہ ہے، اس کے علاوہ کوئی اس کا ماں کہے اور نہ خانقاہ، اس کا ارشاد ہے:

الله مع الله

(کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے) اور

هـل مـن خـالق غـير اللـه

(کیا اللہ کے سوا کوئی بھی خالق ہے) اور

هل تعلم لہ سمیا۔

(کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو)

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

قُلْ أَللّٰهُمَّ مَا لَكَ الْمُلْكُ تَوْقِي الْمُلْكَ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزَعُ الْمُلْكُ مِنْ

تَشَاءُ وَتَعْزَّزُ مِنْ تَشَاءُ وَتَذَلُّ مِنْ تَشَاءُ بِيْدِكَ الْخَيْرُ أَنْكَ عَلَى كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيرٌ تُولِّجُ الْأَيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِّجُ الْمَهَارَ فِي الْبَيْلِ وَتَخْرُجُ

الْحَيٌّ مِنَ الْمَيْتِ وَتَخْرِيجُ الْمَيْتِ مِنَ الْحَيٍّ وَتَرْزُقُ مِنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ

حَسَابٍ۔

دیوں عرض کرائے اللہ ملک کے ماں کا تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس

سے چاہے سلطنت چھین لے، اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے

ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ بے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے

تو وہ کا حضرات میں ڈالے اور رات کا حضور دن میں ڈالے اور مردہ سے

زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے، اور جسے چاہے بے گفتہ دے)

(۶۹) بارگاہ خداوندی سے سوال کے آداب

سابقہ گناہوں کی معفرت اور حال و استقبال میں گناہوں سے عصمت کے سوا اللہ سے
کچھ زمانگ، حسن طاعت، احکامِ الٰہی کی بجا آؤ رہی، نافرمانی سے بچنے، تقاضا و قدر کی سختیوں پر
رمانندی، آزمائش میں صبر، نعمت و نعمش کی زیادتی میں شکر، خاتم بالغیر، اور انپیاد و
صلائقیں اور شہاد و صالحین ایسے بہترین رفقاء کی رفاقت کی توفیق ملک بکار! اور اللہ تعالیٰ سے
وینا مطلب کر اور نہ آزمائش و تنگ دستی کی بجائے تو نگری و دلمندی مانگ بلکہ تقدیر اور تدبیرِ الٰہی
پر رحمانندی کی دولت کا سوال کر! اور جس حال میں خدا نے تجھے رکھا ہے اس کی دائمی حفاظت

کی دعا کر! ایکوں کو تجھے پڑہ نہیں کہ ان میں سے تیری بھلائی کس پڑیں ہے؟ محتاجی اور تنگدستی میں یادوت مندی اور تو نگری ہیں؟ آزمائش میں یا عافیت میں؟ علم اشیاء اللہ نے تجوہ سے مخفی رکھا ہے، ان کے مقاصد اور مصالح کے علم میں وہی یگانہ ہے، حضرت علی بن الحنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس حال میں صبح کروں گا کیا اس حال پر ہے میری طبیعت بُرا جانتی ہے یا اس حال پر ہے میری طبیعت اچھا سمجھتی ہے یکونکہ مجھے پڑہ نہیں کہ میری بھلائی اور بہتری کس میں ہے؟ آپ نے یہ بات تم پر خداوندی پر رضا مندی کے اعلیٰ مقام کے حصول اور اللہ تعالیٰ کے اختیار اور حکم پر اطمینان و سکون نصیب ہونے کے سبب فرمائی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کتب علیکم القتال و هو کسر لکھ و عسٹی ان تکرہوا شیئا و هو خیو
لکم و عسٹی ان تحبیوا شیئا و هو شر نکم و اللہ یعلم و انت لا تعلمون لی.
تم پر فرض ہو اندکی راہ میں لزاں اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ
کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور قریب ہے کہ
کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو، اور اللہ جانتا
ہے تم نہیں جانتے

اس سے حالت پر اس وقت تک رہا کہ تیری خواہش مست جائے اور نفس منکر زیل مغلوب اور تیرافرما نہ رہا اور ہو جائے تیری آرزو اور ارادے ختم ہو جائیں، تیراول تمام علائق سے خالی ہو جائے اور دل میں اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہے، تیراول محبت اللہ سے معمور ہو جائے اور اللہ کی طلب میں تیرا ارادہ صادق ہو جائے اس وقت اذنِ اللہ کے ساتھ دونوں چہان کی قسمت کے حصول کی طرف تیرا ارادہ پلٹے گا، اور تو اللہ سے اپنا حقہ طلب کرے گا، اور یہ بھی حکم خداوندی کے اقتداء اور اس کی موافقت میں ہو گا، اگر وہ عطا و خیشش کرے گا، تو تو شکر ادا کرے گا اور اسے قبول کرے گا، اور اگر وہ کچھ نہ دے تو اس پر بر بھی کا انہمار کرے گا اور دل میں کسی رنج و غصہ کو



ستراج ہونے کے باعث آزمائش و ابتلاء کے اعتبار سے بھی سب سے سخت تنام پر تھے، چنانچہ آپ کا فرمان ہے کہ:

”خوتِ خدا کے اعتبار سے میں تم سب سے بڑھا ہوں اور راؤ خدا میں کسی کو اتنی تکلیف نہیں دی گئی جس قدر تکلیف مجھے اٹھانا پڑی ہے، ایک مہینے کے شبِ روز میں نے اس طرح گزارے کہ ہمارے پاس اس قدر کھانا بھی نہیں تھا جو بلوں کی لفڑی میں چھپ باتا۔“

اسی طرح آپ کا فرمان ہے کہ:

”ہم گروہ انیاد آزمائش و ابتلاء کے اعتبار سے اور لوگوں سے زیادہ سخت ہیں،“

پھر اسی طرح درجہ بدرجہ!

ایک اور حدیث میں آپ کا ارشاد ہے:

”میں تم سب سے زیادہ عارف باللہ ہوں لیکن سب سے زیادہ اس سے ٹوڑتا ہوں۔“

دیکھئے یہاں مجروب و مراد کس طرح آزمائش و ابتلاء اور خوف کی حالت میں ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ سب کچھ جنت کے بلند ترین مراتب کے حصول کی خاطر تھا جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ کرائے ہیں کہ جنت میں اعمال ہی کی بدولت مراتب و درجات عطا کیے جائیں گے، دنیا کا خرت کی کھیتی ہے واضح رہے کہ احکام کی اوائیلی اور منیات سے پریزیر کے بعد انہیں اور اولیاء کے بہترین معمولات حبر و رضا اور ابتلاء و آزمائش میں تقدیر کی موافق تھیں، آخر کار ابتلاء و آزمائش ان سے اٹھا لی جاتی ہے اور وہ اب اب اباہم کا ناز و نعمت اور فضل و عنایت کی وجہ سے بارگاہِ الوہیت کی تجدیدات کے مشاہدے میں مستقر رہتے ہیں۔

(۲) بازار میں داخل ہونے کے آداب

ویندار اور متقیٰ لوگوں میں سے جو نماز پچھانہ اور جھبڑا اپنی دوسری ضروریات کی بنا پر بازاروں میں نکلتے ہیں چند اقسام کے لوگ ہیں، ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو بازار میں مختلف

شموات اور لذات کے اساب کو دیکھ کر ان میں بچپن جاتے ہیں، یہ چیزوں ان کے دلوں میں کھب جاتی ہیں اور اس فتنے میں متبللا ہو کر خواہش اور پیری وی نفس کا شکار ہو جاتے ہیں اور دین و بیادت کو چھوڑ کر اپنی بر بادی کا سامان پیدا کریتے ہیں، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و حنفیت کے حد تک انہیں ان سے باز رکھ لے تو البتر وہ پچ جاتے ہیں، اور بعض وہ ہیں، جو ان لذات اور خواہشات کی وجہ سے قبر بلاکت کے کنارے پہنچ جاتے ہیں لیکن اچانک اپنے عقل و شور اور دین کی طرف لوٹ آتے ہیں اور تہ تکلف صبر کر کے ان لذائذ کے چھوڑنے کی لمحی برداشت کر لیتے ہیں، ان کی شال مجاہدین کی سی ہے اللہ تعالیٰ اپنے نفس و طبیعت اور خواہش و شہوت پر جماد طبیعی کے ذریعے قابو پانے پر ان کی امداد کرتا ہے، بعض روایات میں آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ شہوت سے عاجزی کے وقت یا شہوت پر قدرت کے وقت دونوں صورتوں میں جب مومن اسے ترک کرتا ہے تا اس کے نامہ اعمال میں کثرت سے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض ان لوگوں میں سے وہ ہیں جو ان دنیاوی لذائذ کو حاصل کر کے انھیں استعمال میں لا تے ہیں اور دنیا و مال کی نعمتوں میں سے انھیں جو وسعت اور کشادگی نصیب ہوئی ہے اس پر شکرِ الہی بجا لاتے ہیں اور کچھ لوگ ان میں سے وہ ہیں جو ان لذائذ کو خاطر میں لاتے ہیں اور زان کی طرف کوئی اتفاق کرتے ہیں، ان کی انکھیں ماسوی اللہ سے بند ہیں، اس کے علاوہ کوئی چیز ان کی نگاہ میں ہی نہیں ظہرتی، اور ان کے ہان غیر اللہ سے بہرے ہیں، اس کے ماسوی سے وہ کچھ سنتے ہی نہیں، ان کا اپنا ایک مشتملہ (دیداریار) ہے، محظوظ کے علاوہ کسی چیز کو دیکھنے اور چاہنے کی انھیں فرصت بھی کہاں ہے! جس چیز پر ایک دنیا ٹوہے انھیں اس سے کوئی واسطہ نہیں اگر تو انھیں بازار میں گزرتا دیکھ کر پوچھے کیا چیز دیکھی ہے؟ تو وہ یہی جواب دیں گے کہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا، ہاں انھوں نے بازار کی چیزوں کو دیکھا ہے لیکن سر کی آنکھوں سے، چشم دل سے نہیں دیکھا، ظاہر میں دیکھا لیکن باطن میں نہیں دیکھا، بازار کے اساب و سامان کو ظاہر سے دیکھتے ہیں مگر جمالِ الوہیت کا مشاہدہ تو وہ چشمِ حقیقت سے کر رہے ہوتے ہیں، وہ ہیں کبھی ان کے جمال اور گلابے اس کے جلال کا نظارہ کرتے ہیں، اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جب بازار میں

داخل ہوتے ہیں تو اہل بازار کی چیزوں کی طرف اتفاقات سے انھیں باز رکھتی ہے اور وہ بازار میں داخل ہونے کے وقت سے باہر نکلتے وقت تک ان کے لیے استغفار اور شفاعت کی دعا ہیں مشغول رہتے ہیں، ان کا اول ان کے نفع و نقصان پر گڑھتا ہے اور آنکھیں رو تی ہیں؛ اور ان کی زبان حمد و شناہیں مشغول رہتی ہے، پس یہی وہ لوگ ہیں جو مخلوق اور دنیا کے نگران ہیں، اور اگر تو چاہے تو انھیں عارف، ابدال، زادہ، عالم، غائب و حاضر، محبوب و مراد خدا، مخلوق اور دنیا کے خلیفہ، سیفِ الحق، شیریں بیان، ہادی، مهدی اور رہنماء مرشد، ایسے معزز العقاید سے سمجھی یاد کر سکتا ہے، وہ اصل یہی لوگ کیمیائیے اعظم، اور عقوق کے بیضی کی طرح نادر ہیں، ان پر اور اس راہ کے آخری مقام پر پہنچنے والے ہر ساکن پر اللہ کی مہربانی و رحمت نازل ہو۔

(۳) اولیاً اللہ باض فطرت ہیں

کبھی اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو دوسروں کے عیوب، کذب، اتوال و افعال کے شرک، باطنی ہر اُنی اور نیت پر مطلع کرتا ہے اور وہ ولی اللہ اپنے رب، رسول اور دین کی وجہ سے غیرت کا مظاہر کرتے ہوئے سخت غضبناک ہو جاتا ہے، آخر اندر و فتنی تکالیف اور بیاریوں کی موجودگی میں کس طرح ظاہر حال کو درجہ کر تند رستی وسلامتی کا حکم لکھایا جاسکتا ہے؛ اور شرک کی موجودگی میں توحید کا بے بنیاد دعویٰ کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے، شرک کفر اور قرب خداوندی سے دُوری کا باعث ہے، یہ تو شیطان لعین ایسے دشمن اور منافقوں کی صفت ہے جو ہمیشہ کے لیے دوزخ کے سب سے پچھے طبقے میں ٹرتے رہیں گے، پھر اس کے بند بامگ دعاوی، مقام حمد و شفیقت پر فائز ہونے، مراواۃ الہی ہونے، اور اس کی قدر و فعل میں غنائیت کا مرتبہ پانے والوں کی ہمسری کے چھوٹے دخنوں کے سبب ولی کی زبان پر اس کے عیوب، افعال خبیث اور بے جیانی کا ذکر آ جاتا ہے، اور کبھی یہ ذکر غیرت کی وجہ سے اور بسا اذفات اس کے انکار اور نصیحت کے لیے ہوتا ہے اور کبھی اس کذاب اور چھوٹے مدعا پر فعل و ارادہ اور غضب الہی کی شدت کے غائب ہونے کی بنا پر ہوتا ہے، چنانچہ اس ولی اللہ کی طرف لعجن لوگ غیبت کا انساب کر دیتے ہیں، پھر کتنے ہیں کہ کیا ولی سمجھی غیبت لہ مصروف نئے میں عبارت یوں ہے فیضات الی اللہ عزوجل غیبة (العیاذ باللہ) یہ بالکل غلط ہے صحیح فیضان الہی ولی اللہ ہے۔

کرتا ہے، حالانکہ اس کا کام غیبت سے روکنا ہے اب کیا کسی ولی اللہ کے لیے مناسب ہے کہ وہ کسی حاضر یا غائب کو ایسی بُراٹی کے ساتھ جو عام و مخصوص پر ظاہر نہیں، یاد کرے؛ خیال رہے کہ ان لوگوں کی یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ضمن میں آتی ہے،

وَأَنْهِمَا أَحَدُونَ نَفْعُهُمْ هَذِهِ

(اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے)

اگرچہ ظاہر یہ ایک ولی پنکر ہے، لیکن وراثل اللہ تعالیٰ کی نار ارضی کا باعث اور اس پر اعتراض ہے، اور منکر کا حال حیرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا، ان حالات میں منکر کے لیے سکوت اختیار کرنا، تسلیم کرنا اور شرع میں اس کی تاویل تلاش کرنا ضروری ہے زیر کردہ مجموعے دعاویٰ کے مدین پر طعن کرنے والے ولی پر اعتراض کر کے بالا سطہ اللہ تعالیٰ پر معرض بن لیجھے، اور کبھی ولی کا کسی شخص کے بارے میں ایسا ذکر اس کی بُراٹی کی بیخ کنی، تو وہ کی طرف رغبت دلانے، اور اسے جمل و حیرت کی واکیوں سے نکلنے کے لیے ہر تابے اور یہ مغلکر کے غور اور سرکشی سے بلاک ہرنے والے کے فائدے اور نفع کے لیے اللہ کی طرف سے تنبیہہ ثابت ہوتی ہے، اور اللہ جسے چاہتا ہے راؤ ستیقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

(۲) کائنات کی ہر شے تو جید خداوندی پر دلیل ہے

عقلمند آدمی کو چاہیے کہ پہلے اپنے ویدا اور اس کی ترکیب پر غور کرے پھر جمیع مخلوقات اور موجودات پر نگاہ ڈالے اور ان سے ان کے خالق اور عدم سے وجود بخشنے والے پر دلائل پڑھے کیونکہ ہر صنعت صانع کی متفاوتی فاعل کی حکمت اور مضبوط قدرت کی نشانی ہے تمام اشیاء اس کی صنعت سے موجوڑ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان و سخرنکر ما فی السیوات و ما فی الارض جمیعاً منہ (اور تمہارے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے) کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے مراد بھی ہی ہے

اپ نے فرمایا کہ:

”بِرْحَزٍ میں اسمائے الٰہی میں سے ایک اسم ہے اور بِرْحَزٍ کا نام اسمائے الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے، پھر تو اسماء و صفات اور افعال حق کے درمیان ہے وہ اپنی قدرت سے پوشیدہ اور اپنی حکمت سے ظاہر ہے، اپنی صفات کے ذریعے تو وہ عیاں ہے لیکن ذات کے اعتبار سے باطن ہے اس نے اپنی ذات کو صفات کا اور صفات کو افعال کا جواب دے رکھا ہے، اور علم کو ارادے اور ارادے کو حرکات کے ساتھ ظاہر کرتا ہے، اپنے کمال و صفت کو مخفی کر رکھا ہے، بلکہ صفت کو ارادے سے ظاہر کرتا ہے اور وہ اپنے غیب میں باطن اور اپنی حکمت و قدرت میں ظاہر ہے، کوئی شے اس کی شان نہیں وہ سیمع و بصیر ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بات میں معرفت کے وہ اسرار و رموز بیان کیے ہیں جو معرفت انہی سینیوں میں محفوظ ہوتے ہیں جو فور توحید کا ہمیط ہونے کی وجہ سے جگد جگد کر رہے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ مقام اس لیے ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے بارک ان کے لیے بلند ہوئے تھے کہ اے اللہ! اے دین کی سجح عطا کر! اور اسے تاویل و تفسیر کا علم عطا کر! اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے مستفید فرمائے، اور اس مبارک گروہ میں شامل کرے۔

(۵) حقیقت فقر و تصور

میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈر! اس کی فرمانبرداری اختیار کر! ظاہر شرع کی پابندی کر! یعنی کوپاک اور چہرہ تروتازہ اور مسرو رکھ! خذوری امور بجا لاء اور ضرر رسان باتوں سے پر بہیز کر! فقر و فاقہ اور تکالیف برداشت کر! بزرگوں کی عزت و احترام کا خیال رکھ! بجاویوں کے ساتھ حسن سلوک اور اپنے سے کم عمر والوں کے ساتھ خیر خواہی و فضیلت کے جزء سے پیں آ! دنیوی امور میں جھگڑا اور لالپچھوڑ دے اور قربانی واشمار کا جذبہ اپنا! کسی بھی چیز کا

ذخیرہ اندوذی سے بچ! جو لوگ گروہ اصنیا کے دُور ہیں ان کی صحبت و مجاہست سے پر ہیز کر باور دین و دنیا کے امور میں تعاون کا جذبہ اختیار کر! اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے ہم مل لوگوں کے سامنے دستِ ضرورت دراز نہ کرے اور تو نگری کی اصلیت یہ ہے کہ اپنے ایسوں سے بے نیاز ہو جائے تصوف خالی قیل و قال سے نہیں بلکہ جوک اور نفس کی پسندیدہ اشیاء کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے، فقیر کے ساتھ پہلے پہل علم سے نہیں بلکہ زرمی و محبت سے پیش آنا چاہئے ایک نکھلہ علم اسے وحشت و لغرت دلانے گا اور زرمی محبت والفت! واضح رہے کہ تصوف کی بنا آٹھ خصلتوں پر ہے۔ سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح، رضا حضرت الحسن علیہ السلام کی طرح، صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح، مناجات حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح، سیر و سفر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح، بابس صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح، سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح، فقیر ہمارے آقا مولیٰ حضرت مسیم در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح، ان سب پر سلام ہوں۔

(۶۴) وصیتِ غوثیہ

میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ امراء سے باوقار طریقے سے مل! اور فقراء کی بارگاہ میں عاجزی سے حاضر ہو، اور تو واضح اور خلوص اختیار کر! خلوص وہ اعلیٰ صفت ہے جس پر ہر وقت خالق کی نگاہ عنایت ہے، اس باب میں اللہ پر تہمت نہ لگا، اپنے تمام حالات میں اسی کی ذات سے سکون والطینان کی دولت طلب کر! اپنے بھائی کے حقوق اس بنابر کہ اس کے اور تیرے درمیان یک جہتی سے پامال نہ کر، فقراء کی صحبت تو واضح، حسن ادب اور سخاوت سے اختیار کر، اپنے نفس کو مارکر حیاتِ حقیقی حاصل کر! وسیع الاخلاق شخص اللہ سے بہت زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور سب سے اچھا مل اپنے باطن کو غیر اللہ کی طرف التفات کرنے سے بچتا ہے۔

لہ لاہوری نسخے کی عبارت یوں ہے ان تستغنى عمما هومثلث جبل مصرى نسخے میں ان تستغنى عن
ہومثلث ہے ہم نے مورخ الذکر کو ترجیح دی ہے۔

وگوں کو حتیٰ اور صبر کی دعیت کر اور تیرے یلے فقیر کی صحبت اور دلی کی خدمت ہی کافی ہے، اور فقیر وہ ہے جو اللہ کے علاوہ ہر شے سے بے نیاز ہے، اپنے سے کم ملوا سے پر عمل کرنا نامویٰ اپنے برابر واے پر بد خلقی اور اپنے سے بڑھے پر بے شرمی ہے۔

فقر و تغزیت حجد و جمد کا نام ہے اس میں کسی بیرونہ چیز کی اکمیزش نہ کر! اللہ ہیں اور تجھے اس کی توفیق ارزانی کرے، اسے ولی! ہر حال میں تیرے یلے ذکر الہی لازم ہے کیونکہ ذکر تمام نیکیوں کا جامع ہے، اللہ کے عدو پیمان کی رستی مضبوطی سے پڑا! کیونکہ ہر خود رسان چیز کا دافع وہی ہے تجھے اضداد و قدر کے پر قبیلے کے یلے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ یہ واقع ہو کر رہیں گے، اور واضح رہا کہ تیری تمام حرکات و سکنات کی پرستش ہو گی، لہذا وقت کی مناسبت سے اپنے سے اپنے امور کی بجا آوری میں مشغول رہ! اپنے اضداد و جارح کو فضول کاموں سے بچا! اللہ و رسول اور حاکم (شرع)، کی اطاعت کر! حاکم وقت کے حقوق کی نگرانی کر! اور اپنے اس پر چھوڑ دے ان کا مطابق نہ کر! اور ہر حال میں اس کے لئے دعا کر۔

مسلمانوں کے بارے میں اپنی قیمت حافظ اور مکان نیک رکھ! اور ان کے لیے ہر لمحہ سہلائی اور بہتری اختیار کر! اپنی رات اس حال میں نگزار کر تیرے دل میں کسی کی بُراٹی یا کینہ و دشمنی سمجھی ہوئی ہو، جو تجوہ پر زیادتی کرے اس کے حق میں دعاۓ خیر کر! اپنا دھیان ہر آن اللہ کی طرف رکھ! رزق حلال فرض شرعیت و طریقت ہے جس چیز کے متعلق تجھے علم نہیں وہ اس راہ کے علماء سے حاصل کر! اللہ سے حیا و شیرم کر! اللہ کی صحبت اختیار کر! اور غیر اللہ سے صحبت الہی کی رحمائیت سے مل! اپنی صبح کا نماز صدقہ و خیرات سے کر! اور اپنی ہر شام اس روز فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ میں گزار، نماز مغرب کے بعد نماز استغفارہ ادا کر! اور بیست و شام سات مرتبہ اس دعا کا درود رکھو:

اللهم احبرنا من النار۔

لَهُ مَصْرِي نَسْخَةٌ مِّنْ عَلَيْكَ بِالْحَقِّ هُوَ مَنْ يَنْسَخُ مِنْ عَلَيْكَ بِالْمَوَاصِي بِالْعَقَدِ وَالصَّابَرِ ہے۔

لَهُ مَصْرِي نَسْخَةٌ مِّنْ دِعَلِ مَنْ هُوَ فَوْتَكَ فَخَرَبَ ہے جو باکل غلط ہے۔

اور قرآن مجید کی یہ آیات اپنا وظیفہ بنا :

اعوذ بالله العلیم من الشیطان الرجیم هو اللہ الذی لا اللہ الا هو

عالہ الغیب والشهادۃ هوا الرحمن الرحیم (آخر سورت تہک)

اللہ ہی ترقیت دیتے والا اور مددگار ہے کیونکہ ساری قوت و طاقت خدا نے بزرگ و برتر ہی کی ذات سے عطا ہوتی ہے۔

(۷) تعلق بالتد اور تعلق بالخلق

اللہ کا اس طرح ہو جا گریا مخلوق موجود ہی نہیں اور مخلوق کے ساتھ گوں رہا گویا نفس ہے ہی نہیں، جب تو مخلوق کا حباب اٹھا کر اللہ کی طرف بڑھتے گا، تو اسے پائے گا، اور دُوسرا کل موجودات سے بے نیاز ہو جائے گا، اور جب نفس کے بغیر مخلوق کے ساتھ رہے گا تو عدل و تقویٰ کرے گا، اور ہر قسم کی تکلیفوں سے محفوظ رہے گا، ان تمام کو دروازے پر چھوڑ کر اپنی خلوت کا میں تہما داخل ہو، پس خلوت ہی میں پھر حقیقت سے تجھے اپنے موشن کا ویدار، اور موجودات کے مسوئی کا مشاہدہ ہو گا، نفس ختم ہو جائے گا، اور اس کی جگہ قربِ خداوندی اور امرِ الٰہی نصیب ہو گا۔ اس وقت تیرا جمل علم، تیرا بعد قرب، تیری خاموشی ذکر، اور تیری وحشت موانت میں بدلتے گی، اسے ساکبِ طریقت ا مقامِ عبودیت میں خاتم اور مخلوق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر تو خاتم کو پسند کرتا ہے تو اعلان کر دے کہ پروردگار عالم کے علاوہ باقی سب میرے دشمن ہیں، جس نے اُسے چکھا اس نے جانا، کسی نے پُرچھا حضور! جس پصفرا کی تلمذی غالب ہے وہ شیریٰ کا ذائقہ کیونکر پا سکتا ہے؟ فرمایا: ہے تکلف و قصد خواہشات کے مٹانے اور ختم کرنے کا عمل کرے، اسے ساکبِ حقیقت ا مومن جب نیک عمل کرتا ہے تو اس کا نفس تلبیکے حکم میں پہنچتا ہے اور نفسِ قلب کے معارف جان لیتا ہے، پھر قلب اس کا ستر ہو جاتا ہے اور برتر دوسرے حال کی طرف لوٹ جاتا ہے فنا بقا بن جاتی ہے۔

اس کے بعد آپ (حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا دوستوں کے لیے ہر دروازے میں پیراٹی ہے فنا مخلوق کو نیست کر دینا اور اپنی طبیعت کو ملائکہ کی خاصیت سے

بدل دینا ہے، پھر خاصیتِ ملائکہ سے فنا ہو کر پہلی حالت پر آ جانا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ شرابِ معرفت سے حسبِ مشاء سیراب کرتا ہے، اور جس قدر چاہتا ہے تجھے میں انوار و رحمت پیدا کر دیتا ہے، اگر تو یہ مقام و مرتبہ چاہتا ہے تو تیرے یہے (عملی طور پر) سلمان ہونا قضا و قدر کاماننا، اللہ کر جانتا اور اس کا عرفان حاصل کرنا اور ذاتِ حق کے ساتھ موجود رہنا ضروری ہے جب تیرا وجود ذاتِ حق میں فنا ہو جائے گا تو تیرا سب کچھ اسی کے لیے ہو گا، زہد ایک گھری اور تقویٰ دو ساعتوں کا کام ہے لیکن معرفتِ الٰہی تو ایک ابدی حقیقت ہے۔

(۲۸) طریقت کے اصولِ عشرہ

املِ مجاہدہ و محاسبہ اور اولو العزم لوگوں کی دس معروف خصلتیں ہیں، جن پر وہ سمجھیش عمل کرتے ہیں، حبِ اللہ کے حکم سے وہ انہیں مضبوطی سے قائم کر لیتے ہیں، تو بلند مراتب پر پہنچ جاتے ہیں، پہلی خصلت یہ ہے کہ انسان عمدًا یا سواؤ جھوٹ پس پر اللہ کی قسم نہ اٹھائے جب یہ بات اس کی طبیعت میں راستہ ہو جائے گی اور اپنی زبان کو عادی بنالے گا تو سواؤ قصداً قسم کھانے سے محفوظ ہو جائے گا، جب اسے اپنی عادتِ ثانیہ بنالے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے انوار و تجلیات میں سے اس کے لیے ایک دروازہ کھول دے گا، اور وہ اپنے دل میں اس کے فائدے کا احساس کرنے لگتا ہے، اپنے عزم اور صبر میں ثبات اور پختگی اور مقام و مرتبے کی رفت کا احساس کرتا ہے، اپنے بھائیوں اور پڑویوں میں عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھ جائے گا، جو اسے پہچان لے گا وہ اس کی بزرگی کا مترضف اور اس کا تقبیح بن جائے گا، اور جو اسے دیکھنے والے ڈرسے گا! دُوسرا می خصلت یہ ہے کہ قصداً یا مذاقاً جھوٹ سے نپکے، اس لیے کہ جب جھوٹ سے نپکے گا اور اس صفت کو اپنی ذات و زبان میں مضبوط کر لے گا تو اللہ اس کا سینہ کھول دے گا، اور اسے وہ نور علم عطا کرے گا جس کے ذریعے وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا جیسے جھوٹ کو جانتا ہی نہیں اور حبِ دُوسروں سے جھوٹ ٹھنے کا تو میوب سمجھے گا اور لے

لے لا ہو ری نسخیں لاجل السجادۃ والمحاسبۃ ہے۔

دل میں انتہائی بُرا جانے گا، اور اس کے لیے اس بُری عادت سے بچنے کی دعا کر کے ثواب کا مستحق بنے گا، تیسری صفت یہ ہے کہ پہلے کسی چیز کا وعدہ نہ کرے، اور اگر کر چکا ہے تو وعدہ خلافی ہرگز نہ ہو کیونکہ اس کے لیے سلامتی اور میاں زریعی کار استہ بھی ہے، واضح رہے کہ وعدہ خلافی بھی جھوٹ ہی کی قسم ہے، اگر وہ وعدہ خلافی سے اپنے آپ کو بچائے گا تو اس کے لیے عادت کا دروازہ کھول دیا جائے گا، مقام حیا پر اسے فائز کیا جائے گا، اگر وہ صادقین میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور بارگاہ خداوندی میں بلند راتب کا مستحق بنے گا، چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی چیز پر لعنت ذکرے اور نہ کسی کو معمولی سی ایذا پہنچاتے، یہ صفت ابرار اور صدقیقین کے اخلاق میں سے ہے اور دنیا میں حفاظت الٰہی میں رہنے کی وجہ سے اس کے لیے بلند راتب اور درجات کی حسنِ عاقبت ہے اسے ہلاکت سے بچانا ہے اور مخلوق سے اس کی حفاظت کرتا ہے، اسے اپنا قرب اور اپنی مخلوق پر فقط و رحمت کی دولت عطا کرتا ہے، پانچویں خصلت یہ ہے کہ کسی مخلوق پر بد دعا کرنے سے پر ہیز کرے، اگرچہ اس نے زیادتی کا ارتکاب کیا ہو، اپنی زبان اور فعل سے اس کے کروار کا بد رہن لے، اور اللہ کے لیے سب کچھ برداشت کر لے! یہ خصلت بلند راتب کے حصول کا باعث بنتی ہے جیسا کہ اس پر کار بند ہو جاتا ہے تو دنیا و آخرت میں بلند مقام، ساری مخلوق میں مقبولیت اور محبت و دوستی، ابہابت دُعا، بخلافی اور بہتری میں سبقت، اور مسلمانوں کے دلوں میں دنیاوی یہودیت و احترام حاصل کر لیتا ہے، چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص پر حقی طور پر کفر و شرک یا انفاق کا فتویٰ نہ لگاتے، یہ خصلت بذات خود بہت اعلیٰ اور رحمتِ خداوندی سے قریب ہے، اور اتباعِ سنت میں کمال کی دلیل ہے، علم الٰہی میں دخل اندمازی سے اجتناب، غضبِ الٰہی سے بچاؤ اور رحمت و رضا مندیِ مولیٰ کا باعث ہے اللہ کے ہاں یہ ایک بہت بلند اور بُرا دروازہ ہے اور اس کے سبب بندہ مومن کو ساری مخلوق کے ساتھ مہر و محبت کا جذبہ عطا ہوتا ہے، ساتویں خصلت یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر اس باغِ گناہ سے دور رہے، اور اپنے اعضا و جوارح کو گناہوں سے بچائے کیونکہ اس عمل کے طفیل مومن کے تلب واعضا اس دنیا میں نیکی اور ثواب کے عادی بن جاتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جواہر مقرر کر کھا ہے اس کا حقدار بن جاتا ہے، ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ان اوصافِ چمیدہ پر عمل کی توفیقی ارزانی کرے، اور خراشات نفس ہمارے دلوں سے

ٹادے! آٹھویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی شخص پر تھوڑا یا زیادہ کسی قسم کا کوئی بارہ نہ ہو اور
بلکہ مخلوق سے اپنی تمام ضروریات اٹھائے، متنقی اور عابد حضرات کے لیے یہ کمالِ شرافت اور اعماق
ہے، اسی فضیلت کے باعثِ انسان امر بالمعروف اور رہنمی عن المکر کا فریضہ صحیح طور پر انجام دے
سکتا ہے، اور اس مقام پر ساری مخلوق اس کے لیے برابر ہو جاتی ہے، جبکہ مومن یہ مرتبہ حاصل
کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غنا و یقین اور اپنی ذات پر توکل ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ
کسی کو خواہشاتِ نفس کی پیروی کے سبب بلند نہیں کرتا، یہ باتِ یقینی ہے کہ یہ دروازہ تمامِ مومنوں
کی عزتِ مقیمین کی فضیلت کا باعث اور اخلاص سے بہت نزدیک ہے، نویں خصلت یہ ہے
کہ ہر مومن مخلوق سے کسی قسم کا طمع نہ رکھے، اور جو چیزیں مخلوق کے پاس ہیں ان کی تمنا و آرزو
نہ کرے، بلاشبہ یہ مقام بہت بڑے اعزاز، استغنا، باوشاہی، یقین کامل اور توکل عظیم کا
حاصل ہے اور یہ زہر کے دروازوں میں سے اللہ پر اعتماد رکھنے کا ایک بڑا دروازہ ہے جہاں
پر ہیزگاری اور کامل عبادتِ نصیب ہوتی ہے اور یہ اللہ والوں کی نشانی ہے، وسیں خصلت
تو واضح ہے تو واضح ہی سے عابد کامل بلند اور مرتبہ بڑھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے
ہاں اسے عزت اور رفت نصیب ہوتی ہے، اور دنیا و آخرت کی ہر گھڑی چیز جو وہ پسند کرتا ہے
اسے عطا کی جاتی ہے، شجر عبادات کی جڑ، شاخ اور ٹہنیاں تو واضح ہی ہے اس کی بدولت
بندہ خوشی و تکلیف میں راضی رہنے والوں کا مرتبہ حاصل کرتا ہے، اور تو واضح ہی کمالِ تقویٰ ہے،
اور تو واضح یہ ہے کہ بندہ جس شخص سے طے اے اپنے آپ سے بتر کجھے اور یہ سوچے کہ ملکن ہے
یہ شخص اللہ کے ہاں مقام و مرتبے میں مجھ سے زیادہ بلند ہو، جو شخص اسے ملتا ہے اگر وہ عمر میں
اس سے بڑا ہے تو کجھے کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کی ہے اگر وہ عالم ہے تو کہ
کہ اسے وہ چیز عطا ہوئی ہے جو مجھے نہیں ملی، اس نے وہ چیز حاصل کی ہے جس سے میں محروم
ہوں، وہ وہ چیز جانتا ہے جو میں نہیں جانتا، طرہ یہ کہ وہ عالم بالعمل ہے، اور اگر وہ جاں ہے تو
اس بات کا خیال کرے کہ اس نے جہالت اور نادانی کی بنابراللہ کی نافرمانی کی ہے، مگر میں
تو علم کے ہوتے ہوئے جان پوچھ کر لگا ہوں کہ اذکار کر رہا ہوں، اور مجھے معلوم نہیں کہ یہم دونوں
میں سے کس کا خاتمہ کیا ہوگا؟ اور اگر وہ کافر ہے تو کہ کہ میں نہیں جانتا شاید یہ مسلمان ہو جائے

اور نیک اعمال پر اس کا خاتمہ ہو اور ممکن ہے کہ میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بالآخر نہ ہو (معاذ اللہ) یہ دروازہ شفقت اور اپنے نفس پر خوف کا ہے، مناسب ہے کہ اس پر مادامت کی جائے، اور یہی وہ آخری چیز ہے جو بندوں پر باقی رہے گی، جب بندہ اس مقام پر پہنچ جانے کا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رکھے گا، اور بندہ بارگاہ الہیت کی صحبت نشینی کا خرف حاصل کر کے مقبول و منتظر بارگاہ ہو جائے گا اور راندہ بارگاہ شیطانِ مردوں کا دشمن بن جائے گا، یہ درجت ہے اور اسی کے ساتھ کبر کا دروازہ بند ہو جائے گا، خود پسندی کی رسیاں کٹ جائیں گی اور دین کے علاوہ دنیا و آخرت میں نفس سے ہر قسم کا غدر اور خوت نکل جائے گی، یہ جانِ عبادت ہے زاہدوں کی فضیلت اور عابدین کی علامت ہے، کوئی دوسری چیز اس سے بہتر نہیں، اس کے ساتھ ہی انسانِ جہانِ دنیا کی بے فائدہ اور فضول باتوں سے اجتناب کرے، اس کے بغیر اس کا کوئی عمل مکمل نہیں ہو گا، یہ عمل اس کے دل سے کینہ و بکر اور ہر قسم کے افراط کو بکال دیتا ہے اور اس کی زبان اور ارادہ نظاہر و باطن میں متحد ہو جاتے ہیں انصیحت کے محلے میں مخلوق اس کے لیے برابر ہو جاتی ہے، وہ کسی شخص کو نامعقول طریق پر نصیحت کرتا ہے اور نہ کسی کے فعل پر مصلحت کے خلاف سرزنش کرتا ہے، اگر اس کے سامنے کسی کی بُرا فی بیان کی جائے تو وہ رنجیدہ خاطر ہوتا ہے، بغیر معمول طریقے سے نصیحت کسی کی بُرا فی اور بکر و غزوہ باتیں ہیں، جو عابدوں کے لیے آفت اور زاہدوں کے لیے باعث ہلاتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کامل سے کسی کے قلب و زبان کو بچائے!

(۴۹) آخری حکمت آمیرِ نصیحتیں

مرض وصال میں آپ کے صاحبو شیخ عبدالواہ قدس سرہ نے عرض کی یہ رسمے آقا بھجے
ایسی وصیت کیجئے جس پر آپ کے بعد میں عمل کروں گا، آپ نے فرمایا:
۱۔ اللہ سے دروازہ اللہ کے سوا کسی کا خوف کرو اور نہ کسی سے اپنی کوئی امید
والبستر رکھو! اپنے تمام امور اسی کو سونپ دو! اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ
نہ کرو، اپنی تمام حاجتیں اسی سے طلب کرو! اور ذات باری کے علاوہ

کسی پر کامل اعتماد نہ کرو! تو سید کی حفاظت کرو! تو حیر متفق علیہ مسئلہ ہے۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق قائم کر دیتا ہے، تو اس سے کوئی شے خالی اور جدرا نہیں ہوتی۔"

پھر آپ نے فرمایا: "میں مغربے پوست ہوں۔"

پھر آپ نے اپنی اولاد سے ارشاد فرمایا:

"مجھ سے پرے بہت جاؤ! ظاہر تو میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن باطن میں کسی دوسرے کی آنکشِ رحمت میں ہوں۔"

اس کے بعد ارشاد ہوا:

"تمہارے علاوہ میرے پاس کچھ اور لوگ آئے ہیں، انہیں جگہ دو! اور ان کا

اوہ کرو! اس جگہ بڑی رحمت ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو!"

اس کے بعد آپ و علیکم السلام و رحمة الله و برکاتہ عفر اللہ لی ولکم و تاب اللہ علی
و علیکم لبسم اللہ غیر مودعین (تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت و برکت نازل ہو، اور
اللہ بخاری تمہاری مغفرت فرمائے اور متوجہ ہو، لبسم اللہ بلا خصت کیے ہوئے آئے) کا پُرانا
ایک شب دُرُوز درکرتے رہے!

WWW.NAFSEISLAM.COM
(۸۰) وصالِ مبارک

پھر فرمایا:

"مجھے کسی شے، فرشتے اور ملک الموت کا خوف نہیں! اے ملک الموت!

تیرے سوا جس نے ہیں ووست بنایا، اس نے ہیں عطا کیا۔"

اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے ایک نعرہ لگایا، یہ اس دن کا واقعہ ہے جس کی شام کو آپ نے
وصال فرمایا، ہمیں آپ کے صاحبزادگان شیخ عبدالرزاق اور شیخ موسیٰ نے بتایا کہ آپ اپنے
دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دراز فراتے تھے اور فراتے تھے: و علیکم السلام و رحمة
الله و برکاتہ تو بہ کرو! اور صفت (اصفیا) میں داخل ہو جاؤ، اب میں تمہاری طرف آتا ہوں

اور فرماتے تھے: ٹھہرو! اس کے بعد آپ پر دسال کے اثمار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

”میرے اور تمہارے اوزنام مخلوق کے دریان زمین و آسمان کا فرق ہے مجھے کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر۔“

آپ کے صاحبزادے عبد العزیز نے آپ سے درود تکلیف کا حال پوچھا، آپ نے فرمایا:

”مجھ سے کوئی شخص کوچھ نہ پوچھے میں علم الہی میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پہنچا رہا ہوں۔“

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ عبد العزیز نے آپ سے مرض کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا جنات، انسانوں اور فرشتوں میں سے کوئی میرا مرض بانتا ہے اور نہ سمجھتا ہے اللہ کے حکم سے اللہ کا علم نہیں بدلتا، حکم تبدیل ہوتا ہے علم تبدیل نہیں ہوتا، حکم منسوخ ہوتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا، یادھوا اللہ ما یشاء و یثبت و عنده ام الكتاب ولا یُسْتَلِ عَنْهُ ای فعل و هم یسْتَلُونَ لَهُ (اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے) صفات کے بارے میں جس طرح بتایا گیا ہے وہ جاری ہو کر رہیں گی۔

آپ کے صاحبزادے عبد الجبار نے دریافت کیا کہ جنم کے کون سے حصے میں زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے؟ فرمایا: ”میرے دل کے بغیر جو اللہ کے ساتھ شاغل ہے، سب اعضاً مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔“ اس کے بعد دسال بہت قریب آگیا۔

اس وقت آپ یہ الفاظ وہ رہے تھے:

استعنت بلا الله الا الله سبحانة و تعالی و المعی الذی لا یخشى

الفوت سبحان من تعزز بالقدرة و تھر العياد بالموت لا الله الا الله

محمد رسول الله۔

دیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ اس ذات سرمدی سے مدد پا ہتا ہوں جسے موت
کا کوئی خوف نہیں، پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت کے ساتھ غالب ہے
اور جس نے بندوں کو موت سے مخلوب کر کھا ہے لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہمیں آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ نے بتایا کہ وصال کے وقت آپ کی زبان مبارک
لفظ تعزز کا صحیح لفظ ادا نہیں کر سکتی تھی، آپ بار بار یہ لفظ ادا کرنے کی کوشش کرنے لگے
بالآخر سے ادا فرمایا، البشارة را حکیم کر اور لمبا کر کے زبان مبارک سے اس لفظ کا صحیح لفظ فرمایا
پھر فرمایا اللہ، اللہ، اللہ، اس کے بعد آواز نرم ہو گئی اور زبان مبارک تاؤس سے مل گئی اور
یہ شبازِ قدس اپنی منزل کی طرف پرواز کر گیا، رضوان اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات
سے مستفید ہونے کی توفیق ارزانی کرے۔

کتبہ: محمد شریعت گل



www.NAFSEISLAM.COM

کلائیک کتب تصوف کے مستند اردو ترجمہ

- طوایں صفت : ابن حجاج " (۲۲۹-۲۳۰ھ) ترجم : عین الرحمن عثمانی
- کتاب المبع صفت : ابو نصر سراج " (۲۶۸-۲۷۰ھ) ترجم : سید اسرار بخاری
- تعرف صفت : امام ابو حکیم الباڑی " (۲۸۵-۲۸۷ھ) ترجم : داکٹر محمد حسن
- کشف المجبوب صفت : سید علی ہجویری " (۳۰۰-۳۶۵ھ) ترجم : سید محمد فاروق انصاری
- سید میدان صفت : خواجہ عبدالحصیر انصاری " (۳۹۶-۳۸۱ھ) ترجم : حافظ محمد افضل فیض
- فتوح الغیب صفت : فوت الحلم و بدعا در تبلیغ " (۴۰۰-۴۶۲ھ) ترجم : سید محمد فاروق انصاری
- آداب المریدین صفت : صیدالدریں سہروردی " (۴۰۰-۴۶۲ھ) ترجم : محمد عبد الباسط
- تربیت مکتیہ صفت : شیخ اکبر ایں عربی " (۴۰۰-۴۶۸ھ) ترجم : مولوی محمد فضل خاں
- فضوس الحکم صفت : شیخ اکبر ایں عربی " (۴۰۰-۴۶۸ھ) ترجم : پرکت اشتر علی مکملی
- الاوراد صفت : بهاء الدین ذکریا ملتانی " (۴۶۶-۴۶۹ھ) ترجم : داکٹر محمد میاں صدیقی
- لواح صفت : مولانا عبد الرحمن جامی " (۴۸۹-۴۸۶ھ) ترجم : سید عوض الرحمن شفیعی
- انفارس اعافین صفت : شاه ولی اللہ دہلوی " (۴۸۶-۴۸۷ھ) ترجم : سید محمد فاروق انصاری
- الطاف القدس صفت : شاه ولی اللہ دہلوی " (۴۸۶-۴۸۷ھ) ترجم : سید محمد فاروق انصاری
- رسائل تصوف صفت : شاه ولی اللہ دہلوی " (۴۸۷-۴۸۹ھ) ترجم : سید محمد فاروق انصاری
- مرآت العاشقین صفت : سید محمد سعید زنجانی " (۴۸۹-۴۸۱ھ) ترجم : غلام نظام الدین چوری

اہم کتب تصوف اور تذکرے

- کشف المجبوب فارسی (نسخہ تہران) صفت : شیخ علی بن عثمان ہجویری تصحیح : علی قوم
- کشف المجبوب انگریزی (نسخہ لاہور) صفت : شیخ علی بن عثمان ہجویری ترجم : آرے نکن
- تصرف اسلام صفت : عبدالماجد دہیابادی
- ارمغان ابن عربی صفت : مولانا محمد اشرف علی مختارونی
- آئینیہ تصوف صفت : صیدالحسن فاروقی
- دعوت ارواح صفت : محمد ارشد قادری
- شہزاد رسول (اردو ترجمہ) صفت : شیخ یوسف بن اسماعیل نہبیانی ترجم : محمد میاں صدیقی
- بیماری اور اکس کار و عالی علاج صفت : داکٹر سید ولی الدین
- تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ صفت : اسرار الحسین قاری فاضل
- سیرت فخر العارفین تذکرہ : شاہ محمد عبد الجیلانی تعلیف : سید سکندر شاہ
- چراغ ابوالعلاء تذکرہ : صوفی محمد حنف و حضرت نقیب شاہ تعلیف : غلام آسی پیا
- حدیثۃ الاولیاء صفت : منتی غلام سرفراز لاہوری خواشی : محمد اقبال محمدی
- ازوالہ اثار حضرت بهاء الدین ذکریا ملتانی صفت : حسین احمد اشٹاہ ملتانی
- احسن المخواص تذکرہ : حضرت فضل شاہ قطب عالم رضا شعبیہ تعلیف : فاضل انوار الہنی
- فاضل انوار الہنی مخطوطات : حضرت فضل شاہ قطب عالم رضا شعبیہ ترجم : حافظ نذر الاسلام